تاریخ الامت

جلد ششم

علامہ اسلم جیراجپوری

ذخیرہ

شائع کردہ

ادارۂ طلوع اسلام۔ کراچی

(جاوید پریس میکلوڈ روڈ کراچی)

بسمہ تعالیٰ

135483

تاریخ الامت کے پانچ حصے اس سے پہلے شائع کئے جا چکے ہیں۔ اب اس کا چھٹا حصّہ پیش خدمت ہے۔ پہلا حصّہ حضور رسالتمآب کی سیرت طیبہ پر مشتمل تھا۔ دوسرا خلافت راشدہ کے تذکار جلیلہ پر اور تیسرا خلافت بنی امیہ سے متعلق تھا۔ چوتھے اور پانچویں حصے خلافت عباسیہ سے متعلق تھے۔ چھٹے حصے میں تاریخ مصر ہے۔ اس کے بقایا حصے رفتہ رفتہ سامنے آتے جائیں گے۔

وبیدہ التوفیق۔

ناظم ادارۂ طلوع اسلام۔ کراچی

Marfat.com

فہرست مضامین

تاریخ الامّت

حصّہ ششم

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
دیباچہ	۹	خاندان ۱-طینی	۱۷
تاریخ مصر	۱۲	خاندان ۲-منفی	۱۸
اقوام مصریہ	۱۳	" ۳-منفی	۱۹
دینی عقائد و رسوم	۱۴	" ۴-منفی	۲۰
ادوار تاریخی	۱۶	" ۵-اصوانی	۲۲
دولت قدیمہ	۱۷	" ۶-اصوانی	۲۳

Marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
خاندان ۷-۸-۹-۱۰		۲۵- ایثوبی	۴۵
دولت وسطیٰ	۲۴	۲۶- صادی	۴۸
۱۱- طیبی	″	۲۷- فارسی	۵۱
۱۲- طیبی	۲۵	۲۸- صادی	۵۵
۱۳- طیبی	۲۷	۲۹- سندیسی	″
۱۴- سخاوی	″	۳۰- سمنودی	۵۶
۱۵- ادارسی عمالقہ	۲۸	۳۱- فارسی	۵۷
۱۶-۱۷ صانی عمالقہ	۲۹	۳۲- مقدونی	″
دولت اخیرہ	۳۱	۳۳- بطلیموسی	۵۸
۱۸- طیبی	″	۳۴- رومی	۶۳
۱۹- طیبی	۳۵	عہد اسلامی	۷۰
۲۰- رعمیسی	۴۰	خلافت راشدہ	۷۲
۲۱- کہنہ	۴۲	عمرو بن عاص رضؓ	″
۲۲- بسطی	۴۳	نہر امیر المومنین	۷۴
۲۳- تانیسی	۴۴	نہر سویز- سرزمین مصر	۷۵
۲۴- صاوی	۴۵	بندوبست اراضی	۷۷

Marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
عبداللہ بن سعد	۷۹	دولت عباسیہ ثانیہ	۱۱۴
فتنۂ سبائی	۸۰	دولت اخشیدی	۱۱۶
قیس بن سعد	۸۱	انوجور۔ علی۔ کافور	۱۱۸-۱۱۹
عمرو بن عاصؓ بار دوم	۸۴	احمد بن علی	۱۲۱
بنی امیہ	۸۵	دولت فاطمیہ	۱۲۳
دولت عباسیہ اولیٰ	۹۲	معز لدین اللہ	۱۲۵
دولت طولونیہ	۱۰۱	عزیز بدین اللہ	۱۳۰
حکومت مصر	۱۰۲	حاکم بامر اللہ	۱۳۲
دفینۂ غیبی	۱۰۳	ظاہر لاعزاز دین اللہ	۱۳۸
جامع طولونی	۱۰۴	مستنصر باللہ	۱۴۰
واقعۂ حمری	۱۰۵	معز الدولہ افریقیہ	۱۴۱-۱۴۲
موفق کی عداوت شام کی ولایت	۱۰۶	مشرق	۱۴۳
عباس کی بغاوت	۱۰۸	بساسیری۔ قضیۂ حلب	۱۴۴
وفات	۱۰۹	وزارت۔ افواج فاطمیہ	۱۴۶
خمارویہ	״	ناصر الدولہ	۱۴۸
جیش وہارون	۱۱۲	ایلدگز	۱۵۲

Marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
بدر جمالی	۱۵۴	دولت ایوبی	۱۹۲
وفات مستنصر	۱۵۶	سلطان نورالدین زنگی	۱۹۳
جزیرہ صقلیہ	"	نجم الدین ایوب	۱۹۴
مستعلی باللہ	۱۵۸	صفات نورالدین	۱۹۵
حروب صلیبیہ	۱۶۰	سلطان صلاح الدین	۱۹۶
آمر باحکام اللہ	۱۶۷	صفات صلاح الدین	۱۹۸
حافظ لدین اللہ	۱۶۹	ملک عزیز	۲۰۱
ظافر بامر اللہ	۱۷۱	ملک منصور۔ ملک عادل	۲۰۲
فائز بنصر اللہ	۱۷۳	ملک کامل	۲۰۴
عاضد لدین اللہ	۱۷۵	عادل ثانی	۲۰۵
قتل صالح۔ مشہد حسینؓ	۱۷۶	ملک صالح۔ قاضی عزالدین	۲۰۶
شاور۔ ضرغام۔ شیرکوہ	۱۷۷	ملک معظم۔ شجرۃ الدر	۲۰۹
صلاح الدین	۱۷۸	دولت ممالیک بحریہ	۲۱۱
موتمن الخلافہ	۱۸۵	معز جاشنگیر	۲۱۲
خطبہ عباسی	۱۸۶	ملک منصور نورالدین مظفر	۲۱۴
خلفاء فاطمیہ	۱۸۸	ملک ظاہر بیبرس	۲۱۵

Marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
خلافت عباسی - فتوحات	۲۱۶	منصور خامس - اشرف ثالث	۲۳۳
صفات بیبرس	۲۱۷	منصور سادس - صالح حاجی	۲۳۵
قضاۃ اربع	۲۱۹	دولت ممالیک چرکسیہ	۲۳۶
امام نودی	۲۲۰	ملک ظاہر برقوق	۲۳۸
ملک سعید برکہ خاں	۲۲۲	ملک ناصر زین الدین	۲۴۰
ملک عادل سلامش	〃	ملک عادل - مستعین	۲۴۱
منصور قلاؤون	۲۲۴	شیخ محمودی	۲۴۲
تاتاریوں میں اسلام	۲۲۵	احمد محمودی - سیف الدین تتر	〃
ملک اشرف خلیل	۲۲۶	محمد بن تتر	۲۴۳
ملک ناصر محمد بار اول	۲۲۷	ملک اشرف برسبائے	〃
ملک عادل کتب غا -	۲۲۸	ملک عزیز یوسف -	۲۴۴
منصور لاجین - ناصر بار	〃	ظاہر جقمق	۲۴۵
دوم	۲۲۹	ملک منصور عثمان - اشرف ا	۲۴۶
ملک مظفر بیبرس	۲۳۰	ینال	〃
ناصر بار سوم	۲۳۱	مؤید احمد - ظاہر خوش قدم	〃
اولاد ناصر	۲۳۲	بلبائے تمربوغا	۲۴۷

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
ملک اشرف قایت بائے	۲۴۷	حاکم بامر اللہ ثانی۔ معتضد	۲۵۸
ملک ناصر محمد۔ اشرف قانصوہ	۲۴۹	باللہ اول۔ متوکل علی اللہ	۲۵۹
ظاہر قانصوہ	۲۵۰	اول مستعین باللہ	۲۶۰
قانصوہ جان بلبلاط طومان	"	معتضد باللہ ثانی	۔
بائے اول۔ قانصوہ	"	مستکفی باللہ ثانی	۲۶۱
غوری۔	"	قائم بامر اللہ	۔
طومان بائے ثانی	۲۵۲	مستنجد باللہ	۲۶۲
خلفائے عباسیہ مصر	۲۵۴	متوکل علی اللہ ثانی	۔
مستنصر باللہ	"	مستمسک باللہ	۲۶۳
حاکم بامر اللہ اول۔ مستکفی	۲۵۵	متوکل علی اللہ ثالث	"
باللہ اول	۲۵۶	خلافت عباسیہ	۲۶۵
واثق باللہ	۲۵۷		

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

زوالِ بغداد کے بعد خلافت عباسی مصر میں آکر قائم ہوئی۔ اس لئے وہاں کی مختصر تاریخ ابتداء سے بیان کر دینی ضروری تھی۔ یہ پورا حصہ اسی میں صرف ہوا۔ اور طوفان نوح کے بعد سے ۹۲۳ھ تک کی جس میں وہاں سے خلافت منتقل ہو کر آلِ عثمان کے ہاتھوں میں چلی گئی۔ مصر کی ایک اجمالی تاریخ اس میں لکھی گئی۔

مصر کے دورِ اسلامی کی تاریخ عہد بعہد کی حسب معمول مسلمانوں نے اچھی طرح محفوظ رکھی ہے۔ اور چونکہ دوسرے اسلامی مراکز کے مقابلہ میں وہاں کے کتب خانے زمانہ کی دست برد سے نسبتاً بچے رہے ہیں۔ اس وجہ سے تاریخ مصر کے متعلق جو کتابیں لکھی گئی ہیں وہ کمتر نایاب ہوئی ہیں۔ البتہ قدیم تاریخ کے معتبر مصادر موجود نہیں۔ کیونکہ پانچویں صدی قبل مسیحی سے پیشتر کی کوئی تصنیف

Marfat.com

اس موضوع پر نہیں ملتی۔ سب سے پہلے مصر کا کچھ حال جس شخص نے لکھا ہے۔ وہ مشہور یونانی سیاح اور مؤرخ ہیروڈوٹس ہے جو ۴۵۵ھ ق م میں نیل کے سواحل سے گزرا تھا۔ اس کے دو صدی کے بعد ایک مصری کاہن سبانیتوس نے جو مانیتو کے نام سے مشہور ہے اس ملک کی تاریخ لکھی۔ مگر وہ مفقود ہے صرف اس کے بعض بعض حصے جو یوسیفوس یہودی نے اپنی کتاب آثار الاسرائیلیہ یا آٹھویں صدی عیسوی کے ایک مؤرخ سنسلیس نے اپنی تصنیف میں نقل کئے تھے ہم تک پہنچے ہیں۔ قدیم حکمراں خاندانوں کے ملوک کی فہرستیں مانیتو ہی کے حوالہ سے بعض مسیحی مورخوں نے لکھی ہیں۔

۱۸۲۲ء میں نو سال کی لگاتار کوشش کے بعد فرانس کے مشہور اثری محقق شمپولین نے ہیروغلیفی کتابت کو حل کیا۔ جس سے آثار قدیمہ کے کتبے پڑھے جانے لگے اور پڑلنے ہیکلوں اور معبدوں اور اُن کے ستون و دیوار و در کے نقوش سے بعض حالات منکشف ہوئے۔ میں نے اس حصہ کی تالیف میں یہ تمام معلومات اور اسلامی متداول کتب تاریخ کو سامنے رکھا۔

چونکہ میری یہ کتاب جیسا کہ میں پہلے بھی ظاہر کر چکا ہوں محض تعلیمی ہے نہ کہ علمی اور میں صرف ضروری معلومات دینے پر اکتفا کرتا ہوں تاکہ طلباء کے لئے اسلامی تاریخ آسان اور قریب الفہم ہو جائے۔ اسی لئے حسب معمول اختصار سے کام لیا اور مصر کی علمی ترقی کی تاریخ بھی چھوڑ دی۔ کیونکہ اس کے لئے

Marfat.com

یک جداگانہ مبسوط تصنیف درکار ہے۔

تاریخِ مصر کے بعض بعض امور بوجہ تعلق خلافت کے خلفاء بغداد کے بیان میں پہلے حصوں میں آچکے ہیں۔ اس حصہ میں بھی مجبورًا ان کو دہرانا پڑا لیکن جہاں تک ہوسکا کوشش یہی رہی کہ کم سے کم تکرار واقع ہو۔

یکم شعبان ۱۳۴۶ھ

محمد اسلم جیراجپوری

جامعہ ملیہ اسلامیہ۔ قرول باغ۔ دہلی

Marfat.com

تاریخ الامّت

حصّۂ ششم

تاریخِ مصر

تاریخ مصر قبل از اسلام ۴۰۰۵ ق م سے شروع ہوتی ہے جبکہ مصر کے پہلے بادشاہ مَنَا نے اس ملک میں سلطنت قائم کی۔ یہ دو دور میں منقسم ہے۔

(۱) دورِ جاہلیت۔ جو ۴۰۰۵ ق۔م سے ۳۸۱ء تک ہے۔ اس میں تمام مصر یہ اپنے قدیمی دین پر رہی۔

(۲) دورِ مسیحیت جس میں اہلِ مصر نے دینِ عیسوی اختیار کرنا شروع کیا یہ ۳۸۱ء سے ۶۴۰ء یعنی فتح اسلامی تک ہے۔

اقوام مصریہ

قدیم اہل مصر حام بن نوح کے بیٹے مصرایم کی اولاد تھے جو شام سے آکر
یہاں میں جابجا قبیلے قبیلے آباد ہو گئے - یہ لوگ پانچ طبقوں میں منقسم تھے۔
طبقہ کاہنوں کا تھا جو دینی پیشوا تھے - ان کی کسی بات کی خلاف ورزی معبود کے
حکم سے سرتابی کے برابر سمجھی جاتی تھی - دوسرا طبقہ جنگی جماعت کا تھا جو دشمنوں کی
مدافعت کرتی تھی - باقی تین طبقے تاجروں - کاشتکاروں اور گلہ بانوں کے تھے۔
بجز کاہنوں اور طبقہ دوم کے کوئی دوسرا زمین کی ملکیت کا حق نہیں
رکھتا تھا - چنانچہ اراضی کا بڑا حصہ کاہنوں کے قبضہ میں تھا اور کچھ جنگ آوروں کے۔
بقیہ تینوں طبقے اُن سے ٹھیکہ یا کرایہ پر زمینیں لے کر کھیتی کرتے تھے
زمانہ دراز کے بعد جب ان قبائل کی تعداد زیادہ ہو گئی اور انتظام کے لئے
ضرورت نے مجبور کیا تو انہیں میں سے ایک شخص منا نامی جو جنگی جماعت کا سرغنہ
تھا بادشاہ بن گیا - اور اس نے مصر میں پہلی سلطنت قائم کی جو ایک زمانہ تک
اس کی اولاد میں چلی آئی - پھر دوسرا خاندان غالب آگیا - اسی طرح سلسلہ بسلسلہ
اکتیس خاندان حکمران ہوئے - جن میں سے اکثر اسی شہر کی نسبت سے موسوم ہیں
جو ان کا پایہ تخت تھا

ان ۳۱ خاندانوں کے بعد یونانیوں نے آکر مصر پر قبضہ کر لیا - پھر ان سے

Marfat.com

رومیوں نے لے کر اپنی سلطنت کا صوبہ بنا لیا۔

دینی عقائد و رسوم

قدیم اہلِ مصر گو متعدد دیوتاؤں اور دیویوں کو مانتے اور ان کی پوجا کرتے تھے لیکن ان کے تمام معبودوں کا اصل مرجع دو بڑے معبود تھے۔ ایک فتاح (خالق) جس کا بت مقام منف میں تھا۔ دوسرا رع (سورج) جس کی مورت لقصر میں بنائی گئی تھی۔ یہ بھی درحقیقت ان کے عقیدہ میں خالق اکبر ہی کی ایک مظہری تمثال تھا۔ اس کے بعد جوں جوں بت تراشی میں ترقی ہوتی گئی معبودوں کے تنوع میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ پسامتیک اول رخاندان ۲۶ کے زمانہ میں جب یونانی مصر میں آئے اور وہاں رہے تو انہوں نے علوم معتبر ریاضی۔ ہیأت اور نجوم وغیرہ کے ساتھ وہاں کے علم الاصنام کو بھی سیکھا۔ اور مصری بتوں کو مع ان کے ناموں کے یونان میں لے گئے۔

قدمار مصر کا یہ خیال تھا کہ دیوتا بعض بعض حیوانات کی شکل میں بھی جسم اختیار کر لیتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ وہ گائے۔ بلّی۔ شہباز وغیرہ کو بھی پوجتے تھے۔

ان کا ایک عقیدہ یہ بھی تھا کہ موت کے بعد روح جسم کے ساتھ قبر میں رہتی ہے۔ اسی بنیاد پر وہ اپنے مردوں کو ممی بناتے تھے۔ انہوں نے ایسی دوائیں معلوم کر لی تھیں جن کی بدولت جسم غیر محدود زمانہ تک سڑنے سے

Marfat.com

محفوظ رہ سکے۔ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ جسم اگر ضائع ہو گیا تو روح کا کوئی ٹھکانا نہیں رہے گا اور وہ بھٹکتی پھرے گی اس لئے امیر و غریب سب ممی کا خاص اہتمام کرتے تھے۔ اور اس کو محفوظ تابوتوں اور صندوقوں میں بند کر کے تہہ خانوں میں رکھتے تھے۔ جن پر پختہ عمارتیں بنا دیتے تھے۔ چنانچہ مصر کے اہرام وہاں کے ملوک اور سلاطین وغیرہ کے مقبرے ہیں۔

ان میں ایک خاص رسم یہ بھی تھی کہ ممی تیار ہو جانے کے بعد وہ مردہ کو پہلے ایک چبوترہ پر لا کر رکھتے جہاں مذہبی حکام اور کاہن اور عوام الناس آ کر جمع ہوتے پھر اعلان کیا جاتا کہ کسی کو اس کے اوپر کوئی دعوے ہو تو پیش کرے۔ جو وہ بے گناہ نکلتا تو اس کو قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت ملتی۔ اس کے اقربا اسی وقت اپنا ماتمی لباس اتار دیتے۔ اور اس کی برأت پر خوشی مناتے۔ اور جو گنہگار ٹھہرتا تو دفن سے ممنوع قرار پاتا۔ مجبوراً اس کے ورثا اس کے تابوت کو لا کر اپنے گھر میں رکھتے۔ جب اس قسم کے متعدد مردے کسی کے یہاں جمع ہو جاتے تو کاہن زندوں کی خاطر سے ان کو کہیں دفن کرنے کی اجازت دے دیتا۔

اس آخری احتساب میں کسی قسم کی رعایت نہیں برتی جاتی تھی۔ چنانچہ خوفو اور خضرع بادشاہوں کو بھی کاہنوں نے دفن سے روک دیا تھا۔

اس دستور کی وجہ سے ان کے اخلاق اچھے تھے۔ کیونکہ اس آخری فضیحت اور رسوائی کے خوف سے وہ معاملات کو صاف رکھتے اور سب کے ساتھ

نیک سلوک کرتے تھے۔

علمی لحاظ سے قدیم اہلِ مصر طب سے واقف تھے اور اکثر بیماریوں کی شناخت اور ان کی دوائیں جانتے تھے۔ ریاضی اور ہیاۃ سے بھی ان کو ذوق تھا۔ چنانچہ دنیا میں سب سے پہلے سن شمسی ۳۶۵¼ اور سن قمری ۳۵۴ دن کا انہوں نے ہی قرار دیا تھا۔ اور فن تعمیر میں تو اہرام اور عجیب و غریب ہیکل و معبد ایسی یادگاریں انہوں نے چھوڑی ہیں جن کو آج تک ساری دنیا حیرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

ادوار تاریخی

مورخوں نے مصر جاہلیت کی تاریخ کو پانچ دور میں تقسیم کیا ہے۔

(۱) دولت قدیمہ۔ ۵۰۰۴ سے ۳۰۶۴ ق۔م تک اس میں دس خاندان حکمران رہے جنھوں نے ۱۹۴۰ سال تک حکومت کی۔

(۲) دولت وسطےٰ۔ ۳۰۶۴ سے ۱۷۰۳ ق۔م۔ گیارھویں خاندان سے سترھویں خاندان تک ۱۳۶۱ سال۔

(۳) دولت اخیرہ۔ ۱۷۰۳ سے ۳۳۲ ق۔م اٹھارویں خاندان سے اکتیسویں خاندان تک۔ مدت حکومت ۱۳۷۱ سال رہی۔

(۴) دولت یونانی۔ ۳۳۲ سے ۳۰ ق م تک ۳۰۲ سال

حکومت رہی جس میں دو خاندان گزرے۔ (۷) دولت رومانی۔ ۳۰۰ ق م سے ۳۸۱ء تک ۴۱۱ سال جس میں رومیوں کا قبضہ رہا۔ اس کے بعد چھٹا دور مسیحیت ہے جو ۳۸۱ء سے ۶۴۰ء یعنی فتح اسلامی تک ہے۔ اس میں بھی حکومت رومیوں ہی کے ہاتھ میں رہی۔ ان کل ادوار کی نہایت مختصر تاریخ ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

دولت قدیمہ۔ اس دولت کا زمانہ جیسا کہ ابھی لکھا جا چکا ۵۰۰۴ سے ۳۰۶۴ ق م تک ۱۹۴۰ سال ہے۔ جس میں دس خاندانوں کی حکومت رہی

(۱) طینی۔ (مدت حکومت ۳۰۵ سال۔ عدد ملوک ۹)

(۱) منا رمیس)	۶۲ سال حکمراں رہا۔	(۵) ونفس ثانی	۴۲ سال حکمراں رہا۔
(۲) منا راتوتیس)	۵۷ " " "	(۶) سمتی (اسافابیدس)	۲۰ " " "
(۳) کنکنیس	۳۱ " " "	(۷) میہ بیدوس	۲۶ " " "
(۴) ونفس اول	۲۳ " " "	(۸) سمن لبس	۱۸ " " "
		(۹) بیہ نخس	۴۴ سال حکمراں رہا۔

منا۔ مصر کا اولین بادشاہ پہلے قبائل مصریہ کا سالار جنگ تھا۔ اور ان میں فہر العزیز کا ہنوں کے استبداد سے تنگ آکر لوگوں کو ان کے خلاف اپنے ساتھ متفق کر لیا۔ اور لڑ کر ان کو مصر سے نکال دیا اور اپنا تسلط قائم کیا۔ چونکہ طینہ کے لوگ در پردہ کاہنوں کے طرفدار تھے اس لئے اس مقام کو چھوڑ کر نیا شہر منف آباد کیا اور اسی کو اپنا پایہ تخت بنایا۔ ارد گرد خندق کھدوا کر چاروں طرف آمد و رفت کے لئے اس پر پل بنوا دیئے۔

دریائے نیل کو جو صحرائے لیبیا کی طرف بہتا تھا نہر کے ذریعہ سے مشرقی سمت میں جاری کیا۔ ملکی نظم و نسق کے قوانین وضع کئے پھر اہل لیبیا سے لڑ کر ان کو اپنا محکوم بنا لیا۔

متانے منف میں شاہی قصر تعمیر کرایا۔ اس کے عہد میں قحط بھی پھیلا اور طاعون بھی جس سے بہت مخلوق مر گئی۔

ونفس اول نے مصر کا سب سے پہلا ہرم کومہ تعمیر کرایا۔

آخری تین بادشاہوں کے زمانوں میں فواحش کی گرم بازاری رہی اور جا بجا فتنے برپا ہوئے جس کی وجہ سے سلطنت ان کے ہاتھ سے نکل گئی۔

Marfat.com

(۲) منفی

(مدت حکومت ۳۰۲ سال۔ عدد ملوک ۹)

۱۔ بصاد (بوثوس)	۳۸ سال	۵۔ استنس	۴۱ سال
۲۔ کاکاوو (کایخوس)	۳۹ "	۶۔ خائرس	۷ "
۳۔ بینوترس	۴۷ "	۷۔ نفرخرس	۲۵ "
۴۔ وہنس	۱۷ "	۸۔ نفرکاسکر	۴۸ "
۹۔ خوریق	۳۰ سال		

بصاد خاندان سابق کا رشتہ دار تھا۔

کاکاوو کے عہد میں حیوانات خاص کر گائے کی پرستش زیادہ ہوگئی۔

بینوترس نے یہ قانون بنایا کہ خاندان شاہی میں اولاد ذکور نہ ہونے کی صورت میں عورتوں کو بھی تخت سلطنت پر بیٹھنے کا حق ہوگا۔ اس نے یہ بھی دعویٰ کیا تھا کہ میں اللہ کا رشتہ دار ہوں۔ یہ عقیدہ اس کے بعد بھی ملوک مصر میں یونانیوں کے عہد تک چلا آیا۔

اب تک سارے مصری قبائل زیر اطاعت نہیں تھے۔ اس نے سب کو قبضہ میں لاکر ایک متفقہ قوم بنایا۔

استنس کو طب میں دخل تھا۔ بعض مورخ لکھتے ہیں کہ خاندان اول کے بادشاہ تتا نے طب میں ایک کتاب لکھی تھی۔ استنس نے اس کی تکمیل کی۔

Marfat.com

(۳) منفی

(مدت حکومت ۱۴۲ سال عدد ملوک ۹)

(۱) تخروفس	۲۸ سال
(۲) بنکا	۱۹ "
(۳) ترہ بیس	۷ "
(۴) سسوخریس	۱۷ "
(۵) نبکارع	۱۹ "
(۶) نفرکارع	۴۲ "
(۷) سفوریس	۳۰ "
(۸)	۲۶ "
(۹) سنفرد	۲۶ "

تخروفس کے عہد میں اہل لیبیا نے بغاوت کی۔ وہ لشکر لے کر گیا چاندنی رات میں فریقین کا مقابلہ ہوا۔ اتفاقاً چاند گرہن ہیں آگیا۔ لیبیا والوں نے خیال کیا کہ ہم نے بادشاہ کی جو مخالفت کی ہے اس پر آسمانی غضب کا ظہور ہو رہا ہے۔ اس وجہ سے ہتھیار ڈال دیئے اور اطاعت قبول کر لی۔

بنکا علم طب کا ماہر تھا۔ چنانچہ پہلی صدی عیسوی تک اس کے نوشتے لوگوں میں رائج تھے۔ فن کتابت اور سنگ تراشی کو بھی اس نے ترقی دی تھی۔

آخری بادشاہ سنفرو نے عرب کے ایک پہاڑ سے تانبے کی ایک کان نکالی۔ جبلِ حور پر لشکر کشی کر کے وہاں کے قبائل کو مطیع بنایا اور متعدد قلعے اور عمارات تعمیر کرائیں۔

اس خاندان کے عہد میں طیبہ کی ساری رونق منتقل ہو کر منف میں چلی آئی۔ اور ملک میں مال و دولت کی فراوانی ہوئی۔ بڑے بڑے ہیکل اور معبد تعمیر کئے گئے۔ ابوالہول کا عظیم الشان بت جو اہرام جیزہ کے پاس آج بھی قائم ہے اسی خاندان کے زمانہ میں بنا تھا۔ اس بت کا جسم شیر کا ہے اور سر انسان کا جس سے قوت اور عقل دونوں کے اجتماع کی طرف اشارہ ہے۔

(۴) منفی

(مدت حکومت ۲۰۸۴ سال۔ عدد ملوک ۱۴)

ان چودہ میں سے صرف آٹھ کے نام معلوم ہو سکے ہیں۔ ان میں سے بھی مشہور چار ہی ہیں۔ خوفو۔ خضرع۔ منکورع۔ اسکاف۔

خوفو (کیوپس) عمارت کا بڑا عاشق تھا۔ اسی نے مصر کا سب سے بڑا ہرم جو جیزہ میں ہے بنوایا۔ جس کی بلندی ۴۵۰ اور چوڑائی ۷۶۴ قدم ہے کہ اس میں ایک لاکھ آدمی روزانہ کام کرتے تھے اور پورے ۳۰ سال میں تیار رہوا۔ پہاڑ سے بھی زیادہ سنگین ہے۔

خلیفہ مامون عباسی جب ۲۱۷ھ میں مصر میں گیا اور لوگوں سے سنا

کہ ان عمارتوں میں قدمار ملوک کے خزانے مدفون ہیں تو اسی بڑے ہرم کو تڑوانا شروع کیا۔ ہزار دقت صرف ایک کونہ ٹوٹ سکا۔ اور صرفہ بہت پڑ گیا۔ اس لئے چھوڑ دیا۔

خوفو جنگ آور بھی تھا۔ اس نے عربی اور شامی قبائل سے جو شرقی سمت سے حدود مصر پر حملے کیا کرتے تھے متعدد لڑائیاں کیں اور ان کو شکستیں دیں۔ ۶۳ سال حکمراں رہا۔

خفرع نے دوسرا ہرم جو بڑے ہرم کے بالمقابل ہے بنوایا۔ اس کا ارتفاع ۴۷۴ اور عرض ۶۹ قدم ہے۔

منکورع عادل اور مہربان تھا۔ رعیت اس کو محبوب رکھتی تھی۔ جیزہ کا تیسرا ہرم جو ۲۰۳ قدم بلند اور ۲۵۲ قدم عریض ہے۔ اس کا تعمیر کردہ ہے لیکن یہ اس کو مکمل نہیں کر سکا تھا۔ ملکہ نیتوکریس نے جو خاندانِ ششم کی آخری فرماں روا تھی اس کی تکمیل کرائی۔

منکورع کی نعش ایک سنگین تابوت میں برآمد ہوئی تھی۔ انگریز اس کو انگلستان لے جا رہے تھے راہ میں پرتگال کے ساحل پر جہاز ڈوب گیا۔ لیکن حبشہ اور چوبیں غلاف جو انسان کی شکل کا بنا ہوا تھا برآمد ہو گیا اور لندن کے میوزیم میں پہنچا

اسکاف اس خاندان کا آخری بادشاہ تھا وہ ہندسہ سے آشنا تھا

اور آلات رصد کا شائق۔ ۹ سال حکمران رہا۔

(۵) اصواق

(مدت حکومت ۲۱۸ سال۔ عدد ملوک ۹)

۱	اسکاف	۲۸
۲	سحورع	۱۳
۳	ککا	....
۴	نفرخرس	۲۰
۵	شبس کارع	....
۶	رعنوسر	۱۱
۷	منکاحور	۹
۸	ددکارع	۴۴
۹	اوناسی	۳۳

اسکاف عادل تھا۔ سحورع نے اپنے عہد میں اس کے لئے وہ ہرم بنوایا۔ بوصیر کے متصل خبب کے نام سے مشہور ہے۔

نفرخرس کے زمانہ میں مصر میں علمی اور تمدنی ترقی ہوئی۔

ددکارع نے وادی مغارہ میں کئی کانیں دریافت کیں۔

135483

Marfat.com

(۶) اصوانی

(مدت حکومت ۲۰۳ سال - عدد ملوک ۶)

۱-	آتی	۳۰
۲-	مریرع (پیپی اول)	۵۳
۳-	مرنرع اول	۷
۴-	نیوس (پیپی ثانی)	۱۰۰
۵-	مرنرع ثانی	۱
۶-	ملکہ نیتوکریس	۱۲

آتی - کے زمانہ میں سواحل بحر پر تمانامی ایک مدعی سلطنت کھڑا ہو گیا لیکن چھ مہینے بعد مارا گیا

مریرع - یعنی پیپی اول نے ایک طرف شام اور دوسری طرف نوبیا کو محکوم بنایا۔

مرنرع - کے عہد میں مصر میں جنگی کشتیاں تیار کی گئیں۔

پیپی ثانی کے زمانہ میں فیروزہ - توتیا - تانبے کی کانیں اور کوہ طور سے قیمتی پتھر لعل و زمرد وغیرہ نکالے گئے۔

مرنرع ثانی اپنی حکومت کے دوسرے سال خود اپنے ہی امیروں کے ہاتھوں سے قتل ہوا۔ اس کی بہن نیتوکریس نے جو اس کی بیوی بھی تھی تخت نشین ہونے کے بعد دعوت کے بہانے سے قاتلوں کو بلا کر ایک تہہ خانے میں بٹھلایا جس کے گرد

پانی بھروا رکھا تھا۔ دفعتاً اس کو کھلوا دیا۔ جس سے تہہ خانہ پانی سے لبالب ہوگیا۔ اور وہ سب کے سب ڈوب کر مر گئے۔ لوگ اس کے بھی دشمن ہو گئے اور قتل کرنے کی فکر میں لگے۔ جب اس نے بچنے کی کوئی صورت نہ دیکھی تو آگ میں گر کر خودکشی کر لی حسن و جمال کی وجہ سے اس کا لقب گلرخ تھا۔

(۷) (۸) (۹) (۱۰)

مدت حکومت ۱۴۴ سال

ان چاروں خاندانوں کی کوئی کیفیت اور ان کے بادشاہوں کی کوئی تفصیل نہیں معلوم ہو سکی۔ تاریخ صرف اس قدر بتاتی ہے کہ ان میں سے پہلے دو خاندان منف میں تھے۔ اور دوسرے دونوں ہرقلیوپولیس میں۔

دولت وسطیٰ

۳۰۶۴ سے ۱۷۰۳ ق م تک۔ ۱۳۶۱ سال۔ گیارھویں سے لیکر اٹھارویں تک، خاندانوں کی حکومت رہی۔

(۱۱) طیبی

(مدت حکومت ۲۴۳ سال)

دسویں خاندان کے بعد مصر میں مختلف حکومتیں قائم ہو گئیں۔ بحری سمت میں ملوک اہناس حکمراں تھے۔ انہیں کی طرف سے گیارھویں خاندان کا بانی انتف عا

طیبہ کا والی تھا اُس نے اپنے رُعب اور سطوت کی وجہ سے استقلال حاصل کر لیا۔ پھر انقف عا رابع نے جو اس خاندان کا نامی بادشاہ گزرا ہے اہناس پر لشکر کشی کر کے غلبہ حاصل کر لیا۔ نیز شمال میں بھی ایشیائی حدود پر قابض ہو گیا۔ اس کے عہد میں بڑی بڑی سربلند عمارتیں بنیں۔ چنانچہ اسی کے زمانہ کی ایک عمارت کے کھنڈر کے ملبہ سے یونانیوں نے اپنے عہد میں ایک پل تیار کیا تھا۔

اس کا جانشین منتوحتب رابع تھا جس کا لقب نبخرع تھا۔ آخری بادشاہ سنخ کارع ہوا۔ جس نے ایک درباری حنو نامی سے مصر اور عرب کے رستہ کو درست کرایا۔ اس کام کو مریرع اوّل نے شروع کیا تھا لیکن پورا نہ کر سکا تھا۔ حنو نے اس میں پانچ منزلیں بنوائیں اور ہر ایک منزل پر کنواں کھدوایا۔ یہی رستہ یونانیوں اور رومانیوں کے عہد تک رہا۔

(۱۲) طیبی

(مدت حکومت ۲۱۳ سال۔ ملوک میں سے صرف آٹھ معلوم ہو سکے)

۱۔ امنمارا (امنحعت) اوّل	۳۰
۲۔ ادسرتسن اول	.....
۳۔ امنما ثانی	۳۸
۴۔ ادسرتسن ثانی	۱۹
۵۔ ادسرتسن ثالث	۲۶

۶- اسما ثالث ۴۲

۷- اسمارابع ۹ سال ۳ ماہ

۸- ملکہ سبک نفرورع ۱ سال ۱۰ ماہ ۲۴ روز

اس بارھویں خاندان نے سارے ملک کو اپنے قبضہ میں کیا اور کوئی دوسری حکومت مصر میں باقی نہیں چھوڑی۔

پہلا بادشاہ اسما خاندان سابق کے بادشاہ منتوحتب کے ملازمین میں سے تھا۔ اس نے جب کل مصر پر حکومت قائم کر لی تو اہل لیبیا و نوبیا اور بعض ایشیائی قبائل سنف کے مغرب میں حملہ آوری کے ارادہ سے مجتمع ہوئے۔ جا کر سب کو شکست دی حبشہ کے بھی ایک حصہ پر قبضہ کر لیا۔ شجاع عاقل اور فرزانہ تھا۔

اس نے اپنی زندگی ہی میں اپنے بیٹے **اوسرتسن** کو تخت پر بٹھا دیا۔ جس نے طیبہ کا ہیکل تعمیر کرایا۔ اور وہ ستون بنوایا جو مطریہ میں ہے اور جس پر یہ کتبہ ہے۔

بادشاہ منصور۔ ہر موجود کی حیات۔ بالائی اور نشیبی مصر کے سلطان۔ دونوں تاجوں کے مالک۔ خورشید کے فرزند۔ اوسرتسن: مطریہ کے معبودوں کے محب نے جو ہمیشہ زندہ رہے۔ اس نشان کو رسمی تیوہار کے آغاز میں اپنے نام سے اس جشن کی یادگار میں نصب فرمایا۔

خیال کیا جاتا ہے کہ الفیوم میں جو ستون ہے وہ بھی اسی کا تعمیر کردہ ہے۔

اوسرتسن ثانی نے بھی اپنی کئی یادگاریں چھوڑی ہیں۔

Marfat.com

اوسرتسن ثالث دانشمند اور بہادر بادشاہ تھا۔ اس نے انقو پیار برقعہ اور اس کے آگے کے علاقہ کو بھی فتح کیا اور وادی حلفا میں ملک کی حفاظت کے لئے دو قلعے بنوائے جو اب قمنہ دسمنہ کے نام سے مشہور ہیں۔ مقام دہشور میں اس کا بنوایا ہوا ایک ہرم بھی ہے۔

امنمات ثالث نے اپنے عہد میں الفیوم میں ایک بہت بڑا تالاب کھدوایا تھا جس کا نام موریس رکھا۔ غرض یہ تھی کہ جب نیل کا فیضان کم ہو تو اس کے پانی سے آبپاشی کی جائے۔ اور زیادہ ہو تو اس کی نہروں کے ذریعہ سے بحیرۂ قارزان میں گرا دیا جائے تاکہ ملک طغیانی کی آفت سے محفوظ رہے۔ اسی نے سب سے پہلے مقیاس نیل وضع کیا اور متعدد پل بنوائے۔

(۱۳) طیبی

(مدت حکومت ۴۵۰ سال)

اس خاندان میں مورخوں کے بیان کے مطابق ۷۰ بادشاہ ہوئے۔ لیکن ان میں سے کسی کے حالات نہیں مل سکے۔ بجز اس کے کہ ان کے عہد میں شہر طیبہ کی زینت اور عظمت بڑھ گئی تھی۔ جزیرہ ارجی میں دنقلہ کے قریب جو دو نوں بت ہیں وہ انھیں کے زمانہ میں بنے تھے۔

(۱۴) سخاوی

(مدت حکومت ۴۴۶ سال)

Marfat.com

اس خاندان کے بادشاہوں کی تعداد ۷۶ بیان کی جاتی ہے۔ ان کی بابت بھی کچھ معلومات نہیں ملتیں۔ شہر سخا ان کا پایہ تخت تھا۔

(۱۵) اوار یسی عمالقہ

(مدت حکومت ۲۴۹ سال۔ عدد ملوک ۶)

سخاوی خاندان کے خاتمہ پر کنعان۔ شام اور عرب کے قبائل ٹڈی دل کی طرح سویس سے گزر کر مصر میں آپہنچے۔ ان پر جو قبیلہ حکمران تھا وہ توریت میں حیثیین اور عربی تواریخ میں عمالیق کے نام سے مشہور ہے۔ ان لوگوں نے مصر کے بڑے ہیکلوں اور عبادت خانوں کو ڈھا دیا۔ شہروں میں آگ لگادی اور باشندوں کو تہ تیغ کر ڈالا۔ پہلے مصر کے بحری حصہ پر قبضہ کیا۔ وطنی حکومت وہاں سے بھاگ کر صعید کی طرف چلی گئی اور طیبہ کو اپنا مستقر بنا لیا۔ عمالقہ میں سے پہلا بادشاہ سلاطیس تھا اس نے مقام اوارس میں قلعہ بنایا اور دو لاکھ فوج مرتب کی۔ جس کی بدولت وطنی سلطنت کو جو طیبہ میں تھی مغلوب کر لیا اور سارے مصر پر تسلط جما لیا۔

اس نے اپنے کو فرعون (بادشاہ اعظم) کہا جو اس کے بعد سلاطین مصر کا لقب ہو گیا۔

اسی خاندان کے عہد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام مصر میں تشریف لے گئے تھے۔ یہ متعین نہ ہو سکا کہ وہ کس بادشاہ کا زمانہ تھا۔

ملوک کی فہرست یہ ہے۔

Marfat.com

۱- سلاطیس ۱۹

۲- بنون ۴۴

۳- انجناس ۲۵ سال ۷ ماہ

۴- ابابی اول ۶۱

۵- یانا ۵۰ سال ایک ماہ

۶- اسیس ۴۹ سال دو ماہ

(۱۶ — ۱۷) ضانی رعمالقہ)

یہ بھی عمالیق ہیں۔ ان دونوں خاندانوں میں سے کسی بادشاہ کا نام یا حال تاریخ میں محفوظ نہیں ہے۔ صرف ایک بادشاہ ابابی رعاکنن کا نام معلوم ہے جس کو مانیتھو نے ابوفیس اور عرب مورخوں نے ریّان بن ولید لکھا ہے اسی کے عہد میں تاجروں کا قافلہ حضرت یوسف علیہ السلام کو کنعان سے مصر میں لایا تھا اور وزیر قطفیر کے ہاتھ جس کو قدیم مصری میں دو فر دھیتہ الشمس لکھتے ہیں، بیچا تھا۔

حضرت یوسف جب قید سے رہا ہوئے اور بادشاہ مذکور نے اُن کو اپنا وزیر مال مقرر کیا اس وقت اُن کے سارے بھائی مع اپنے قبائل اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے مصر میں آ گئے۔ یہ ۳۰ نفوس تھے۔ حضرت یوسفؑ نے وادی غسان میں مقام عین شمس سے فرمار پیلوزیم تک بسنے کے لئے زمینیں عطا کیں۔

Marfat.com

جن میں اسباط آباد ہوگئے۔

داخلۂ مصر کے سولھویں سال حضرت یعقوبؑ نے انتقال فرمایا۔ حضرت یوسفؑ خود مع ایک جماعت کے ان کی نعش کو جبل حیبرون (مقام خلیل الرحمٰن) میں جو بیت المقدس سے ۱۸ میل کے فاصلہ پر ہے اور جہاں حضرت ابراہیم و اسحاق علیہم السلام کا مدفن ہے لے کر گئے اور دفن کر کے واپس آئے۔ دوسرے سال حضرت یوسفؑ نے انتقال فرمایا۔ ان کا جسۂ مصر ہی میں سپرد خاک رہا۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر وہاں سے نکلے اس وقت اس تابوت کو بھی حضرت یوسفؑ کی وصیت کے مطابق اپنے ساتھ لائے اور ان کے آبائی مقبرے میں دفن کیا۔

عمالقہ شروع شروع میں جب مصر میں آئے تھے تو انہوں نے مصریوں کو مغلوب و مقہور کر کے غلام بنا لیا تھا۔ اور امورِ حکومت میں کسی قسم کا حصہ نہیں دیا تھا۔ لیکن کچھ زمانہ کے بعد اُن سے میل جول بڑھایا اور رشتے بھی کئے۔ پھر ان کو سلطنت میں عہدے اور مناصب بھی دینے لگے۔ مصریوں نے قوت اور موقع پا کر اپنے ایک امیر تاعا کی قیادت میں وطنی حکومت قائم کر لی۔ اور عمالقہ کے تسلط کو مصر کے اکثر حصوں سے اٹھا دیا۔ صرف [illegible] ان کے قبضہ میں رہ گیا تھا۔ تاعا کے بعد یکے بعد دیگرے اس کے دو جانشینوں نے منفد سے بھی ان کو نکالا۔ مجبور ہو کر وہ اپنے پرانے پایۂ تخت ادارس میں آ کر قلعہ گیر ہو گئے۔

دولت اخیرہ

۱۷۰۳ سے ۳۳۲ ق۔م تک۔ ۱۳۷۱ سال۔ اٹھارویں خاندان سے اکتیسویں خاندان تک

(۱۸) طیبی

(مدت حکومت ۲۱۴ سال ۱۱ ملوک مشہور ہیں)

۱۔ احمس	۲۵
۲۔ امنوفلیس اول (اہخوتب)	۱۳
۳۔ تحوتمس اول	۲۱
۴۔ تحوتمس ثانی	۲۲
۵۔ ملکہ حتش بسو	۱۷
۶۔ تحوتمس ثالث	۴۸
۷۔ امنوفیس ثانی	۹
۸۔ تحوتمس رابع	۳۱
۹۔ امنوفیس ثالث	۲
۱۰۔ امنوفیس رابع رتوت عنخ آمن)	۳۷
۱۱ حورمحب	۱۲

Marfat.com

احمس نے عمیلقی فوج کا جو قلعہ اوارلیس میں تھا محاصرہ کیا۔ وہ تنگ آکر نکل بھاگی۔ اس نے دریائے فرات تک تعاقب کر کے قتل کیا۔ اب تقریباً چھ سو سال کے بعد مصر اجنبی حکومت سے خالی ہوا۔ بقیہ عمالقہ جو وہاں رہ گئے تھے ملکی حکومت کے تابع ہو گئے

واپسی کے بعد اس کو نوبیا پر فوج کشی کرنی پڑی۔ کیونکہ وہاں کے لوگ باغی ہو گئے تھے۔ جب وہ قابو میں آ گئے تو برقہ کی طرف بڑھا۔ اہل برقہ نے بلا جنگ اطاعت قبول کر لی۔

منف کا معبد فتاح اور کرنک کا آمون دونوں اسی کے بنوائے ہوئے ہیں۔ جبل قرنہ پر دیر بحری سے اس کی ممی برآمد ہوئی ہے جو مصری عجائب خانہ میں موجود ہے۔

اس کے بیٹے امنوفیس اوّل نے شاہ برقہ کی بیٹی سے شادی کی تھی۔ ان دونوں کی نعشیں بھی مصری عجائب خانہ میں ہیں۔

تحوتمس اوّل نے نوبیا کی طرف اپنی سلطنت بڑھائی۔ نیز فلسطین اور بابل پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس کی بیوی خاص اس کی بہن مسماۃ اہیسیس تھی۔

تحوتمس ثانی نے سوداں کو جو ایک مستقل سلطنت تھی فتح کر کے مصری سلطنت میں شامل کر لیا۔

ملکہ حتفش بسوا اپنے کم سن بھائی تحوتمس ثالث کی طرف سے حکومت کرتی تھی۔ اس عورت نے ارض مقدس کی طرف خود فوج لے جاکر اس کے جنوبی حصہ کو فتح کر لیا۔

تحوتمس ثالث حوصلہ مند اور شجاع تھا۔ اس نے ایک طرف فلسطین۔ شام۔ عراق۔ عجم۔ ایشیائے کوچک۔ آرمینیا۔ کردستان۔ الجزیرہ۔ عراق عرب۔ اور یمن کو فتح کیا اور دوسری طرف بحری بیڑہ سے قبرص۔ کریٹ جزائر ارخبیل۔ یونان اور جنوبی اطالیہ کے ایک بڑے حصہ پر قابض ہو گیا۔ ان عظیم الشان فتوحات سے سلطنت مصر کی شوکت اور حشمت بڑھ گئی۔ اس کے بنائے ہوئے دوستون سطریہ میں تھے۔ جو ملکہ قلیوبطرا کے عہد میں اسکندریہ میں منتقل کئے گئے تھے۔ اب ان میں سے ایک لندن میں ہے ایک امریکہ میں۔

امنوفیس ثانی کے زمانہ میں اشوریوں نے بغاوت کی لیکن اُس نے جاکر فرو کیا۔

تحوتمس رابع کو سورج کی پرستش میں غلو تھا۔ اور ابو الہول کی بہت تعظیم کرتا تھا۔ اس کے سامنے ایک پتھر پر اپنی مورت بھی بنوائی جس پر ایک کتبہ بھی لکھوایا ہے۔

امنوفیس ثالث کے عہد میں جا بجا شورشیں برپا ہوئیں۔ لیکن اس نے سب پر غلبہ پا لیا۔ اس کے عہد میں بہت سے ہیکل اور معبد تعمیر ہوئے۔ بقصر

کے بالمقابل نیل کے مغربی ساحل پر اس کا تعمیر کیا ہوا ایک ہیکل ہے جو چھٹی صدی ہجری تک مصر کے آثار قدیمہ میں سب سے بڑا سمجھا جاتا تھا۔ مگر اب بالکل مٹ گیا ہے۔ صرف دروازے پر کے دونوں بُت باقی رہ گئے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ ان میں سے ممنون نامی بت کے سنگ زریں سے پانی برسنے کے بعد آفتاب کی شعاع پڑنے سے ایک بلند آواز نکلتی تھی۔ شوق تحقیق میں لوگوں نے اس کو کھود ڈالا۔ اس وقت سے بند ہو گئی۔

امنوفیس رابع نے سارے ملک کو آفتاب کی پرستش کا حکم دیا۔ اور معبود آمون کی پوجا جو آشوریوں کا دیوتا تھا بند کرا دی۔ یہاں تک کہ اپنے پایۂ تخت طیبہ کو بھی اسی وجہ سے چھوڑ دیا کہ وہاں آمون کا معبد تھا۔ آفتاب پرستی میں اس قدر غلو اس میں اپنی ماں کی تعلیم سے پیدا ہوا تھا جس کا نام تائی تھا۔ اس کی بیوی کا نام نفرتِ اتن تھا۔ جس کے شکم سے سات بیٹیاں پیدا ہوئی تھیں۔ تل عمارہ میں خود بادشاہ اور اس کی بیٹیوں کی مورتیں پتھر پر بنی ہوئی ہیں جو اس کے سامنے مغلوب اشوریوں کی نعشوں کو اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں سے کچل رہی ہیں۔

اس بادشاہ اور اس کی ملکہ کی نعش معہ طلائی تخت اور بے شمار خزائن و دفائن کے چوتھا سال ہے کہ مقبرہ سے برآمد ہوئی ہے۔

چونکہ اس کے کوئی بیٹا نہ تھا اس لئے اس کے مرنے کے بعد زمام سلطنت

ار کی ایک جماعت کے ہاتھ میں رہی۔ آمون کی پرستش بند کر دینے سے بعض بعض
مقامات پر فتنے بھی برپا ہوئے جن کو اس خاندان کے آخری بادشاہ حورمحب نے
دبا دیا۔

(۱۹) طیبی

(مدت حکومت ۱۴۷ سال)

بادشاہوں میں سے صرف ۷ کے نام معلوم ہوئے ہیں۔

۱۔	رعمیس اوّل	۶
۲۔	سیتی اوّل	۵۱
۳۔	رعمیس ثانی	۶۷
۴۔	منفتاح اول	۱۲
۵۔	سیتی ثانی	۲۱
۶۔	امن مس	۵
۷۔	منفتاح ثانی	۷

رعمیس اول حورمحب کے سپہ سالاروں میں سے تھا۔ بادشاہ ہو جانے
کے بعد اس نے برقہ فتح کیا۔

سیتی اوّل نے آرمینیا اور فلسطین پر فتوحات حاصل کیں۔ اسی نے
سب سے پہلے کوشش کی کہ دریائے نیل کو قلزم سے ملا دے۔

رعمسیس ثانی کو یونانی سیزو سٹریس کہتے ہیں۔ اس کا لقب رعمسیس اکبر ہے۔ مصر کے بادشاہوں میں سے اس سے زیادہ پرشکوہ کوئی بادشاہ نہیں ہوا۔ مصریوں کے دل میں اس کی عظمت اور محبت حد عبادت تک پہنچ گئی تھی اس نے شام اور برقہ کو فتح کیا اور کنعانیوں پر ایک لاکھ اسی ہزار فوج لے کر چڑھائی کی۔ ۱۴ سال تک ان سے لڑتا رہا۔ بالآخر مصالحت ہوئی اور چاندی کے پتر ولبہ پر صلح نامہ لکھا گیا۔ جو اب لندن کے میوزیم میں محفوظ ہے۔ صلح کے بعد وہاں کے بادشاہ کی بیٹی سے شادی کی جس سے تعلقات اس قدر خوشگوار ہو گئے کہ کنعانی معبود سوتیک (بعل) کی پرستش کی عام اجازت دے دی۔ اس نے کئی شہر آباد کئے۔ اور بہت سے ہیکل اور عبادت خانے تعمیر کرائے۔ پایہ تخت صان میں منتقل کیا۔ اس کی ممی جو لقصر سے نکلی ہے مصری عجائب خانہ میں موجود ہے۔ اس نے اپنی زندگی ہی میں اپنے بیٹے خامواس کو حکومت سپرد کر دی تھی۔ لیکن وہ مر گیا اس وجہ سے اپنے تیسرے بیٹے منفتاح اول کو بادشاہ بنایا۔

منفتاح اول نے بھی طیبہ۔ منف اور عرابہ میں جو اس وقت زیر زمین مدفون ہے بڑی بڑی عمارتیں بنوائیں۔ اس کے زمانہ میں ایشیائے کوچک اور لیبیا والوں نے بحری سمت میں حملے کئے اور سواحل پر قابض ہو گئے۔ مگر اس نے جا کر ان کو نکالا۔ اور مصریوں کو ان کے ظلم وستم سے نجات دلائی

Marfat.com

اہل تاریخ متفق ہیں کہ منفتاح اول ہی فرعون ہے جس کے زمانہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی ہوئے اور بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لائے۔ جس کا پیچھا کرتے ہوئے یہ مع لشکر کے سمندر میں غرق ہوا۔ اس کا سن اس وقت ۷۷ سال کا تھا۔[1]

سنہ ۱۹۰۷ء میں اس مدعی ربوبیت کی بھی نعش برآمد ہو گئی جو جیزہ کے انتیقہ خانہ خدیوی میں موجود ہے اور حسب آیہ ستر آئی۔

اَلْیَوْمَ نُنَجِّیْکَ بِبَدَنِکَ لِتَکُوْنَ لِمَنْ خَلْفَکَ آیَۃً

آج ہم تیرے بدن کو نکلے دیتے ہیں تاکہ تو اپنے بعد والوں کے لئے نشانی بنے۔

---

[1] فرعون موسیٰ کا عہد جلال الدین سیوطی وغیرہ کے بیان کے مطابق چار پانچ سو سال تک ممتد رہا ہے۔ لیکن ان روایات کا کوئی مبنی نہیں ہے۔ مورخین مصر قدیم اس کا زمانہ حکومت صرف ۱۲ سال بتاتے ہیں۔ ۷۵ سال کی عمر میں وہ تخت پر بیٹھا تھا اور اپنے باپ رعمسیس اکبر کے عہد میں اس کا شریک تھا۔ اس لئے اس امر کا امکان تو ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی پرورش اسی نے کی ہو۔ لیکن اغلب یہ ہے کہ ان کا مربی خود رعمسیس اکبر رہا ہو۔ سورۂ شعراء کی ایک آیت ہے جس میں فرعون حضرت موسےٰ کو مخاطب کرتا ہے اس کی تائید نکلتی ہے۔

اَلَمْ نُرَبِّکَ فِیْنَا وَلِیْدًا

کیا ہم (ہمارے گھرانے) نے اپنے اندر تجھ کو نہ پالا جبکہ تو بچہ تھا۔

دیکھنے والوں کے لئے مایۂ عبرت ہے۔

اس کے بعد اس کا بیٹا سیتی ثانی تخت نشین ہوا[۱]۔ لیکن اکثر امرا اور فو

---

[۱] قرآن کریم میں ہے

فَاَخْرَجْنَاهُمْ مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ وَكُنُوزٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ

كَذَٰلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا بَنِي إِسْرَائِيلَ

ہم نے فرعونیوں کو باغوں چشموں خزانوں اور عزت والی جگھوں سے

نکالا۔ یہی ہوا۔ اور اُن کا وارث بنی اسرائیل کو بنا دیا۔

بظاہر اس سے خیال گزرتا ہے کہ بنی اسرائیل سمندر سے نکلے اور فرعونیوں کے غرق ہو جا

کے بعد پھر پلٹ کر مصر میں گئے اور ان کے باغات اور محلات وغیرہ کے وارث ہوئے۔ چنانچ

امام حسن بصری نے اس کی تفسیر میں یہی کہا بھی ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں۔ تاریخ ان کے مص

میں واپس جانے کی مطلقاً شہادت نہیں دیتی۔ اور خود قرآن کے طرز بیان سے بھی یہی مفہو

ہوتا ہے۔ سورہ طٰہٰ میں ہے۔

يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ قَدْ أَنْجَيْنَاكُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ وَوَاعَدْنَاكُمْ

جَانِبَ الطُّورِ الْأَيْمَنَ

اے بنی اسرائیل ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے نجات دی اور طور ایمن کی

جانب تم سے ملنے کا وعدہ کیا۔

کے غرق ہوجانے سے مصر کی شوکت مضمحل ہوگئی تھی اس وجہ سے ہمسایہ سلطنتیں حملے کرنے لگیں۔ یہاں تک کہ ان کی چیرہ دستی کے سبب سے بہت سے مصری تباہ اور برباد ہوگئے اور اپنے گھر بار چھوڑ کر دوسرے ملکوں میں چلے گئے۔ آخر

(بقیہ صفحہ ۳۸)

چنانچہ فرعونیوں سے نجات پاکر یہ لوگ کوہ طور کی طرف آئے جہاں حضرت موسیٰ کو بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے الواح عطا کی گئیں۔ اس کے بعد ارض مقدس کی طرف بڑھے اور بوجہ نافرمانی کے تیہ میں بھٹکتے رہے۔ چالیس برس کے بعد وہاں کے شہروں پر قبضہ پایا۔ اس لئے درحقیقت ان جنات وعیون سے ارض مقدس ہی کے باغات اور چشمے مراد ہیں جو فرعونیوں کے قبضہ میں تھے۔

جس کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے۔

یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ
کَتَبَ اللّٰهُ لَکُمْ

اے میری قوم ارض مقدس میں داخل ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے
تمہارے (مقسوم) میں لکھ دیا ہے۔

اور تصریح اس آیت میں

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِیْنَ کَانُوْا یُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ
الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِیْ بٰرَکْنَا فِیْهَا الآیہ

وارث بنایا ہم نے اس قوم کو جو کمزور بنائی جارہی تھی اس سرزمین کے مشرق و
مغرب کا جس میں ہم نے برکت دے رکھی ہے

Marfat.com

میں منفتاح ثانی کے زمانہ میں فینقیہ کے ایک امیر اریزو نامی نے مصر پر تغلب حاصل کرلیا۔

(۲۰) رعمیسی۔

(مدت حکومت ۱۷۰ سال۔ عدد ملوک ۱۳)

اریزو کے غلبہ کے بعد رعمسیس اکبر کی اولاد میں سے ایک شخص ستیخنت نامی اٹھا جس نے اہل حمیت مصریوں کی ایک جماعت کو لے کر اس کو نکالا اور اپنا تسلط قائم کیا۔ سوائے اس پہلے بادشاہ کے اس خاندان کے جملہ بادشاہوں کا لقب رعمیسیس رہا۔ ستیخنت کے بعد رعمسیس ثالث ہوا۔ جس نے مصر کے اندرونی انتظامات درست کئے۔ پھر ایشیائے کوچک پر حملہ کرکے فتح حاصل کی۔ اور لیبیا پر بھی قابض ہوا جنگ سے واپسی پر اس کے بھائی ارماس نے جو غیر حاضری میں اس کا قائم مقام رہا تھا اس کی دعوت کا سامان کیا۔ جب وہ معہ اپنی بیوی کے قصر شاہی میں بیٹھا تو ارماس نے اس میں آگ لگوادی تاکہ وہ جل جائے اور بادشاہت مجھے ملے۔ لیکن وہ بچ گیا اور اس نے ارماس اور اس کے ساتھیوں کو جو اس سازش میں شریک تھے واجبی سزا دی۔

آلو کی عظیم الشان سرائے اسی کی تعمیر کردہ ہے جس کی دیواروں پر اس کے حروب وفتوحات کی تصاویر بنی ہوئی ہیں۔ لقصر کے ہیکل کی مرمت بھی اسی نے کرائی تھی۔ ۳۳ سال سلطنت کی۔ اس کا تابوت فرانسیسی لے گئے جو پیرس کے

عجائب خانہ میں رکھا ہوا ہے۔

رعمسیس رابع کے تخت نشین ہوتے ہی ایشیائے کوچک والوں نے علم بغاوت بلند کیا۔ بہزار مشکل اس نے یہ بغاوت فرو کی اور اس کی یادگار ایک پتھر پر منقوش کرائی۔ جس پر اپنے معبود اوزرس کی بہت مدح لکھی۔ کرنک کے معبدوں کے ستونوں اور دیواروں پر جو نقوش ہیں وہ بھی اسی کے بنوائے ہوئے ہیں۔

پانچواں رعمسیس شاہی خاندان سے نہ تھا بلکہ غاصبانہ قابض ہو گیا تھا اسی وجہ سے رعمسیس سادس نے اس کے تمام کے تمام آثار محو کرا دیئے۔ بیابان کے قدیم شاہی گورستان کی دیواروں پر عجیب و غریب نقوش اور اشکال جو وقائع فلکی اور امور اعتقادی کے مرموز اشارات ہیں۔ رعمسیس سادس ہی کے بنوائے ہوئے ہیں۔

رعمسیس ہفتم۔ ہشتم۔ نہم اور دہم چاروں کے کچھ حالات نہیں ملے۔ بجز اس کے کہ ان کے زمانوں میں مصر برابر روبہ تنزل رہا۔

رعمسیس یازدہم نے اس کی شوکت پھر بڑھائی۔ خونسو کے ہیکل پر اس کا جو کتبہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شام اور نوبیا کو اس نے فتح کر لیا تھا۔

رعمسیس دوازدہم نے بلاد حبشہ تک قبضہ بڑھایا۔ طیبہ کے ہیکل کی چھوٹی چھوٹی مورتیں اسی کے عہد میں رکھی گئی تھیں

رعمسیس سیزدہم کم حوصلہ اور خانہ نشین تھا۔ اس کے عہد میں حرحود

Marfat.com

نے جو آمون کے معبد کے کاہنوں کا سرغنہ تھا مصر پر اپنا تسلط قائم کر لیا۔

(۲۱) کہنہ

(مدت حکومت ۱۳۰ سال۔ عدد ملوک ۷)

حرحور نے تخت پر قبضہ کرتے ہی رعمسیس خاندان کے جملہ افراد کو ملک بدر کر دیا۔ اہل مصر کو رنج ہوا۔ مگر اس کے رعب کی وجہ سے کچھ نہ کر سکے۔ لیکن اس کے بعد جب بسیغخی کاہن اس کا جانشین ہوا تو ملک میں فتنہ برپا ہوا۔ جس کو وہ اپنی زندگی بھر رفع نہ کر سکا۔ اس کی موت کے بعد اس کا بیٹا بینوزم تخت پر آیا۔ اس وقت شورش اور بڑھ گئی۔ بینوزم نے اپنے بیٹے منخپرع کو ایک فوج گراں دے کر طیبہ کی طرف روانہ کیا کہ بغاوت کو فرو کرے۔ وہ خود وہاں کا مستقل رئیس بن بیٹھا۔ اسی زمانہ میں مصر کے بالائی حصہ میں ایک شخص سمندس نامی نے جداگانہ حکومت قائم کر لی جس سے ابتری دن بدن بڑھتی گئی اور بالائی اور نشیبی دونوں حصوں کی سلطنتیں سالہا سال تک ایک دوسرے سے برسر پیکار رہیں۔ اس خلفشار کو دیکھ کر اشور کے بادشاہ نمرود نے فوج کشی کر دی۔ اور کل مصر پر قبضہ کر لیا۔ وہیں اس نے وفات پائی۔ اور عرابہ میں مدفون ہوا۔

اس کے بیٹے نے شہر بسطہ کو پایہ تخت قرار دیا۔ اور وہیں مع فوجوں کے سکونت گزیں ہوا۔ مصر میں بابل و اشور کی تہذیب اسی خاندان کے ذریعہ سے پہنچی۔

Marfat.com

(۲۲) بسطی نمرودی

(مدت حکومت ۲۰۰ سال - عدد ملوک ۹)

۱- ششنق اول	۲۱
۲- اوسورکون اول	۱۵
۳- تاکلوت اول	...
۴- اوسورکون ثانی	...
۵- ششنق ثانی	....
۶- تاکلوت ثانی	۱۳
۷- ششنق ثالث	.....
۸- بیمائی مہیا موں	.....
۹- ششنق رابع	.....

ششنق اول پسر نمرود جس کو توریت میں شیشاق کہا ہے بڑا جابر اور قاہر تھا - عرابہ میں جب اپنے باپ کی قبر کی زیارت کو گیا اور وہاں دیکھا کہ خدام نے اس کے مدفن کا مال ومتاع لے لیا ہے تو ایک طرف سے ان کو قتل کر ڈالا - اور مصر میں سخت قوانین جاری کئے - حضرت سلیمانؑ کے انتقال کے پانچویں سال فلسطین پر چڑھائی کی اور بیت المقدس کو فتح کر کے مسجد اقصیٰ کے سارے خزانے اور ساز وسامان لوٹ لئے - سلیمانی طلائی زرہیں قصر

شاہی سے نکلوالیں - پھر بنی اسرائیل کے شہروں پر فوجیں بھیجیں - انہوں نے بدون جنگ، اطاعت اختیار کرلی۔

ان فتوحات کے بعد مصر میں آکر کرنک کے ہیکل کی چار دیواری پر اپنی مورت بنوائی۔ سر پر شاہی تاج - ہاتھ میں مصری تلوار - اور سامنے حضرت سلیمان کے بیٹے رجبعام کی تصویر جن کی گردن میں رسی پڑی ہوئی تھی۔

ششنق رابع کے زمانہ میں مصر میں طوائف الملوکی پھیل گئی اور چھوٹی چھوٹی متعدد ریاستیں قائم ہوگئیں - آخر میں بنوباستیس نامی ایک رئیس نے اپنی قوت بڑھا کر سارے ملک پر قبضہ کرلیا۔

(۲۳) تانیسی

(مدت حکومت ۸۹ سال - عدد ملوک ۴)

۱- بنوباستیس	۴۰
۲- ادسورخو	۹
۳- بساموت	۱۰
۴- زت	۳۰

زت کے زمانہ میں مصر کی قوت اس قدر کمزور ہوگئی کہ ایک مجہول النسب شخص تفخنت بادشاہ بن بیٹھا۔

(۲۴) صاوی

(مدت حکومت ...... عدد ملوک ۵)

۱۔ تفنخت ....

۲۔ بوخوریس (باکوریس) وح کارع ۷

۳۔ استیفیناتس ۷

۴۔ نخبسو ۶

۵۔ ونکاؤ اول ۸

اس خاندان کے ساتھ ملوک برقہ مسلسل جنگ کرتے رہے۔ چنانچہ بوخوریس کو انہوں نے زندہ آگ میں جلا دیا تھا۔ آخر سباقون بادشاہ برقہ نے ونکاؤ اول پر غلبہ حاصل کر کے مصر کی سلطنت لے لی۔

(۲۵) ایثوپی (ملوک برقہ)

(مدت حکومت ۵۳ سال عدد ملوک ۵)

۱۔ سباقون (شباکا) ۱۲

۲۔ سبیخوں (شاباتاق) ۱۲

۳۔ طہراق ۲۵

۴۔ اوردامین ۱

۵۔ نوات میامون ۳

Marfat.com

سباقون نے مصر پر قبضہ کرتے ہی نہروں اور پلوں کو درست کرایا ہیکلوں اور معبدوں کی مرمتیں کیں۔ سزائے قتل کو قید بامشقت میں تبدیل کر دیا۔ اس وجہ سے اہلِ مصر اس سے خوش ہو گئے۔ اور محبت کرنے لگے۔ تھوڑے دنوں کے بعد اس نے اشور پر فوج کشی کی تیاری کی۔ فلسطین کے حکمراں حانون اسرائیلیوں کے سردار ہوشیع اور یہوذا کے رئیس حزقیا کو بھی مخفی طور پر اپنے ساتھ متفق کر لیا۔ لیکن اس کی اطلاع اشور کے بادشاہ سلامنصر کو ہو گئی۔ اس نے چالاکی سے حانون کو قید کر لیا جس سے ان لوگوں کے منصوبے پورے نہ ہو سکے۔ جب اطمینان ہو گیا تو چھوڑ دیا۔

سلامنصر کی موت کے بعد اس کے بیٹے سرجون کے تخت نشین ہوتے ہی ان لوگوں نے پھر اتفاق کر کے اشور پر چڑھائی کر دی۔ مگر شکست کھائی۔ حانون گرفتار ہو گیا اور سباقون بھاگ کر مصر پہنچا۔ وہاں اس ہزیمت سے اس کی ایسی ہوا خیزی ہو چکی تھی کہ مصریوں نے اطاعت سے انحراف کیا اور مقابلہ کے لئے آمادہ ہو گئے جس کی وجہ سے اس کو برقہ جانا پڑا۔ اہلِ مصر نے چوبیسویں خاندان کے بادشاہ استفیناتس کو تخت پر بٹھایا۔ اس نے شاہ اشور کی خدمت میں تحف وہدایا بھیجے اور خوشخبری لکھی کہ ہم نے سباقون کو اس ملک سے نکال دیا۔

سباقون کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے سبخون نے ایک جرار لشکر

...یب دے کر مصر پر چڑھائی کی۔ اور فتح کر لیا۔ بارہ سال حکومت کرنے کے بعد ...ں کے ایک ہم قوم طہراق نامی نے اس کو قتل کر کے تخت پر قبضہ کر لیا۔

اشور کے بادشاہ اشوراخی الدین نے طہراق پر فوج کشی کی۔ اور مصر ...فتح کر کے منف اور طیبہ کے ہیکلوں اور عبادت خانوں کو لوٹ لیا اور وہ سارا ...خیرہ اپنے ملک میں بھیجدیا۔ طہراق بھاگ گیا۔ شاہ اشور نے جملہ عمال مصر کو ...عال رکھا اور اپنا ایک نائب نخناؤ نامی چھوڑ کر نینوائے کو واپس چلا آیا۔ ...ہراق پھر ایک جمعیت لے کر پہنچا اور نخناؤ کو نکال کر مصر پر قابض ہو گیا۔

اشوراخی الدین واپسی کے بعد ایک مزمن مرض میں مبتلا ہو گیا تھا۔ ...سلئے اپنے آپ کو مجبور پاکر اپنے بیٹے اشور بانیبال کو بادشاہ بنا دیا۔ اس نے مصر پہنچ کر ...ہراق کو شکست دی اور ایک نائب چھوڑ کر نینوائے واپس آیا۔ طہراق نے پھر ...قبضہ کر لیا۔ اشور بانیبال نے دوبارہ جاکر اس کو نکالا۔ اور ان مصری امراء کو ...بھی سزائیں دیں جو اس کے ساتھ ساز باز رکھتے تھے۔ لیکن اس سے کچھ نفع ...ہوا۔ کیونکہ جوں ہی وہ اپنے ملک کو واپس ہوا طہراق پھر تخت پر آ گیا۔ اس ...کے بعد اشوری فوجیں جاتی رہیں اور سلسلہ وار جنگ ہوتی رہی۔

طہراق کے بعد اس کا جانشین اور دامین ہوا۔ جو اس کا داماد تھا۔ اشوری ...اس کے ساتھ بھی لڑتے رہے۔ مجبور ہو کر وہ برقہ بھاگ گیا۔ ادھر اندرونی اختلا... ...کی وجہ سے اشوریوں نے بھی اپنی فوجیں مصر سے واپس بلالیں۔ میدان خالی پاکر

برقہ کے ایک رئیس نوات میاھون نے مصر پر قبضہ کر لیا جو تین سال کے بعد مر گیا۔ اس وقت مصریوں نے تمام اہل برقہ کو نکال دیا۔ اب طوائف الملوکی کا دور رہا اور چھوٹی چھوٹی بارہ ریاستیں قائم ہو گئیں۔ ان میں سے ایک رئیس بسامتیک نے یونانی بحری غارت گروں کو اپنے ساتھ ملا کر اُن کی مدد سے سارے مصر پر اپنی بادشاہت قائم کر لی۔ شہر صا کو پایہ تخت قرار دیا۔

(۲۶) صاوی

(مدت حکومت ۱۳۰ سال عدد ملوک ۶)

۱۔ بسامتیک اوّل	۵۴
۲۔ نکاؤ ثانی	۱۷
۳۔ بسامتیک ثانی	۵
۴۔ وح ایرع (اپریس)	.....
۵۔ احمس (اماذیس ثانی)	۴۴
۶۔ بسامتیک ثالث	....

بسامتیک کو چونکہ یونانیوں کی مدد سے سلطنت حاصل ہوئی تھی اس لئے ان کے ساتھ خاص رعایت ملحوظ رکھی۔ سواحل بحر کی طرف بسنے کے لئے ان کو زمین عطا کی۔ فوج میں بھرتی کیا۔ اور بڑے بڑے مناصب دیئے

ان یونانیوں نے اپنی اولاد کو مصر میں تعلیم دلوانی شروع کی۔ زمانہ مابعد میں سولن۔ فیثاغورس۔ افلاطون اور اودکس وغیرہ بہت سے یونانی مشاہیر انہیں مصری درسگاہوں سے نکلے جو مصری علوم اور ان کے اصنام کو معہ ان کے ناموں کے یونان میں لے گئے۔

اہلِ مصر ان یونانیوں سے جو ان کے ملک میں اجنبی تھے سخت ناراض تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ بادشاہ اس معاملہ میں ان کی کچھ نہیں سنتا تو غصہ سے تقریباً اڑھائی لاکھ مصری سپاہی اپنے گھربار اور اہل وعیال کو چھوڑ کر برقہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ وہاں کے بادشاہ نے ان کو عزت کے ساتھ لیا اور بسنے کے لئے زمین دی۔

ان کے چلے جانے سے مصر ملکی افواج سے خالی ہو گیا اور صرف غیر ملکی یونانی سپاہی وہاں رہ گئے۔ اب بسامتیک نے اپنی غلطی محسوس کی اور اس کو بہت قلق ہوا۔

اس کے بیٹے نکاؤ کے عہد میں بحری بیڑہ میں اضافہ کیا گیا۔ اس نے شام پر حملہ کر کے یہوداہ کے رئیس یوشیا کو قتل کیا۔ والی اشور بخت نصر کو جب حملہ کی اطلاع ملی تو اس نے فوراً پہنچ کر اس کو شکست دی جس کی وجہ سے وہ بھاگ کر مصر واپس آگیا۔

انیسویں خاندان کے بادشاہ سیتی اوّل نے دریائے نیل کو قلزم سے

سلانے کا کام جو نامکمل چھوڑا تھا اس کو نکاؤ نے پورا کیا۔ اور مقام بسطہ کے
جنوب میں نیل سے ایک نہر کاٹ کر قلزم میں لاکر گرا دی۔

وح ابرع نے اپنے عہد میں بخت نصر کو شکست دی۔ اس سے اس کے
دل میں تکبر پیدا ہو گیا۔ اہل مصر اس کی وجہ سے اس سے بیزار ہو گئے۔ اسی درمیان میں
لیبیا اور یونان میں جنگ شروع ہوئی اہل لیبیا نے اس سے امداد چاہی۔ اس نے
یونانی فوج کو یونانیوں کے مقابلہ میں بھیجنا مصلحت کے خلاف سمجھا۔ اس لئے
مصری فوج کو جانے کا حکم دیا۔ انہوں نے یہ خیال کر کے کہ یہ ازراہِ تحقیر ہم
کو ہلاکت کے لئے بھیجتا ہے جانے سے انکار کیا۔ اور بغاوت کر دی۔ وح ابرع
نے ان کو سمجھانے کے لئے ایک معتمد احمس کو بھیجا۔ فوج نے اسی کو بادشاہ
بنا لیا۔ جس پر وہ بھی راضی ہو گیا۔ ان کو ساتھ لے کر قصر شاہی پر حملہ کیا۔ یونانی
فوج نے مدافعت کی جس کی تعداد تیس ہزار تھی مگر شکست کھائی۔ وح ابرع گرفتار
ہوا۔ احمس اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہتا تھا مگر فوج نے زندہ نہ چھوڑا۔

احمس نے اپنی دانائی اور حسنِ سیاست سے اندرونی انتظام ایسا
درست کیا کہ ملک خوشحال ہو گیا۔ اس نے پرانے شاہی خاندان میں بسامتیک
اوّل کی پوتی سے شادی کی۔ نیز یونانیوں کی دل دہی کے لئے ان کے رئیس
ارکیزیلادس کی بیٹی سے بھی۔ اور دونوں فریقوں کو خوش رکھا۔

اس کا بیٹا بسامتیک ثالث جو بسامتیک اوّل کی پوتی کے شکم

سے تھا۔ چھ مہینے تخت پر بیٹھا تھا کہ ایرانی بادشاہ قمبیز نے مصر پر چڑھائی کی۔ فریقین کا مقابلہ فرما میں ہوا۔ قمبیز نے چالاکی سے فوج کے آگے ان حیوانات کو رکھا تھا جن کو اہلِ مصر مقدس مانتے تھے۔ اس وجہ سے مصری تیر وغیرہ نہ چلا سکے صرف یونانیوں نے مقابلہ کیا مگر وہ بہت جلد شکست کھا گئے۔ سبا متیک گرفتار ہو کر قتل کیا گیا۔

(۲۷) فارسی

(مدت حکومت ۱۲۹ سال۔ عدد ملوک ۷)

۱۔ قمبیز	۵
۲۔ دارا اوّل	۳۶
۳۔ شیارش اوّل	۳۱
۴۔ ارتخشارشا اوّل	۳۸
۵۔ شیارش ثانی	ایک ماہ پندرہ دن
۶۔ سوغدیانوس	۶ ماہ
۷۔ دارا ثانی	۱۹ سال

قمبیز کہ بہمن پسر اسفندیار ہے جس نے ایرانی مورخوں کے بیان کے مطابق ہفت اقلیم کو مسخر کر ڈالا تھا۔ ابوالفداء نے اسی کو کورش قرار دیا ہے۔ جس کا ذکر توریت میں ہے۔ لیکن اکثر مورخ کورش اسفندیار کو لکھتے ہیں۔

اور یہی قرین قیاس ہے۔ کیونکہ کمبیز کا زمانہ کورش کے بعد پڑتا ہے۔

ملوک کی یہ فہرست جو ہم نے مصری تاریخوں سے نقل کی ہے تمام ایرانی تاریخوں کے خلاف ہے۔ حمزہ اصفہانی اور دوسرے معتبر مورخین عجم لکھتے ہیں کہ بہمن کی جانشین اس کی بیٹی ہمائے چہرہ زاد ہوئی جو اس کی بیوی بھی تھی اور بروقت اس کی وفات کے باردار بھی تھی۔ اس کے شکم سے دارا اول جس کو داریوش اعظم کہتے ہیں پیدا ہوا۔ اور تیس سال کی عمر میں تخت پر بیٹھا۔ اس کا بیٹا دارا ثانی تھا جس کے عہد میں سکندر مقدونی نے ایران فتح کر لیا۔ اسکے مطابق بہمن کا عہد ۱۲۰ سال تھا۔ ہمائے چہرہ زاد ۳۰ دارائے اول کا ۱۲۔ اور دارا ثانی کا ۱۹ سال۔ درحقیقت اس موقع پر مصری مورخوں نے ایرانی بادشاہوں اور ان کے بابل کے نائبوں کے ناموں کو جو مصر کے ہم سرحد تھے باہم مخلوط کر دیا ہے۔

کمبیز نے جب مصر کو فتح کر لیا تو اس کے رعب و شوکت کو دیکھ کر لیبیا والوں نے بھی بلا جنگ اطاعت قبول کر لی۔

اب کمبیز نے ایک بحری فوج قرطاجنہ (تونس) فتح کرنے کے لئے روانہ کی جس میں فینیقی سپاہی تھے۔ ان لوگوں نے وہاں پہنچ کر بوجہ قرابت اور رشتہ داریوں کے ان کے ساتھ لڑنا پسند نہ کیا۔

دوسری فوج جس کی تعداد پچاس ہزار تھی واح سیوہ (واحہ آمون)

کی طرف بھیجی۔ اور ان کو حکم دیا کہ جا کر مشتری کا ہیکل منہدم کر دیں۔ یہ لوگ بھول کر صحارے میں پڑ گئے۔ وہاں کے باد سموم سے بچنے کے لئے بحر رمل کی طرف بھاگے جس میں سب کے سب غرق ہو گئے۔

تیسری فوج خود لے کر برقہ پر چڑھائی کی۔ لیکن راستہ نہ ملا اور بے آب وگیاہ ریگستانوں میں جا پڑے۔ جہاں سب کے سب تباہ ہو گئے۔ صرف قمبیز ایک مختصر جماعت کے ساتھ مشکل سے جانبر ہو سکا۔

ان پیہم ناکامیوں کا اس کے اوپر یہ اثر پڑا کہ جہاں وہ عادل۔ مدبر اور فرزانہ تھا۔ وہاں ظالم۔ مغلوب الغضب اور بدتدبیر ہو گیا۔ مصریوں کے دیوتاؤں کی اہانت کی۔ ان کے قدیمی گورستانوں کے ذخائر لوٹ لئے۔ عجمیوں کو زندہ گڑ ولنے لگا۔ اپنے وزیر فرساسپ کو ایران میں بھیج کر اپنے بھائی سمردیس کو قتل کرایا۔ اپنی بہن کو جو اس کی بیوی بھی تھی جان سے مار ڈالا۔ اور اسی قسم کی دیگر حرکات اس سے سرزد ہونے لگیں۔ جن سے معلوم ہوتا تھا کہ اس کا دماغ مختل ہو گیا۔

اس کے بعد دارا اول تخت نشین ہوا۔ اس نے مصریوں کی دلجوئی کی۔ اور ان کے معبودوں اور عبادت خانوں کی جن کو قمبیز نے نقصان پہنچایا تھا مرمت کرائی۔ جب فتاح کے معبد میں داخل ہوا تو عمسیس اکبر کے بت کی تعظیم کی اور کاہنوں سے کہا کہ میرا بھی ایک بت اس کے برابر نصب کر دو۔

Marfat.com

انہوں نے انکار کیا اور بولے کہ نہ تم نے اس قدر فتوحات کی ہیں نہ اس کے برابر
تمہارا درجہ ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں ایسا ہی ہے میں آرزو رکھتا ہوں کہ
اُس کے رتبہ کو پہنچ جاؤں۔

دارا اگرچہ عادل اور مہربان تھا لیکن اہل مصر اجنبی حکومت سے بیزار
تھے چنانچہ بغاوت کر بیٹھے اور ایک شخص خبیش نامی کو بادشاہ بنا لیا۔ دارا
چاہتا تھا کہ دو لشکر تیار کرے۔ ایک کو مصر پر بھیجے ایک کو یونان پر۔ لیکن اس
کا انتقال ہو گیا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا شیارش اول لشکر لے کر مصر کی طرف آیا۔ خبیش
مقابلہ نہ کر سکا اور بھاگ گیا۔ پھر اس کا پتہ نہ چلا۔

شیارش پست حوصلہ تھا۔ اس کے زمانہ میں کردوں نے بغاوت کی
یونانیوں نے ایرانی بیڑہ کو تباہ کر دیا۔ اور یہ کچھ نہ کر سکا۔ اس کے عہد میں ایرانی
قوت کمزور ہو گئی۔

جب ارتخشارشا تخت نشین ہوا اس وقت قدیمی مصری شاہی خاندان
کے ایک شخص ارمانوس نے اس کے مصری نائب اخمنیس کو قتل کر ڈالا اور خود
اپنے سر پر تاج رکھا۔ ایرانیوں نے آکر دوبارہ مصر فتح کیا۔

شیارش ثانی کو صرف ۴۵ دن حکومت کرتے گزرے تھے کہ اس
کے بیٹے سوغدیانوس نے اس کو قتل کر کے تخت حاصل کیا۔ لیکن باپ کے

Marfat.com

انی کے دستور کے مطابق چھ مہینے کے بعد دارا ثانی کے ہاتھوں سے وہ بھی مارا گیا
اس کے زمانہ میں ایران میں اختلال واقع ہو گیا۔ اس وجہ سے مصریوں نے موقع
پاکر اپنی حکومت قائم کر لی اور ایک سردار امیر تیس کو بادشاہ بنایا۔

(۲۸) صاوی

اس خاندان میں صرف یہی ایک بادشاہ امیر تیس ہوا جو سات سال
حکمراں رہا اس مدت میں اس نے مصر کے ان معبدوں اور معبودوں کی مرمت
کرائی جو ایرانیوں کے عہد میں خراب ہو گئے تھے۔ اس کے بعد نفر تیس متغلب
ہو گیا۔

(۲۹) مندیسی

(مدت حکومت ۲۱ سال۔ عدد ملوک ۴)

۱۔ نفر تیس اول	۶
۲۔ اخوریس	۱۳
۳۔ بساموتیس	۱
۴۔ نفر تیس ثانی	۴ ماہ

نفر تیس اول نے اسپارٹا کے بادشاہ کے ساتھ ایرانیوں سے جنگ
کرنے کے لیے عہد نامہ کیا۔ اس نے فوجوں اور سامان سے بھری ہوئی کشتیاں
روانہ کیں مگر ایرانیوں نے ان کو غرق کر دیا۔

Marfat.com

اخوریس نے یونانی سپہ سالار خاریس کی ماتحتی میں ایک عظیم الشان فوج تیار کی۔ ایرانی لشکر مقابلہ کے لئے آیا۔ مگر ناکام واپس گیا۔

اس کے عہد میں مصری علوم و فنون بہت ترقی پر تھے۔ خود یونانیوں نے بھی وہاں درسگاہیں قائم کی تھیں۔ افلاطون وغیرہ حکمار یونان نے اسی زمانہ میں مصر آکر عین شمس منف اور طیبہ کے کاہنوں سے علوم حاصل کئے۔

(۳۰) سمنودی

(مدت حکومت ۳۸ سال۔ عدد ملوک ۳)

۱۔ نکتانیوس اول	۱۸
۲۔ تاخو	۲
۳۔ نکتانیوس ثانی	۱۸

نکتانیوس اول کے زمانہ میں ایرانیوں نے پھر مصر پر حملہ کیا۔ لیکن مصری فوجوں نے جن کی قیادت کار آزمودہ یونانی سپہ داروں کے ہاتھوں میں تھی شکست دے کر ان کو پسپا کر دیا۔

اس بادشاہ کے کتبے کرنک اور خونسو کے ہیکلوں میں موجود ہیں۔

تاخو نے اٹھارہ ہزار مصریوں اور دس ہزار یونانیوں کا لشکر ترتیب دیا اور جنگی کشتیاں تیار کرا کے امیرا یتون پر جو فینقیہ میں حکمراں تھا چڑھائی کی۔

اہلِ ملک نے اس جنگ کو غیر مفید سمجھ کر اس کو معزول کر دیا۔ اور نکٹانیوس ثانی کو بادشاہ بنایا۔ اس کے زمانہ میں اخوس شاہ ایران نے مصر کو فتح کر لیا۔

(۳۱) فارسی

(مدت حکومت ۸ سال۔ عدد ملوک ۳)

اوخوس ظالم و سفاک تھا۔ کسی نے زہر دے کر اس کو مار ڈالا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ارسیس تخت پر آیا۔ دو سال حکمراں رہا۔ اس کی جگہ دارا ثالث[۱] نے لی جو اس کا قریبی رشتہ دار تھا۔ اس کے زمانہ میں سکندر کا ظہور ہوا جس نے شام اور مصر کو فتح کر لیا۔ یونانی ۳۳۲ ق م سے ۳۰ ق م تک قابض رہے۔ دو خاندان حکمراں ہوئے۔ مقدونی اور بطلیموسی۔

(۳۲) مقدونی

(۹ سال)

سکندر مقدونیہ کے فرماں روا فلیبس کا بیٹا اور مشہور یونانی حکیم ارسطاطالیس کا شاگرد تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد ۲۰ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ ایرانیوں کے مقابلہ کے لئے ایک فوج گراں لئے ہوئے دردانیال سے اتر کر پیش قدمی کی۔ اناطولیہ میں دریائے غرانیکوس پر مقابلہ ہوا۔ سخت جنگ کے

---

[۱] ایرانی تاریخوں میں دارائے ثالث کا وجود نہیں۔ سکندر دارائے ثانی کے عہد میں آیا تھا۔

Marfat.com

بعد ایرانیوں نے ہزیمت اٹھائی۔ سکندر وہاں سے قبضہ کرتا ہوا مصر آیا۔ یہاں ہر شے کو اس نے بدستور رہنے دیا۔ نہ بندوبست ملکی میں کسی قسم کا تغیر کیا نہ معاملات دینی میں اپنے ایک ہندس دینوقراطس سے ساحلِ بحر پر ایک شہر تعمیر کرایا جس کا نام اسکندریہ رکھا۔ اس کے بعد معبد آمون کی زیارت کو گیا۔ اسی سفر میں طرابلس غرب پر بھی بلا جنگ کے قبضہ کر لیا۔ جب واپس آیا تو مصر میں اقلیونیدس کو اپنا نائب مقرر کر کے ایران کی طرف چلا۔ دارا نے پوری قوت سے مقابلہ کیا۔ لیکن دریائے فرات کے ساحل پر شکست کھائی۔ اور اپنے امیروں کے ہاتھ سے مقتول ہوا۔ سکندر نے ایران اور پھر ہندوستان فتح کیا۔ واپسی میں بابل پر قبضہ کر کے چاہتا تھا کہ اسی کو اپنا پایۂ تخت بنائے مگر موت نے مہلت نہ دی۔ اس کا جثہ مصر میں لاکر اس کے تعمیر کردہ شہر میں دفن کیا گیا۔

(۳۳) بطلیموسی (بطالسہ)

(مدت حکومت ۲۹۳ سال۔ عدد ملوک ۱۴)

۱۔	بطلیموس اول (سوتر)	۳۹
۲۔	” دوم (فیلاولفوس)	۴۰
۳	” سوم (افرجیت اول)	۲۵
۴	” چہارم (فیلوباطور)	۱۷
۵	” پنجم (ابیفان)	۲۴

۶- بطلیموس ششم (فیلوماتر) ۳۵

۷- " ہفتم (افرجیت ثانی) ۲۹

۸- " ہشتم (سوتر ثانی) ۱۷

۹- " نہم ....

۱۰- " دہم (سکندر ثانی) ۸

۱۱- " یازدہم (اولیتس) ۲۹

۱۲- " دوازدہم (دلونیسیوس) ۵

۱۳- " سیزدہم ۲

۱۴- ملکۂ قلیوبطرا ۲۲

بطلیموس اوّل سکندر کی طرف سے بابل میں نائب تھا۔ سکندر کی موت کے بعد جب مقدونیہ کی قوت خانگی نزاعوں سے مضمحل ہوگئی اس وقت اس نے مصر میں آکر بالاستقلال اپنی حکومت قائم کرلی۔ اور اسکندریہ کو پایۂ تخت بنایا۔ پھر تونس اور مصری سرحد کے متصل بلاد عربیہ نیز جزیرۂ قبرص اور جزائر بحرابیض پر قابض ہوا۔ اسکندریہ میں جہازوں کی رہنمائی کے لئے ایک عظیم الشان منارہ تعمیر کرایا۔ اور ایک مدرسہ اور کتب خانہ بھی قائم کیا۔ چنانچہ تھوڑے دنوں میں یہ شہر علوم ومعارف اور ثروت وتجارت میں نامور ہوگیا۔

بطلیموس ثانی نے جو بطلیموس اوّل کا بیٹا تھا۔ اپنے عہد میں توریت کا ترجمہ

Marfat.com

عبرانی سے یونانی میں کرایا جس کے لئے ستر یہودی علماء جمع کئے گئے تھے۔ اسی کے حکم سے مانیتھو کاہن نے مصر کی تاریخ لکھی تھی۔ اس نے ہرسوینز کی بھی تجدید و ترمیم کی۔

بطلیموس سوم نے نوبیا کو فتح کیا۔ پھر شام پر قبضہ کرتا ہوا دریائے فرات سے بھی آگے بڑھ گیا۔ اور ایرانیوں سے وہ تمام ذخیرے جو مصر کے ہیکلوں اور معبدوں سے قمبیز کے زمانہ میں گئے تھے واپس لایا اور ان کے مجاوروں کے حوالہ کر دیا۔

اس کے بیٹے بطلیموس چہارم نے ادفو کا ہیکل جو لقصر اور اصوان کے درمیان واقع ہے تعمیر کرایا۔ یہ ظالم اور عیش پرست تھا۔ اس کا بیٹا بطلیموس پنجم بھی لہو و لعب اور عیش و عشرت میں رہا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا کم سن لڑکا بطلیموس ششم تخت نشین ہوا۔ اس کی ماں اس کی طرف سے سلطنت کا کام کرتی تھی۔ اسی زمانہ میں شامیوں نے آکر مصر پر تسلط کر لیا مگر چوتھے سال نکال دیئے گئے۔

بطلیموس ہفتم ظالم اور بے تدبیر تھا۔ لیکن علم کا ذوق رکھتا تھا۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ اس نے ۲۴ کتابیں تصنیف کی تھیں جن میں سے بیشتر علم الحیوان میں تھیں۔

دسویں بطلیموس کے بعد اس خاندان میں کوئی شخص حکومت کے قابل نہ رہا اس وجہ سے یونانیوں نے اپنی قوم کے ایک امیر اولیتیس کو بادشاہ بنا لیا یہ شخص موسیقی کا عاشق تھا اور سلطنت کے مہمات سے غافل۔ اس کے عہد میں

حکومت میں اضطراب رہا

بارھویں بطلیموس کی بیوی اس کی بہن قیلیو بطرا تھی۔ جو چاہتی تھی کہ حکومت خود اپنے ہاتھ میں لے۔ وزراء نے اس کو مصر سے نکال دیا۔ وہ شام میں چلی گئی۔ جولیوس قیصر نے اس کی مدد کی اور مصر کو فتح کر کے اس کے بھائی کو دریائے نیل میں غرق کرا دیا۔

قیلیو بطرا نے اب اپنے دوسرے بھائی بطلیموس سیزدہم کے ساتھ شادی کی۔ مگر اس کو چھوڑ کر پھر قیصر مذکور کے پاس چلی گئی۔ وہاں سے دو سال کے بعد واپس آکر اس کو بھی زہر دے کر مار ڈالا۔ اور خود حکمراں ہو گئی۔

اس زمانہ میں دو رومی امیر انتونیوس اور اوکتافیوس۔ بروٹس کے ساتھ جنگ میں مصروف تھے۔ قیلیو بطرا نے بروٹس کی بحری بیڑہ سے مدد کی۔ اس سے پہلے اس کے شکم سے ایک بچہ پیدا ہو چکا تھا۔ جس کا نام اس کے باپ قیصر کی نسبت سے قیصرون رکھا گیا تھا۔ اور اسی کے نام سے یہ حکومت کرتی تھی۔ اس وجہ سے انتونیوس نے اس کو بروٹس کی امداد کا مجرم گردان کر محاکمہ کے لئے طرسوس میں طلب کیا۔

یہ ملکہ حسین اور عیار تھی۔ آراستہ و پیراستہ ہو کر ایسی زیب و زینت سے وہاں پہنچی کہ انتونیوس فریفتہ ہو گیا۔ اور جو کچھ اس نے چاہا وہی لکھ دیا۔ پھر اس کے ساتھ شادی کر لی اور مصر چلا آیا۔ اور اپنی پہلی بیوی کو جو اس کے شریک کار

اوکتافیوس کی بیٹی تھی چھوڑ دیا۔ قیلیو بطرا کو قیصر کی بیوی اور قیصرون کی ماں ہونے کی وجہ سے شہنشاہ بیگم کا خطاب دیا۔ اس نے اس پر بھی بس نہ کیا اور اپنا لقب ایزیس (جدید معبود) رکھا۔

رومی مجلس نے واقعات سے اطلاع پا کر ۳۲ ق م میں مصر پر لشکر کشی کی اور اوکتافیوس کو بیڑہ دے کر روانہ کیا۔ انتونیوس نے مقابلہ کے لئے پانچ سو جنگی جہاز تیار کئے ملکہ قیلیو بطرا بھی ۶۰ کشتیوں کا بیڑہ لے کر اس کے ساتھ گئی۔ مگر اوکتافیوس کی قوت زبردست دیکھ کر مخفی طور پر اس کے ساتھ ساز باز کر لیا۔ اور واپس چلی آئی۔ انتونیوس نے جب اس کے جہازوں کو دیکھا کہ سمندر کی موجیں چیرتے ہوئے مصر کی سمت جا رہے ہیں تو وہ بھی پیچھے پیچھے اسکندریہ میں آیا۔ اس کا بیڑہ شکست کھا گیا۔ ملکہ نے یہ سمجھ کر کہ اب وہ اس کی حمایت سے قاصر ہے اپنے آپ کو مخفی کر لیا اور خودکشی کی افواہ اڑا دی۔ اس کشتۂ عشق کو اب زندگی کا کیا لطف تھا۔ اس نے بھی خودکشی کر ڈالی۔ مرتے وقت اس فریب پر مطلع ہوا۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔

قیلیو بطرا نے اوکتافیوس کو بھی اپنے دامِ تزویر میں پھنسانا چاہا لیکن کامیاب نہ ہو سکی۔ آخر موت کا فرمان اس کو سنا دیا گیا جس میں اختیار دیا گیا تھا کہ وہ مرنے کے لیئے جو صورت چاہے اختیار کرے۔ اس نے غیر کے ہاتھوں قتل ہونے کے بجائے یہی مناسب سمجھا کہ اپنے ہاتھ سے زہر

Marfat.com

پیالہ پی کر جان دیدے۔ جس سے ۱۵ اراگست سنہ ۳۰ ق۔م میں اس کا اور اس کے ساتھ مصر سے یونانی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

(۴۴) رومی

(مدت حکومت ۶۷۰ سال ق۔م سے سنہ ۶۴۰ء تک)

رومی فاتح اوکتافیوس نے جو قیصر اگسٹس کے لقب سے مشہور ہوا سکندر اعظم کی طرح اہل مصر کے دین رسوم اور امور حکومت میں کسی قسم کا تغیر نہیں کیا اس کے عہد سے ملک مصر رومی سلطنت کا ایک صوبہ ہو گیا۔ اور دربار روما کی طرف سے یہاں کے والی مقرر ہونے لگے۔ ان میں سے جن کے نام معلوم ہو سکے ذیل میں درج ہیں۔

۱۔ قورنیلوس غالوس	.....
۲۔ بطرنیوس	۸
۳۔ طیباریوس	۳۲
۴۔ غانیوس	۴
۵۔ قلیودیوس	۱۴
۶۔ قارون	۱۴
۷۔ طیطوس	۷
۸۔ ددمطیانوس	۱۵

۹- اذریانوس ۲۱

۱۰- تومورد س ۱۳

۱۱- دقلطیانوس ۲۱

قورنیلوس نے پہلے آکر مصری حکومت کا نظام درست کیا۔ اور رعایا کی رفاہیت کی کوشش کی لیکن بعد میں متکبر ہوگیا اور شاہانہ سطوت کے ساتھ مصریوں پر سختی کرنے لگا۔ اپنے بڑے بڑے بُت ترشوا کر عام مناظر پر نصب کرائے۔ تھوڑے دنوں کے بعد کسی سیاسی جرم پر دربار رُوما نے اس کو معزول کر دیا۔ جس کی وجہ سے اُس نے خودکشی کرلی۔

بطرنیوس نے اگسٹس کے حکم سے بلاد عرب پر فوج کشی کی۔ اول اول کچھ فتوحات ہوئیں لیکن آخر میں عرب کی جو کسی کی حکومت برداشت نہیں کرتے متواتر تاخت و تاراج سے بہت نقصان اٹھا کر واپس آنا پڑا۔ اس کی غیبت میں موقع پاکر ادھر سوڈانیوں نے اپنے سردار قنداقہ کی بعیت میں مصر پر چڑھائی کر کے اصوان اور اس کے توابع پر قبضہ کر لیا تھا۔ بڑی مشکلوں سے ان کو نکالا۔

قیصر اگسٹس کے عہد حکومت کے تیسویں سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی جس کے ۱۴ سال بعد اس نے وفات پائی۔

طیباریوس نے اپنے زمانہ میں شام کا مشہور شہر طیباریہ آباد کرایا تھا۔

Marfat.com

قلیودیوس کے زمانہ میں نصرانیت کے مشہور داعی شمعون قید کئے گئے تھے جو رہا ہونے پر انطاکیہ ہوتے ہوئے روما پہنچے۔ وہاں قیصر کی بیگم نے اس دین کو اختیار کر لیا۔

قارون (نیرون) نے اپنے زمانہ میں بولس اور پطرس داعیان مسیحیت کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد طیطوس آیا۔ اس نے بیت المقدس پر چڑھائی کی اور یہودیوں کی ایک جماعت کو پکڑ کر قید کیا اور بیچ ڈالا۔

دومطیانوس نے بھی یہود پر سختیاں کیں۔ اذریانوس کے عہد میں حکیم بطلیموس تھا جس نے کتاب مجسطی لکھی۔ اور قومودوس کا ہم عصر جالینوس تھا۔ اس کے زمانہ میں مصر میں کثرت کے ساتھ نصرانیت کی اشاعت ہوئی۔ وقلطیانوس نے عیسائیت کا نہایت سختی کے ساتھ مقابلہ کیا اور بہت سے مصریوں کو ذبح کر ڈالا۔ چنانچہ اہل مصر نے اپنا سن قبطی انہیں شہداء کی یادگار میں اسی زمانہ سے مقرر کیا ہے۔ یہی مصر کا آخری بت پرست حاکم تھا اس کے بعد مسیحی دور شروع ہوا۔ جس کے ولاۃ رومی نصاریٰ رہے۔

رومیوں نے اہل مصر کو حکومت میں بہت کچھ دبا رکھا اور ان کی ہر چیز۔ زمین۔ باغ۔ مویشی۔ اثاث البیت۔ یہاں تک کہ راستہ سے گزرنے والے زندوں اور قبرستان میں جانے والے مردوں پر بھی محصول لگایا تھا جس کی وجہ سے وہ محتاج ہو گئے۔ اور ان کی علمی۔ ادبی اور تاریخی شان مٹ گئی۔

اس کے علاوہ مصر میں دین مسیحی پہونچنے کے بعد جب باشندے اس کو اختیار کرنے لگے تو رومیوں نے جو اس وقت بُت پرست تھے ان پر بہت سختیاں کیں۔ ۳۱۳ء میں قسطنطین اعظم نے اپنی تخت نشینی کے پہلے سال جب اس دین کو اختیار کر لیا اور اسی کو سلطنت کا مذہب قرار دیا تو اہلِ مصر کو کسی قدر پناہ ملی۔ لیکن ۳۷۸ء میں قیصر تھیوڈوسیس نے زمام حکومت ہاتھ میں لیتے ہی فرمان جاری کر دیا کہ سلطنت کے تمام باشندے عیسائی بنائے جائیں اس حکم کی بنیاد پر مصری بت پرستوں کی عبادت گاہیں ڈھادی گئیں۔ اور اُن پر وہ مظالم کئے گئے جو اُن سے پہلے مصری عیسائیوں پر بھی نہیں ہوئے تھے۔

اسی درمیان میں نصاریٰ میں تفرقہ واقع ہو گیا اور یعقوبی اور ملکی دو فریق ہو گئے۔

یعقوبیوں کا عقیدہ یہ تھا کہ مسیح کے اندر الوہیت اور بشریت دونوں مجتمع ہوئیں پہلے وہ نفس لاہوتی تھے۔ بعد میں ناسوتی ہوئے۔ پھر اپنی اصلی حالت پر عود کر گئے۔

ملکی کہتے تھے کہ ابن غیر مخلوق ہے وہ ازل سے باپ سے مولود اور اس کا جوہر اور نور ہے۔ وہی اس انسان کے ساتھ جو مریم کے شکم سے پیدا ہوا متحد ہو کر ایک بن گیا۔ جس کا نام مسیح رکھا گیا۔

یہ اختلاف چونکہ جوہری اور خود حقیقت مسیح کے متعلق تھا اس ذہب

Marfat.com

دونوں فرقوں میں سخت نزاع قائم ہوئی۔ اس کے فیصلہ کے لئے قیصر مرقیانوس
نے پاپائے روم کے مشورہ سے مقام خلقدونیہ میں مسیحی علماء کا مجمع کیا۔ انہوں نے
بحث و مناظرہ کے بعد یہ طے کیا کہ دیوسقورس اسکندریہ کا بطریق جو یعقوبی عقیدہ
کا بانی ہے غلطی پر ہے۔ لہٰذا اپنے منصب سے معزول کیا جائے اور ہر قسم کی کہنوتی
خدمات اس سے نکال لی جائیں۔ جو شخص اس کے عقیدہ کو اختیار کرے واجب القتل
ہے۔

اہل مصر تمام تر یعقوبی تھے اور رومی سب کے سب ملکی۔ اس وجہ سے اُن
پر سختیاں کرنے لگے۔ لیکن وہ مقابلہ کے لئے سختی کے ساتھ آمادہ ہو گئے اور آخر کار
بہت جھگڑوں کے بعد ایک یعقوبی بطریق کی کرسی انہوں نے قائم کر لی۔ مگر رومی
حکام بوجہ تعصب مذہبی کے برابر ان پر ظلم و ستم توڑتے رہے۔ اس وجہ سے
اہل مصر نہ صرف سیاسی بلکہ مذہبی حیثیت سے بھی رومیوں سے الگ اور ان کی
حکومت سے سخت بیزار ہو گئے اور ان کی زبان رسم اور لباس وغیرہ ہر چیز کو
چھوڑ دیا۔

۳۹۵ء میں رومی سلطنت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ مغربی حصہ کا پایۂ
تخت رومۃ الکبریٰ رہا اور مشرقی کا قسطنطنیہ قرار پایا۔ جس کے ماتحت شام و
مصر تھے۔ اس کی سرحدیں چونکہ ایران سے ملی ہوئی تھیں اس وجہ سے اکثر ان
کے ساتھ لڑائیاں رہتی تھیں۔

Marfat.com

سنہ ۶۱۰ء میں جب ہرقل قسطنطنیہ کے تخت پر بیٹھا تو اس کی غفلت اور عیش پرستی کو دیکھ کر ایرانیوں نے سنہ ۶۱۶ء میں چڑھائی کر دی۔ اور شام اور فلسطین لیتے ہوئے مصر پر بڑھے۔ رومی سپہ سالار نیکیتا اس مقابلے سے عاجز رہا۔ اور مصر سے چلا گیا۔ ایرانی وہاں قابض ہو گئے۔ انہوں نے اہل مصر کے مذہب میں دست اندازی نہیں کی اور ان کو آزاد چھوڑ دیا۔ اس وجہ سے اس مشرقی دولت کے سایہ میں ان کو امن نصیب ہوا۔ اور انہوں نے اپنے ہر دل عزیز پیشوا بنیامین کو مصر کے بطریق کی کرسی پر لا کر بٹھایا۔ جس کی تمام ملک میں خوشی منائی گئی۔

لیکن یہ خوشی زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہی۔ کیونکہ ہرقل نے خواب غفلت سے بیدار ہو کر سنہ ۶۲۲ء میں تیاری کر کے ایرانیوں پر حملہ کیا۔ اور ان کو شام اور فلسطین سے نکال کر سنہ ۶۲۷ء میں مصر بھی واپس لے لیا۔ اور جوش انتقام میں مصریوں پر سختیاں شروع کیں۔ بنیامین اس کے خوف سے وادی نطرون کی طرف بھاگ کر روپوش ہو گیا۔ اس کا بھائی مینا گرفتار ہوا۔ ہرقل نے اس کو مجبور کیا کہ خلقدونی فیصلہ کو تسلیم کرے۔ اس نے انکار کیا۔ اس پر مشعل سے اس کے چہرہ کو یہاں تک جلایا کہ اس کی پیشانی سے زمین پر چربی ٹپکنے لگی۔ مگر وہ اپنے قول پر قائم رہا۔ رومیوں نے ایک ایک کر کے اس کے دانت اکھاڑے۔ اس پر بھی وہ اپنے عقیدہ سے نہیں پھرا۔ پھر

ربیت کے تھیلے میں ڈال کر ساحل پر لے گئے اور تین بار کہا کہ خلقدونی عقیدہ
و مان لے تو جان بخشی کر دی جائے گی۔ جب اس نے نہیں مانا تو سمندر میں
غرق کر دیا گیا۔ اہلِ مصر ان سختیوں سے نالاں تھے اور چاہتے تھے کہ کسی طرح
رومی یہاں سے نکل جائیں۔

ہرقل نے ایک قبطی سردار رئیس مقوقس کو قسطنطنیہ میں اپنے پاس
رکھ کر تربیت دیا تھا جو بخلاف اپنی قوم کے ملکی فرقہ کا تھا اور یعقوبیوں سے
تعصب رکھتا تھا۔ قیصر نے مصریوں کی مذہبی سیاست کے لئے اس کو وہاں
کا والی بنا دیا۔ کچھ دنوں کے بعد رومیوں کے مظالم دیکھ کر وہ بھی در پردہ یعقوبی
اور اپنی قوم کا طرفدار ہو گیا۔ جس کی وجہ سے اس میں اور رومی افواج کے امیر
تیرس میں جو سخت متعصب ملکی تھا مخالفت ہو گئی۔ اسی کے عہد ۶۲۹ء میں نامۂ
نبوی عظیم القبط کے نام حاطب بن ابی بلتعہ لے کر مصر گئے تھے۔ وہ اسلام
تو نہیں لایا۔ مگر ایک خچر جس کا نام دلدل تھا اور دو لونڈیاں معہ دیگر تحفت
و ہدایا کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے بھیجیں۔ ان میں سے ایک ماریہ قبطیہ
تھیں جن کے بطن سے آنحضرت کے بیٹے ابراہیم پیدا ہوئے اس طرح پر ایک
جدید رشتہ اہلِ مصر کا رسول عربی کے ساتھ قائم ہو گیا۔

Marfat.com

عہد اسلامی

سنہ ۱۸ھ مطابق سنہ ۶۳۹ء میں مصر پر اسلامی حملہ ہوا۔ اور دو سال کے اندر حضرت عمرو بن عاص نے مصر اور اس کے ساتھ برقہ اور طرابلس کو بھی فتح کر لیا اس وقت سے آج تک یہ ملک مسلمانوں کے زیر نگیں ہے

مورخین نے عہد اسلامی کو بارہ ادوار میں تقسیم کیا ہے۔

۱۔	خلافت راشدہ	۱۸ھ سے سنہ ۴۱ھ تک	مطابق سنہ ۶۳۹ء سے سنہ ۶۶۱ء تک
۲۔	بنی امیہ	۱۳۲	۷۵۰
۳۔	عباسی بار اول	۲۵۷	۸۷۰
۴۔	طولونی	۲۹۲	۹۰۵
۵۔	عباسی بار دوم	۳۲۳	۹۳۴
۶۔	اخشیدی	۳۵۸	۹۶۹
۷۔	فاطمی	۵۶۷	۱۱۷۱

Marfat.com

۸۔	ایوبی	۶۴۸	۱۲۵۰
۹۔	ممالیک بحری	۷۸۴	۱۳۸۲
۱۰۔	ممالیک چرکسی (برجی)	۹۲۳	۱۵۱۷
۱۱۔	عثمانی	۱۲۱۶	۱۸۰۱
۱۲	خدیوی (محمد علی)	۱۲۱۶	۱۸۰۱

خلافتِ راشدہ

سنہ ۱۸ھ سے سنہ ۴۱ھ تک

عمرو بن عاص رضؓ

تاریخ الامت حصہ دوم میں ہم فتح مصر کی کیفیت مجملاً اور سیرت عمرو بن عاص میں مفصلاً لکھ چکے ہیں اس لیے اس موقع پر اس کو دُہرانے کی ضرورت نہیں۔

خلافت راشدہ میں اس کے سب سے پہلے والی خود فاتح مصر حضرت عمرو بن عاص رضؓ تھے۔ انھوں نے مصر کا انتظام اسلامی عدل و انصاف کے اصول پر کیا۔ ہر قسم کے ظلم و ستم جو زمانۂ سابق سے وہاں کی رعایا پر ہوتے تھے مٹا دیے۔ باشندوں کی دلجمعی کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ فرمائی۔ دینی امور میں ان کو پوری آزادی بخشی۔ جان۔ مال۔ جائداد۔ اولاد اور عزت و حرمت وغیرہ ہر چیز کی حفاظت کا اطمینان دلایا۔ ان کے ہر دل عزیز پیشوا بنیامین کو جو تیرہ سال سے

رومیوں کے ڈر سے مخفی تھا امان نامہ لکھوا کر بلوایا۔ اور اسکندریہ میں بطریق کی کرسی بحال کی۔ نیز اس نے کنیسہ کے متعلق جو جو درخواستیں کیں ان کو منظور فرمایا۔ ملکی نظم و نسق کے لیے چن چن کر کارکن اور لائق لوگوں کو رکھا۔ مقدمات کے فیصلوں کے لیے جابجا قضاۃ مقرر کیے۔ خراج کی تحصیل خود قبطیوں کے سپرد کی۔ اور دفتر بھی انہی کی زبان میں رہنے دیا۔

ان کی نگاہ میں یعقوبی۔ ملکی۔ یہودی۔ نصرانی۔ مشرک اور ستارہ پرست سب ایکساں تھے۔ اور ہر ایک کے ساتھ ہمدردی اور شفقت کا برتاؤ رکھتے تھے جس کی وجہ سے اہل ملک اُن کے احسان کے گرویدہ ہو گئے اور ان کے انصاف حسن سلوک اور مساوات کو دیکھ کر جوق جوق دین اسلام میں داخل ہوئے اور رفتہ رفتہ عربی اخلاق۔ عربی لباس بلکہ عربی زبان اختیار کرنے لگے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زمانۂ مابعد میں مصر اسلامی علوم اور تہذیب کا ایک بڑا مرکز بن گیا۔ اور زوال بغداد کے بعد سے تو حضارۃ اسلامی کا علمبردار ہی ہے۔[۱]

---

[۱] ہیروڈوٹس مورخ نے لکھا ہے کہ مصر میں دو ہزار شہر ہیں۔ اور ڈیوڈورس نے اپنے زمانہ میں اس کی مردم شماری ۷۰ لاکھ اور یوسیفوس نے ۷۵ لاکھ لکھی ہے۔ عہد اسلامی میں یہ تعداد دو کروڑ تک پہنچ گئی تھی لیکن خلفائے فاطمیہ اور ممالیک کے زمانہ میں اندرونی فتنوں۔ شورشوں بلاؤں۔ وباؤں اور قحطوں اور سب سے بڑھ کر بدنظمیوں کی وجہ سے گھٹ کر صرف تیس بتیس

عمرو بن عاص نے خلیفہ ثانی کے حکم سے شہر فسطاط کو آباد کرکے دار
قرار دیا اور ایک جامع بھی تعمیر کرائی جو آج تک ان کی یادگار ہے۔

نہر امیر المومنین

قبضۂ مصر کے پہلے ہی سال عرب میں سخت قحط پڑا جو عام الرمادہ کے
نام سے مشہور ہے اس لئے انھوں نے مصر سے عرب میں غلہ کی تجارت کے لئے
ایک نہر دریائے نیل سے نکال کر قلزم میں ملادی۔ یہ وہ نہر تھی جس کو سیتی
اول (خاندان ۱۹) نے کھدوانا شروع کیا تھا اور نکاؤ (خاندان ۲۶) نے
اس کی تکمیل کی تھی۔ لیکن رومیوں کی غفلت سے خراب ہوگئی تھی عمرو بن عاص
نے فسطاط کے کنارہ سے اس کو کھدوانا شروع کیا اور عین شمس اور وادی
طمیلات سے لاکر شہر قلزم کے متصل بحیرہ میں گرادیا۔ اس کا طول ۸۰ میل تھا
اور صرف چھ مہینے میں تیار ہوگئی تھی۔ پہلے ہی سال اس کے ذریعہ سے سا
ہزار اردب غلہ مصر سے عرب میں آیا۔ اسی وقت سے تجارتی کشتیاں مصر سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۳) لاکھ رہ گئی۔ خدیوی عہد سے پھر ترقی پر ہے۔ اب وہاں کی آبادی تقریباً
ڈیڑھ کروڑ ہے جس میں سے کم وبیش ایک ملین غیر مسلم ہیں۔ اسی میں قبطی بھی شامل ہیں
اور آفاقی بھی۔ اور باقی کل مسلمان۔

* * *

عرب میں آنے جانے لگیں۔ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے بعد والیوں کی غفلت سے اس کی مرمت نہ ہوئی جس کی وجہ سے اس میں ریتا اٹ گیا۔ یہاں تک کہ بالکل بند ہوگئی۔ اس کے نشانات کہیں کہیں باقی تھے۔ مگر ۱۸۹۷ء میں مصری حکومت نے ان کو بھی آٹنے کا حکم دے دیا۔

نہر سوئیز

عمرو بن عاص۔ نے یہ بھی ارادہ کیا تھا کہ بحیرہ روم و قلزم کو بھی ملا دیں۔ فرما کے متصل ان دونوں میں صرف ۷۰ میل کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ وہیں سے نہر نکالنی چاہتے تھے۔ لیکن حضرت عمر نے اس خیال سے منع کر دیا کہ رومی اس کے ذریعے سے عرب پر حملہ کرنے لگیں گے۔ کیونکہ اس وقت بحری قوت عرب کے پاس نہ تھی اور وہ پانی میں رومیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔

سرزمین مصر

عمرو بن عاص نے سرزمین مصر کی کیفیت کے متعلق دربار خلافت میں ایک تحریر بھیجی تھی جواب تک علم و ادب میں مشہور ہے۔ فرانسیسی ادیب موسیو اد کتاف اوزان نے تو اس کو دنیا کی زبانوں میں بلاغت کا ایک حیرت انگیز نمونہ قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ معمورۂ عالم کے جملہ مدارس میں اس کو پڑھانا چاہیئے تاکہ طلبا کو اشیاء کے حقائق بیان کرنے کا طریقہ معلوم ہو۔ گبن اور بٹلر نے بھی اپنی تاریخوں میں اس کے ترجمے درج کئے ہیں۔

Marfat.com

یہ پورا خط النجوم الزاہرہ فی اخبار المصر والقاہرہ میں ثبت ہے۔ ہم اس کو اُردو میں نقل کرتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ ترجمہ میں اصل کی لطافت نہیں دکھائی جا سکتی صرف مفہوم کا اظہار ہو سکتا ہے۔

مصر کی زمین سیر حاصل اور بارور درختوں سے ڈھکی ہوئی ہے۔ اس کا طول ایک ماہ اور عرض دس روز کی مسافت ہے۔ اس کے وسط میں سے وہ دریا گزرتا ہے جس کی خرام سحری فرخ فرجام اور روانی شام مبارک انجام ہے۔ اس کے فیضان میں ہر ماہ کی طرح کبھی زیادتی ہو جاتی ہے اور کبھی کمی۔

جس وقت چڑھتا ہے اور اس کی موجیں سر اٹھاتی ہیں اسی وقت تمام نہریں اور چشمے لبالب ہو جاتے ہیں اور باشندوں کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ تک بجز کشتیوں کے گزرنے کی کوئی سبیل نہیں رہتی پھر جب اس کا جوش پورا ہو جاتا ہے تو پلٹا کھاتا ہے اور تیزی کے ساتھ اُتر کر اپنی حد پر آجاتا ہے۔ اس وقت کاشتکار اس کے ساحلوں کے فراز اور دامنوں کے نشیب میں نکل پڑتے ہیں دانے بوتے ہیں۔ اور خرمن کے آرزومند ہوتے ہیں۔

جب دانے جمے اور کھیتیاں اُگیں۔ اور نیچے زمین کی نمی اور اوپر بارش کی تری سے پرورش پا کر ان میں نشو و نما اور بالیدگی ہوئی تو ہرے بھرے

کھیت لہلہانے لگتے ہیں اور زمین کی دولت اس کے شکم سے اس کی پشت پر آجاتی ہے

امیرالمومنین! میں اس زمین کا کیا حال لکھوں۔ ابھی گوہر سپید ہے۔ ابھی عنبر سیاہ۔ اور ابھی زمرد سبز۔ یہ قدرت الٰہی کے کرشمے ہیں جس نے اس میں یہ صلاحیت رکھدی ہے اور باشندوں کی معیشت کے لئے اس کو ایسا بنا دیا ہے۔

یہاں کا خراج پیداوار سے قبل وصول نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ محاصل کا کم سے کم ایک ثلث یہاں کی نہروں اور پلوں کی تعمیر و ترمیم میں صرف کیا جائے۔ کیونکہ اس سے آبادی بڑھے گی اور ملک کی آمدنی میں اضافہ ہوگا۔

حضرت عمرؓ اس کو پڑھ کر شگفتہ ہوگئے۔ اور فرمایا کہ ابنِ عاص نے تو گویا مصر کی زمین میری آنکھوں کے سامنے رکھدی۔

بندوبست اراضی

فراعنہ کے عہد میں مصر میں چہار سالہ بندوبست کا دستور تھا۔ تشخیص لگان کے لئے وہ چند سالوں کی پیداوار کا اوسط نکال لیتے تھے۔ اور خراج نقد و جنس دونوں میں وصول کرتے تھے بلکہ ان محاصل کے علاوہ فوج کے اخراجات کے لئے کثیر مقدار میں غلہ بھی لیتے تھے۔ لیکن مصر ایک ایسا ملک ہے جس کی زراعت کا مدار نیل کے فیضان پر ہے۔

اور اس میں اکثر تفاوت رہتا ہے جس سے پیداوار میں بڑا فرق پڑ جاتا ہے۔ اس لئے وہاں
ہر سال آب نیل کی کمی یا زیادتی کے مطابق خراج کی تعیین قرین انصاف تھی۔ اس
بنا پر انہوں نے خلیفہ سے استصواب کرکے ان کے حکم کے مطابق مقام حلوان میں مقیاس
نیل بنوایا جو اب تک بھی باقی ہے۔ اسی پیمانہ سے پیداوار کا اندازہ پوچھ کر انہیں سے لگان
کا تخمینہ لیتے۔ اسی حساب سے ہر جگہ کی تحقیق ہوتی۔ جہاں جہاں کنیسے اور حمام ہوتے ان
کے اخراجات نیز مسلمانوں کی ضیافت کے صرفے منہا کر دیئے جاتے۔ کاشتکاروں ہی
کی شرح لگان کی مقدار سے پیشہ وروں سے بھی خراج لیا جاتا۔ رومیوں کے عہد میں
دوسرے محاصل جو رعایا سے وصول کئے جاتے تھے یک قلم موقوف کر دیئے گئے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ہاجرہ کے قدیم رشتہ سے جو حضرت اسمٰعیلؑ
اور عدنانی عربوں کی ماں تھیں مصریوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت فرمائی تھی۔ اس
وجہ سے بندوبست اراضی میں خصوصیت کے ساتھ نرمی برتی گئی اور شرح لگان کم
سے کم رکھی گئی یعنی زیادہ سے زیادہ فی جریب ایک دینار یا تین اردب غلہ۔

مسلمانوں نے آنحضرتؐ کے جدید رشتہ کا بھی لحاظ رکھا۔ اور قریہ حفن کو جو توابع
انصنا میں ہے۔ اور جہاں کی رہنے والی حضرت ماریہ قبطیہ سریہ رسول تھیں خراج سے
بری کر دیا۔

اس سالانہ بندوبست کی وجہ سے ہر سال کی وصولی کی کوئی رقم متعین نہیں
ہو سکتی تھی۔ کیونکہ عدم پیداوار کی وجہ سے کبھی بھی بہت سے پرگنوں اور دیہاتوں کا

لہ بعض مورخ لکھتے ہیں کہ اسما ثالث خاندان کے عہد میں جو مقیاس بنایا گیا تھا عمرو بن عاص نے
اس کی تجدید کی تھی۔

خراج معاف کردینا پڑتا تھا۔ اس لئے رومیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی وصولی میں کمی

ہوگئی تھی۔ چنانچہ سال اول میں تمام ملک مصر سے ایک کروڑ ۲۰ لاکھ دینار وصول ہوئے

حالانکہ سال ماسبق میں مقوقس نے دو کروڑ دینار وصول کئے تھے۔

لیکن باوجود اس نرمی کے زمانہ مابعد میں کبھی اس قدر وصولی نہیں ہوئی صرف،

حضرت عثمانؓ کے عہد میں ایک سال عبداللہ بن سعد نے دو کرور دینار وصول کئے تھے۔

امیر معاویہؓ کے سلیقہ انتظام میں کس کو شک ہے۔ مگر ان کے زمانہ میں بھی تحصیل ۹۰ لاکھ

سے نہیں بڑھی۔ ان کے بعد بنی امیہ اور بنی عباس تو چالیس بلکہ تیس ہی لاکھ وصول کرتے

رہے۔ خلفائے فاطمیہ نے اپنے عہد میں شرح لگان بھی بہ نسبت سابق کے دگنی

کردی تھی۔ مگر پھر بھی ۴۳ لاکھ سے زائد نہ وصول کرسکے۔

عبداللہ بن سعد

۲۴ھ میں حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے۔ انہوں نے عبداللہ بن سعدؓ اپنے

رضاعی بھائی کو افریقہ کا میر حرب مقرر کیا۔ اور عمرو بن عاص کو بدستور والی مصر

رہنے دیا۔ اسی درمیان میں اسکندریہ کے رومی جن کی تعداد ڈھائی لاکھ تھی اور

جو مسلمانوں سے عہدنامہ کر چکے تھے قیصر کے اشارہ اور بعض قبطی رئیسوں کے

مشورہ سے بغاوت پر آمادہ ہوئے۔ قیصر قسطنطین لپ ہرقل نے قسطنطنیہ سے

ایک عظیم الشان جنگی بیڑہ ان کی امداد کے لئے بھیجا۔ جس کا امیر منویل خصی تھا

یہ ساری جمعیت اسکندریہ سے نکل کر آگے بڑھی۔ عمرو بن عاص خبر پاتے ہی آگے

ہوئے۔ مقام نقیوس میں مقابلہ ہوا۔ بردبجر دونوں میں جنگ ہوئی۔ رومیوں نے شکست کھائی۔ عمرو بن عاص نے تعاقب کیا اور سرعت کے ساتھ پہنچ کر اسکندریہ میں گھس گئے وہاں کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ منویل بھی مارا گیا۔ اور رومی مغلوب ہو گئے۔ حضرت عثمان نے چاہا کہ انہیں کو امیر حرب مقرر کریں اور ابن سعد کو ان کی جگہ مصر کا والی بنا دیں۔ اس وہ راضی نہیں ہوئے اس مخالفت کی بنیاد پر ان کو معزول کر دیا۔ اور ابن سعد کو امارت حربی کے ساتھ ولایت مصر کا بھی فرمان لکھ دیا۔

ابن سعد نے چالیس ہزار فوج تیار کی اور شمالی افریقہ۔ تیونس۔ الجزائر مراکش اور طنجہ فتح کر لیا۔ سنہ ۳۱ھ میں اہل نوبیا نے عہد شکنی کی۔ ان کے ساتھ جنگ کی۔ اور دنقلہ میں ان کی جمعیت کو محصور کر لیا۔ مجبور ہو کر ان کے سردار اقلیدروس نے صلح کی درخواست کی جس کو منظور کر لیا۔

فتنۂ سبائی

سنہ ۳۳ھ میں جب حضرت عثمان اور ان کے والیوں کے متعلق سبائی جماعت نے ہر طرف شکایات پھیلائیں اس وقت انہوں نے تمام صوبوں کے والیوں کو مشورہ کے لئے حج کے موقع پر طلب کیا۔ ابن سعد بھی گئے۔ اور اپنی جگہ عقبہ بن عامر کو چھوڑ گئے محمد بن ابی حذیفہ نے جو مصر میں حضرت عثمانؓ کے مخالفوں میں سے تھے سبائیوں کی ایک جماعت فراہم کر کے عقبہ کو وہاں سے نکال دیا۔ اس کی اطلاع جب حضرت عثمان کو پہنچی تو انہوں نے سعد بن وقاص فاتح قادسیہ کو ان کے سمجھانے کے لئے بھیجا۔

Marfat.com

مگر انہوں نے ان کی بات نہ مانی بلکہ اہانت کی۔ جب عبداللہ بن سعد واپس آئے تو عثمان کو مصر میں داخل نہیں ہونے دیا۔ چنانچہ وہ مجبوراً عسقلان کو چلے گئے۔

اس کے بعد باغی جماعت کے لوگ مصر، کوفہ، اور بصرہ سے مدینہ پہنچے اور خلیفہ ثالث کو قتل کر ڈالا۔ اس قتل کی خبر جب مصر میں پہنچی تو شیعۂ عثمان نے ایک جھنڈا کھڑا کیا کہ اُن کے خون کا بدلہ لیا جائے۔ یہ علم معاویہ بن حدیج کے ہاتھ میں تھا۔ جس کے ساتھ خارجہ بن حذافہ۔ مسلمہ بن مخلد اور بسر بن ارطاۃ وغیرہ تھے۔ یہ لوگ اپنی جمعیت کو لے کر صعید کی طرف بڑھے۔ ابن ابی حذیفہ نے ان کے مقابلہ میں ایک لشکر بھیجا جس نے جا کر شکست دی۔ معاویہ بن حدیج برقہ کی طرف نکل گئے۔ پھر اسکندریہ کی جانب آئے۔ ابن ابی حذیفہ نے دوبارہ فوج بھیجی۔ ۳۶ھ میں فریقین کا مقابلہ بمقام خرتبا میں ہوا جس میں شیعۂ عثمان غالب رہے۔ وہیں انہوں نے اپنا مرکز بنا لیا۔

قیس بن سعد

ادھر حضرت عثمانؓ کے قتل کے بعد حضرت علیؓ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی۔ انہوں نے حضرت سعد بن عبادہ رئیس الانصار کے بیٹے قیس کو جو نہایت شجاع اور فرزانہ تھے مصر کا والی مقرر کیا۔ جس نے جا کر اہل مصر کو قابو میں کر لیا۔ لیکن اہل خرتبا اطاعت پر راضی نہ ہوئے۔ کیونکہ وہ نہ صرف جس کی امارت بلکہ حضرت علیؓ کی خلافت کو بھی بوجہ حضرت عثمان کا قصاص نہ لینے کے ناجائز

Marfat.com

سمجھتے تھے۔ قیس نے ان کو نہیں چھیڑا۔ اور کہلا بھیجا کہ میں تم کو بیعت پر مجبور نہیں کرتا۔ نہ تمہارے وظیفے بند کروں گا بشرطیکہ امن کے ساتھ رہو۔

جب امیر معاویہ حضرت عثمان کے خون کے مطالبہ کے لئے کھڑے ہوئے اس وقت ان کو مصر میں قیس کی موجودگی سے خطرہ محسوس ہوا کہ ایک طرف سے اگر عراقی فوجیں آگئیں اور دوسری طرف سے مصری تو ہم بیچ میں پڑ جائیں گے۔ اس وجہ سے بہت کوشش کی کہ قیس کو اپنا طرفدار بنا لیں۔ جب اس میں ناکامی ہوئی تو شامیوں سے کہنا شروع کیا کہ قیس کو برا نہ کہو وہ درپردہ ہمارا حامی ہے۔ اس کے خطوط ہمارے پاس آتے رہتے ہیں۔ تم دیکھتے ہیں کہ اس نے اہل خرتبا کے ساتھ نہ کوئی سختی کی نہ اُن کے عطیے روکے۔ یہ خبر محمد بن ابوبکر اور محمد بن جعفر بن ابی طالب وغیرہ نے شام سے حضرت علی کو لکھ بھیجی۔ انہوں نے اپنے دونوں بیٹوں اور عبداللہ بن جعفر کو بلا کر یہ بات سنائی اور کہا کہ میرا گمان قیس کی طرف ہرگز ایسا نہیں ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ اگرچہ نہ ہو لیکن پھر بھی اس شک کی حالت میں ان کو معزول کر دینا چاہیئے۔

اسی درمیان میں قیس کا خط موصول ہوا جس میں انہوں نے مصر کی بیعت اور خرتبا والوں کی کیفیت لکھی تھی اور یہ بھی ظاہر کر دیا تھا کہ میں نے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا ہے۔ عبداللہ بن جعفر نے کہا کہ قیس کے اس فعل سے طرفداری کا شبہ ہوتا ہے لہذا حکم دیجیئے کہ ان کے ساتھ جنگ کریں۔ حضرت علی نے یہی لکھا

بر قیس نے جواب دیا کہ اہل خرتبا کی تعداد دس ہزار ہے جن میں سے زیادہ تر
یان و اشراف مصر ہیں۔ میں نے جس طریقہ پر ان کو رکھ چھوڑا ہے یہی مناسب ہے،
ف کی صورت میں ایک فتنۂ عام برپا ہو جائے گا۔ کیونکہ ایک تو خود وہ لوگ
ی نیستان کے شیر ہیں دوسرے معاویہ ان کی امداد کریں گے۔

حضرت علی نے یہ عذر قبول نہیں کیا اور قیس کو معزول کر کے محمد بن ابوبکر کو جوان
ربیب تھے ولایت مصر کا فرمان بھیجا۔ انہوں نے جا کر اہل خرتبا کو لکھا کہ تم لوگ
ت کرو ورنہ مصر سے نکل جاؤ۔ وہ مقابلہ کے لئے تیار ہوئے اسی اثنا میں جنگ
فین شروع ہو گئی۔ جس کے نتیجہ کے انتظار میں دونوں فریق خاموش بیٹھے رہے۔

اہل خرتبا کو جب صفین سے حضرت علی کی واپسی اور تحکیم کا حال معلوم ہوا
وہ مقابلہ کے لئے نکل آئے۔ اور محمد بن ابوبکر کو شکست پر شکست دینے لگے۔
حضرت علی نے اشتر کو جو والیٔ جزیرہ تھے مصر کی ولایت پر روانہ کیا۔ لیکن راستہ
میں قلزم میں پہنچ کر وہ انتقال کر گئے۔ بعض مورخ لکھتے ہیں کہ امیر معاویہ کے
شارہ سے شہر قلزم کے مقدم نے شربت میں زہر پلا دیا تھا۔ لیکن یہ الزام بھی
ویسا ہی بے ثبوت ہے جیسا امام حسنؑ کو ان کی بیوی جعدہ سے زہر دلوانے کا۔

امیر معاویہ نے عمرو بن عاص کو مصر کا امیر مقرر کر کے چھ ہزار فوج کے
ساتھ روانہ کیا۔ اور اہل خرتبا کو لکھا کہ دل میں ہراس نہ لانا میں امداد بھیجتا ہوں۔
عمرو بن عاص نے پہنچ کر محمد بن ابوبکر کو کہلا بھیجا کہ بہتر یہ ہے کہ مصر سے چلے جاؤ۔

Marfat.com

ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے ہاتھ سے تم کو کوئی صدمہ پہنچے۔ لیکن وہ فوج لے کر مقابلہ میں آئے اور مارے گئے۔

داخلۂ عمرو بن عاص بار دوم

عمرو بن عاص پورے بارہ سال کے بعد ۳۳ھ میں پھر اپنے آباد کردہ شہر فسطاط میں داخل ہوئے۔ مصریوں کو جو شورشوں اور جنگوں کی وجہ سے مصیبت میں تھے خوشی اور طمانیت حاصل ہوگئی۔

عمرو بن عاص نے مفاسد کی اصلاح کی۔ اور سارے انتظامات از سر نو درست کئے۔ فوجوں کو مرتب کر کے شریک بن سمی کی قیادت میں بربر کے مقابلہ میں روانہ کیا۔ انہوں نے ان کو مغلوب کیا اور مصالحت کر کے چلے آئے۔ بربر نے پھر عہد شکنی کی۔ عمرو بن عاص نے عقبہ بن نافع کو بھیجا۔ انہوں نے جا کر شکست دی پھر ہوارہ کی طرف بڑھے اور فتح کر کے اس وقت واپس آئے جب عمرو بن عاص سکرات موت میں تھے۔

Marfat.com

بنی امیہ

سنہ ۴۱ھ سے سنہ ۱۳۲ھ تک

عمرو بن عاص نے سنہ ۴۳ھ میں عید الفطر کی شب کو فسطاط میں وفات پائی
تمام مصر میں ان کا ماتم ہوا۔

بعض یوروپین مورخوں نے اسکندریہ کے کتب خانے جلانے کا الزام ان کے اوپر لگایا ہے۔ لیکن جس وقت یہ مسئلہ بساط بحث پر آیا تو خود یورپ کے محقق مورخوں مثلاً گبن۔ بٹلر۔ سدیو اور گستاؤ لیبان وغیرہ نے اس الزام کو غلط قرار دیا۔ اور اس کے تسلیم کرنے سے قطعی انکار کیا۔ کیونکہ یہ کتب خانہ قیصر جولیس کے زمانہ میں سنہ ۴۷ء میں جل چکا تھا۔ پھر کتابیں جمع کی گئیں وہ اسقف توفیل کے حکم سے سنہ ۳۹۱ء میں جلادی گئیں۔ اسلامی فتح کے وقت اس کا وجود ہی ثابت نہیں ہے۔ مولانا شبلی مرحوم نے بھی اس الزام کی مدلل تردید لکھی ہے۔

Marfat.com

عمرو بن عاص کی جگہ پر امیر معاویہ نے ان کے بیٹے عبد اللہ کو مقرر کیا۔ پھر
بعض مصلحتوں کی بنا پر اپنے بھائی عتبہ بن ابی سفیان کو وہاں کا والی بنا کر بھیجا
سنہ ۴۴ھ میں وہ انتقال کر گئے۔ ان کی جگہ عقبہ بن عامر کو ملی جن میں ہر قسم کے صفات
تھے مگر سیاست اور تدبیر نہ تھی۔ اس وجہ سے چند مہینوں کے بعد معزول ہوئے
ان کے بعد مسلمہ بن مخلد کو ولایت کا فرمان ملا۔ مسجدوں میں منارے
سب سے پہلے انہوں نے ہی بنوائے۔

سنہ ۵۳ھ میں رومیوں نے بحری فوج مقام برلس میں اتار دی۔ مسلمہ نے
مدافعت کی اس جنگ میں عمرو بن عاص کے غلام وردان جو نامور مجاہد تھے بہت سے
مسلمانوں کے ساتھ شہید ہو گئے

سنہ ۶۰ھ میں امیر معاویہ نے وفات پائی اور یزید خلیفہ ہوا۔ اس نے
عقبہ بن نافع کو افریقہ کا امیر حرب مقرر کیا اور مسلمہ کو بدستور مصر کا والی رہنے دیا
انہوں نے اہل مصر سے یزید کی خلافت کی بیعت لی۔ عبد اللہ بن عمرو بن عاص نے
انکار کیا۔ مسلمہ نے کہا کہ جماعت کا ساتھ اگر چھوڑو گے تو گھر میں آگ لگا دوں گا
اس لئے راضی ہو گئے۔

۲۵ رجب سنہ ۶۴ھ میں جب مکہ میں عبد اللہ بن زبیر خلیفہ ہو گئے تو انہوں
نے سعید کو برطرف کر کے اپنے خاص معتمد عبد الرحمان بن عتبہ کو بھیجا۔ اس نے
مصر پہنچ کر ان کی خلافت کی بیعت لی اور بنی امیہ کے حامیوں کو وہاں سے

Marfat.com

نکال دیا۔

مرج راہط کی جنگ کے بعد جس میں بنی امیہ نے فتح پائی تھی مروان اپنی فوجیں لیے ہوئے مصر کی طرف گیا۔ عبدالرحمان نے مقابلہ میں شکست کھائی اور چلا گیا۔

مروان وہاں دو مہینے رہا۔ اور اپنے بیٹے عبدالعزیز کو والی بنا کر واپسی کا ارادہ کیا۔ اس نوعمر لڑکے نے کہا کہ میں اس ملک میں اکیلا کس طرح رہوں گا جہاں نہ میرا کوئی بھائی ہے نہ عزیز۔ مروان نے کہا کہ سلوک اور احسان کرو گے تو سب تمہارے بھائی ہو جائیں گے۔ چلتے وقت اس کو تقویٰ۔ مدل نماز باجماعت اور عہد کی پابندی۔ عجلت سے احتراز اور عقلاء کی مشاورت کی وصیتیں کر کے رخصت ہوا۔

۶۵ھ میں مروان کی وفات کے بعد اس کا بیٹا عبدالملک سریر خلافت پر متمکن ہوا۔ اس کے حکم سے عبدالعزیز نے فسطاط کا بڑا پل بنوایا اور جامع عمرو بن عاص کی جو منہدم ہو گئی تھی مرمت کی۔ اب تک قبطی کاہنوں پر سے سرکاری لگان معاف تھا اس نے ان سے بھی وصول کرنا شروع کیا۔

عبدالعزیز بیس سال تک مصر کا والی رہا۔ سخی۔ حلیم۔ دانشمند اور خوش خلق تھا۔ سب لوگ اس سے خوش رہے۔ ۸۶ھ میں انتقال کر گیا۔ اس کی جگہ پر عبدالملک نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بھیجا۔

Marfat.com

اسی سال عبدالملک بھی گزر گیا۔ اور ولید خلیفہ ہوا۔ اس نے عبداللہ کو برقرار رکھا۔

مصر کا دفتراب تک قبطی زبان اور قبطیوں کے ہاتھ میں تھا۔ سردفتر جس کا نام اثناسیوس تھا اعتماد کے کافی وجوہ نہ تھے۔ اس لئے عبداللہ نے حمص کے ایک کاتب ابن یربوع فزاری سے سارا دفتر عربی میں منتقل کرالیا۔ جو آج تک چلا جاتا ہے۔

۸۸ھ میں عبداللہ دمشق میں چلا آیا۔ اس کا قائم مقام ..... عبدالرحمٰن بن عمر ہوا۔ جس کے زمانہ میں اہل مصر شدید اور بڑے قحط کی مصیبت میں مبتلا رہے۔

سنہ ۹۰ھ میں قرہ بن شریک والی ہوا۔ یہ نہایت سخت گیر تھا اور مصریوں کے اعتقادات و معابد کی تحقیر کیا کرتا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ آزردہ رہتے تھے۔ ۹۶ھ میں فسطاط میں انتقال کر گیا۔ اس کی جگہ پر عبدالملک بن رفاعہ آیا۔

اسی سنہ میں ولید نے وفات پائی اور سلیمان بن عبدالملک خلیفہ ہوا۔ اس کے حکم سے ابن رفاعہ نے مقام روضہ میں مقیاس النیل بنوایا۔ اس زمانہ میں خراج مصر پر اسامہ بن یزید تھا جو نہایت ظالم تھا۔ اس نے دریائے نیل کے ہر وارد و صادر پر دس دینار محصول لگا رکھا تھا۔

Marfat.com

بیان کیا گیا ہے کہ ایک تنگ دست عورت اپنے بیٹے کو ساتھ لیئے ہوئے نیل سے گزرنا چاہتی تھی اس کے لیئے روقہ درکار تھا جو اس وقت تک نہیں مل سکتا تھا جب تک کہ دونوں کے دس دس دینار ادا نہ کر دیئے جائیں اس نے کسی نہ کسی طرح یہ رقم ادا کی اور دونوں کشتی میں بیٹھے۔ وسط دریا میں لڑکا پانی پینے کے لیئے ایک طرف جھکا تھا کہ اس کو مگر سب کی آنکھوں کے سامنے سے کھینچ لے گیا۔ وہ مصیبت زدہ عورت روتی ہوئی کنارے پہنچی۔ وہاں اس سے روقہ مانگا گیا۔ جو اس کے پاس نہ تھا کیونکہ وہ لڑکے کی جیب میں گیا۔ ہر چند اس نے گریہ وزاری کی اور کشتی کے مسافروں نے بھی کہا۔ لیکن اس وقت تک نہیں چھوڑی گئی جب تک اپنا زیور بیچ کر دس دینار نہ ادا کر دیئے۔

اسامہ کی ان سختیوں سے لوگ اس کے خلاف بغاوت پر آمادہ ہو گئے تھے کہ اسی درمیان میں ۹۹ھ میں سلیمان کا انتقال ہو گیا۔ اور عمر و بن عبد العزیز تخت خلافت پر آگئے۔ انہوں نے فوراً ایوب بن شرحبیل کو مصر کا امیر بنا کر روانہ کر دیا اور حکم دیا کہ اسامہ کے گلے میں طوق۔ ہاتھ میں ہتھکڑی اور پاؤں میں بیڑی ڈال کر میرے پاس بھیجدینا۔ اس نے ایسا ہی کیا جس سے وہ رستہ ہی میں مر گیا

ایوب نیک نیت۔ متقی۔ عادل اور عاقل امیر تھا۔ مگر مصری سپہ دار حبان بن شریح کے مزاج میں سختی تھی۔ وہ ان لوگوں سے بھی جزیہ طلب کرتا تھا جو مسلمان ہو جاتے تھے۔ اس پر عمر بن عبد العزیز نے اس کو تہدیدی فرمان بھیجا۔ پھر کوڑے بھی لگوائے۔

Marfat.com

سنہ۱۰۱ھ میں یزید بن عبدالملک کی خلافت شروع ہوئی۔ اس نے کچھ دنوں تک بشر ہی کو بحال رکھا۔ پھر اس کی جگہ بشر بن صفوان کو مقرر کیا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد اس نے کو افریقیہ کی طرف بھیج دیا اور حنظلہ بن صفوان کو امارت بخشی اس نے خلیفہ مذکور کے حکم سے باقی ماندہ بتوں اور مورتوں کو توڑ دیا۔

سنہ۱۰۴ھ میں حنظلہ کے بجائے خلیفہ کا بھائی محمد بن عبدالملک آیا۔ سنہ۱۰۵ھ میں جب ہشام خلیفہ ہوا تو اس نے محمد مذکور کو واپس بلا لیا اور حر بن یوسف کو امارت دی۔ اس کے عہد میں سنہ۱۰۷ھ میں قبطیوں نے بغاوت کی جس کی وجہ سے اسے استعفیٰ دینا پڑا۔ اس کی جگہ حفص بن ولید امیر ہوا۔ لیکن ایک سال بھی نہ رہنے پایا تھا کہ عبدالملک بن رفاعہ دوبارہ اپنی امارت کا فرمان خلافت سے لے کر پہنچا۔ اور اسی سال مر گیا۔ اس کی جگہ اس کے بھائی ولید بن رفاعہ کو ملی۔ اس نے ۹ سال تک نہایت خوبی کے ساتھ کام کیا اور سنہ۱۱۷ھ میں گزر گیا۔ اس وقت عبدالرحمٰن بن خالد فہمی والی ہوا۔ دوسرے سال وہ بھی انتقال کر گیا۔ اب دوبارہ حنظلہ بن صفوان آیا۔ اور چھ سال تک رہا۔ اس کے ظلم سے لوگ تنگ تھے۔ خلیفہ سے بھی شکایت کی۔ اس نے پھر اس کو افریقیہ بھیج دیا اور حفص بن ولید کو جو پہلے ہی امیر رہ چکا تھا والی بنا دیا۔

سنہ۱۲۵ھ میں ولید بن یزید کی خلافت کا آغاز ہوا۔ اس نے حفص کو برطرف کر کے عیسیٰ بن عطاء کو مقرر کیا۔ مگر اس کی بد تدبیری کی وجہ سے ملک میں ابتری پھیلی اس لیے حفص سہ بارہ امیر ہوا۔

سنہ ۱۲۷ھ میں جب بنی اُمیہ کا آخری خلیفہ مروان تخت پر آیا تو اس نے حفص کے بجائے حنظلہ یا حنبلی کو بھیجا۔ اہل مصر راضی نہیں ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ہم کو حفص کے بدلہ میں کسی امیر کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر خلیفہ مجبور کرے گا تو ہم اس کی بیعت توڑ دیں گے۔ اس لئے وہ واپس چلا گیا۔ دوسرے سال خلیفہ نے حوثرہ بن سہل کو والی بنا کر بھیجا۔ مصریوں نے چاہا کہ اس کو روکیں مگر اس کے ساتھ فوج زیادہ تھی۔ سنہ ۱۳۱ھ میں حوثرہ کی جگہ مغیرہ بن عبداللہ آیا۔ چند مہینے بھی نہیں گزرے تھے کہ وہ بھی معزول کر دیا گیا۔ اور عبدالملک بن موسیٰ جو خراج پر متعین تھا کل مصر کا والی قرار پایا۔

مصر میں بنی امیہ کا سب سے آخری نائب یہی تھا۔ کیونکہ اس کے بعد کوفہ میں عباسی خلافت قائم ہو گئی۔ اور بنی اُمیہ کا آخری خلیفہ مروان بھاگ کر مصر آیا جس کے تعاقب میں صالح بن علی فوجیں لئے ہوئے پہنچا اور مقام بوصیر میں گرفتار کر کے ۲۷ رجادی الثانی سنہ ۱۳۲ھ کو قتل کر ڈالا۔

٭ ٭ ٭

Marfat.com

دولتِ عبّاسیہ اولیٰ

۱۳۲ھ سے ۲۵۶ھ تک

اوّلین خلیفۂ عباسی سفاح نے اپنے چچا صالح بن علی کو جس نے مروان کو قتل کیا تھا مصر کی ولایت دی۔ اس نے مصریوں سے بیعت لی اور بنی امیہ کے حامیوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کیا۔ اسی سال دربارِ خلافت سے اس کے پاس فلسطین کی امارت کا فرمان پہنچا۔ وہ ابو عون بن عبد الملک بن یزید جرجانی کو اپنی جگہ پر مصر میں چھوڑ کر فلسطین کو چلا گیا۔

۱۳۶ھ میں سفاح کا انتقال ہو گیا اور ابو جعفر منصور خلیفہ ہوا اس کے حکم سے ابو عون نے وہ نہر جو عمرو بن عاص نے نکالی تھی بند کر دی۔ منصور چونکہ نہایت متلون طبع تھا اس وجہ سے ذرا سے وہم پر بھی والیوں کو نکال دیتا تھا چنانچہ پہلے سات سال میں یکے بعد دیگرے چھ والیوں کو مقرر اور معزول کیا۔ ۱۴۳ھ میں یزید بن حاتم مہلبی کو بھیجا۔ یہ آٹھ سال مصر کا امیر رہا۔ اس کے عہد میں مصر میں مخفی طور پر لوگ اہل بیت

کی امامت کی بیعت کرنے لگے۔ منصور نے ذی حجہ ۱۴۵ھ میں ابراہیم بن عبداللہ نفس زکیہ کے بھائی کا جنہوں نے بصرہ میں خروج کیا تھا سر کٹوا کر مصر میں بھیجا خطبا نے اس کو منبروں پر رکھ کر لوگوں کو بغاوت کا نتیجہ دکھلایا۔

اس سال میں بنی حسن کے خروج کی وجہ سے حجاز میں اضطراب تھا اس وجہ سے یزید نے مصریوں کو حج میں آنے سے روک دیا۔ ۱۴۸ھ میں سب سے پہلے آئی برقہ کو مصر کے ساتھ ملحق کیا۔

۱۵۲ھ میں یزید نے وفات پائی۔ جس کے بعد منصور نے پھر یکے بعد دیگرے والیوں کا عزل و نصب شروع کیا۔ اس وجہ سے مصر میں کوئی پائیدار انتظام نہ قائم ہوسکا اور دن بدن حالت خراب ہوتی گئی۔ کیونکہ جو والی آتا وہ اس یقین کے ساتھ آتا کہ بہت جلد معزول کردیا جائے گا۔ اس لئے مصالح ملکی کی بہ نسبت اپنے ذاتی مصالح کا زیادہ خیال رکھتا۔ انتظامی ابتری کی وجہ سے رعایا زیادہ خستہ حال ہوگئی اور پیداوار کی کمی اور حکام کی سختی کی وجہ سے بہت سے باشندے ہجرت کر گئے

۱۵۸ھ میں منصور کے بعد مہدی خلیفہ ہوا اس کے عہد میں بھی یہی صورت قائم رہی۔ بلکہ ایک ایک سال میں دو دو اور تین تین والی بدلتے رہے۔ جس سے ملکی نظام ایسا درہم برہم ہوگیا کہ چوری۔ رہزنی اور بدامنی عام ہوگئی۔ اس وجہ سے ذی حجہ ۱۹۲ھ میں اس نے ابو صالح یحییٰ بن داؤد کو جو بڑا ہیبت اور رعب دار شخص تھا مصر کی ولایت پر بھیجا۔ اس کی سخت گیری کی وجہ سے امن قائم ہوا۔ اس نے

اعلان کرا دیا تھا کہ کوئی شخص رات کو نہ اپنے مکان کا دروازہ بند رکھے نہ دُکان کا۔ جو مال چوری جائے گا وہ میں ادا کروں گا۔

دو سال کے بعد وہ بھی الگ کر دیا گیا اور سوارہ تمیمی آیا۔ دوسرے سال صالح بن علی کا بیٹا ابراہیم بھیجا گیا۔ اس کے زمانہ میں وحیہ بن مصعب جو بقایائے بنی اُمیہ میں سے تھا بالائے مصر میں اپنی خلافت کا دعوٰے لے کر کھڑا ہوا۔ ابراہیم نے اس کی طرف کچھ توجہ نہ کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سارے سواحلی علاقہ پر قابض ہو گیا۔ مہدی کو جب یہ اطلاع پہنچی تو اس نے نہایت تحقیر کے ساتھ ابراہیم کو نالائق قرار دے کر برطرف کیا۔ اور موسیٰ بن مصعب کو بھیجا اُس نے آتے ہی اراضی کی لگان دوگنی کر دی۔ اور دوکانوں اور مویشیوں پر بھی محصول لگا دیا۔ اس سے اہل مصر اس کے خلاف ہو گئے اور جس وقت وہ ان کو لے کر وحیہ کے مقابل میں گیا اس وقت اس کو موت کے مُنہ میں تنہا چھوڑ کر واپس چلے آئے۔

وحیہ کی شوکت اب بہت بڑھ گئی۔ یہاں تک کہ امرا اس کے مقابلہ میں جاتے ہوئے ڈرتے تھے۔ آخر میں سنہ ۱۶۹ھ میں فضل بن صالح نے آکر اس کو شکست دی۔ اور اس کا سر کاٹ کر مہدی کے پاس بھیجا۔

اسی سال مہدی گذر گیا اور ہادی تخت پر آیا۔ اس نے فضل کو واپس بلا کر علی بن سلیمان کو امارت پر بھیجا۔ دوسرے سال ہادی کے بعد ہارون رشید خلیفہ ہوا۔ اس نے ابن سلیمان کو بدستور رہنے دیا۔

Marfat.com

ابن سلیمان نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں سختی سے کام لیا۔ نصاریٰ
فسطاط اور جیزہ میں بعض جدید کنیسے جو تیار کئے تھے ان کو گرانے کا حکم دیا۔ انہوں نے
اس ہزار دینار پیش کئے کہ باز رہے لیکن نہیں قبول کیا۔ اس کے عدل کی وجہ سے
مصر میں پھر خوشحالی ہو گئی۔ اہل مصر نے چاہا کہ اسی کو پھر خلیفہ بنالیں۔ یہ خبر سن کر ہارون
نے ۱۷۱ھ میں اس کو معزول کر دیا۔ اور موسیٰ بن عیسیٰ علوی کو امارت کا فرمان دیکر
بھیجا۔ اس نے عیسائیوں سے رشوت لے کر کنیسوں کی تعمیر کی پھر اجازت دے دی۔
ہارون نے ۱۷۶ھ میں مصر کی ولایت جعفر بن یحییٰ برمکی کے سپرد کی اس نے
اپنی طرف سے عمران بن مہران کو بھیجا جو نہایت حقیر صورت تھا۔ جب وقت مصر میں پہنچا
موسےٰ کے دربار میں صف پائیں جا کر بیٹھ گیا۔ جب محفل اٹھ گئی تو موسیٰ نے اس سے
پوچھا کہ کوئی کام ہے؟ بولا کہ ہاں اور وہ فرمان اس کے ہاتھ میں دے دیا اس نے
جب پڑھا تو کہا کہ امیر عمران بن مہران کب تشریف لائیں گے۔ جواب دیا کہ وہ میں
ہی ہوں۔ موسےٰ نے کہا اللہ کی لعنت کم بخت فرعون پر جو اسی مصر کی سلطنت
پر خدائی کا دعوےٰ رکھتا تھا۔

ابن مہران نے عدل و تقویٰ کے ساتھ امارت کی۔ اس کے زمانہ میں مصر کی
اس قدر وصولی تھی بیباق ہوتی رہی۔ یہ ان تمام تحفوں اور ہدیوں کو بھی جو لوگ دیتے
تھے ان کی لگان میں مجرا کر دیتا تھا۔

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ یہ صرف امیر خراج تھا۔ ولایت مصر مسلمہ بن یحییٰ

کے ہاتھ میں تھی جس کی معزولی کے بعد محمد بن زہیر آیا۔ وہ ایک سال بھی نہ رہنے پایا تھا کہ داؤد بن یزید مقرر ہوا۔ وہ بھی الگ کیا گیا اور دوبارہ موسیٰ بن عیسیٰ بھیجا گیا۔ چند مہینوں کے بعد ابراہیم بن صالح کو امارت کا فرمان ملا جو مہدی کے زمانہ میں والی رہ چکا تھا۔ پھر ولایت عبداللہ بن مسیب کے سپرد کی گئی۔ اس نے محصول میں اس قدر اضافہ کر دیا کہ رعایا ادا نہ کر سکی۔ اور حوف کے باشندے مقابلہ کر بیٹھے جن میں بہت سے سرکاری آدمی مارے گئے۔ خلیفہ نے ہرثمہ بن اعین کو فوج کے ساتھ روانہ کیا اس نے یہ بغاوت فرو کی۔

اسی طرح سلسلہ وار ولاۃ تبدیل ہوتے رہے اور انتظام کوئی مستقل صورت اختیار نہ کر سکا۔ جس کی وجہ سے فساد بڑھا، اور خوں ریزی ہونے لگی۔ خاص کر اہل حوف سے تو بلا فوجی قوت کے خراج کی وصولی نہیں ہوتی تھی

ہارون کے آخری زمانہ میں خصیب بن عبدالحمید امیر خراج تھا۔ جس کے نام سے قصبہ منیہ خصیب آباد ہے۔ یہ ایک عاقل شخص تھا نہ کہ سعدیؒ کے بیان کے مطابق

لہ شیخ سعدیؒ نے گلستاں میں لکھا ہے کہ ہارون الرشید نے قسم کھائی تھی کہ حکومت مصر جس کے گھمنڈ پر فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا میں اپنے ادنیٰ ترین غلام کو دوں گا۔ چنانچہ ایک حبشی خصیب نامی کو وہاں کا حاکم بنا کر بھیجا جس کی عقل کا یہ حال تھا کہ اہل مصر نے اس سے درخواست کی کہ کثرت باراں سے ہماری روئی کی فصل ماری گئی۔ اس لئے خراج معاف کیا جائے۔ اس نے جواب دیا تم نے روئی کی بجائے ریشم کی کاشت کیوں نہ کی۔

ہارون کی وفات کے بعد جب امین اور مامون میں نزاع برپا ہوئی اس وقت مصر میں سری بن الحکم۔ مامون کی حمایت کے لئے کھڑا ہو گیا۔ اس نے ۲۲ رجادی الثانی ۱۹۶ھ میں خلع امین اور خلافت مامون کی بیعت لی۔ مامون نے خلیفہ ہونے کے بعد اسی کو وہاں کا والی کر دیا۔

۲۰۵ھ میں سری نے فسطاط میں وفات پائی۔ اسی سال اور اسی مقام میں امام شافعی نے بھی جو وہاں سکونت گزیں ہو گئے تھے انتقال کیا۔

سری کے بعد مصری فوج نے اس کے بیٹے محمد کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ مرکز خلافت سے دور ہونے کی وجہ سے مصری وہاں کے احکام کی زیادہ پروا بھی نہیں کرتے تھے۔ اور ملک میں اس قدر ابتری تھی کہ کوئی نظام درست نہ تھا۔ اسی درمیان میں اسکندریہ پر اہل اسپین آکر قابض ہو گئے۔ پانچ سال کے بعد مامون نے عبداللہ بن طاہر کو فوج دے کر بھیجا۔ اس نے محمد کو شکست دی اہل اسپین کو نکالا اور تمام ملک میں امن وامان قائم کیا۔

۲۱۳ھ میں مامون نے اس کو واپس بلا لیا۔ اور مصر و شام کی ولایت اپنے بھائی معتصم کو دی۔ اس نے عمیر بن ولید کو اپنا نائب بنا کر مصر میں بھیجدیا۔ اہل حوف نے مقابلہ کیا اور اس کو قتل کر ڈالا۔ اس کی جگہ عیسٰی جلودی مقرر ہوا۔ اس نے بھی شکست کھائی۔ اس وجہ سے معتصم خود چار ہزار ترکوں کی فوج لے کر آیا۔ حوف کے رئیسوں کو جو بغاوت کے بانی تھے قتل کیا اور عیسٰی جلودی کو برطرف کر کے عیسٰی بن منصور کو

Marfat.com

مقرر کیا۔ اس کے پاس ایک ترکی فوج چھوڑ کر جس کا امیر افشین حیدر بن کاؤس تھا۔
خود شام کی طرف چلا گیا۔ اہل حوف پھر مقابلہ کے لئے کھڑے ہو گئے اور سلسلہ دار جنگ
جاری رہی جس سے ملک کا سارا نظام ابتر ہو گیا۔ اس وجہ سے ۲۱۷ھ میں مامون
رومیوں کی جنگ سے واپس ہوتے ہوئے خود مصر میں آیا۔ اس نے تمام حالات
اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ والی مصر عیسیٰ بن منصور کو ان خرابیوں کا ذمہ دار قرار دیکر
برطرف کیا اور کیدر صفدی کو معتصم کے نائب کی حیثیت سے والی بنایا۔ اسی نے
مقیاس روضہ کی مرمت کرائی اور وہاں خلیفہ کے حکم سے ایک جامع بنوائی۔

۲۱۸ھ میں مامون کے بعد معتصمؒ خلیفہ ہوا۔ اس کے آٹھ سال کے عہد
میں پانچ والی مصر میں تبدیل ہوئے۔ آخری ابو جعفر اشناس تھا۔ معتصم کے بعد
واثق کے عہد میں اشناس مر گیا۔ اس کی جگہ علی بن یحییٰ ارمنی آیا۔ اور وہ بھی معزول
ہوا۔ اور عیسیٰ بن منصور کو دوبارہ ولایت کا فرمان دیا گیا۔

لہ معتصم کو مورخین نے مثمن کا لقب دیا ہے۔ کیونکہ آٹھ کا عدد اس کے مقسوم میں آیا ہے وہ آٹھواں
عباسی خلیفہ ہے اس کی ولادت شعبان میں ہوئی جو قمری سال کا آٹھواں مہینہ ہے۔ ۲۱۸ھ
میں خلیفہ ہوا جبکہ اس کی عمر ۳۸ سال ۸ مہینے کی تھی۔ ۸ سال ۸ ماہ ۸ روز حکومت کی ۸ لڑائیوں
میں شریک ہوا۔ ۱۸ ربیع الاول کو ۴۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ۸ بیٹے ۸ بیٹیاں اور ۸ ہزار
دینار۔ اور ۸۰ لاکھ درہم چھوڑے

متوکل کے عہد میں ۲۳۴ھ میں جبکہ مصر کا والی حاتم بن ہرثمہ تھا اہل نوبہ نے
ج کشی کی اور کثیر تعداد میں جنگی ہاتھی لے کر آئے۔ حاتم نے گھوڑوں کی گردنوں میں
ٹیاں بندھوائیں جس کی آواز سے وہ بھاگے اور تھوڑی دیر میں حبشی شکست
ا گئے۔ رئیس نوبہ نے مصالحت کی درخواست کی جس کے لئے وہ خلیفہ کے پاس
بجد یا گیا۔

انتظامی ابتری کی وجہ سے سواحل مصر پر رومیوں کے حملے ہونے لگے متوکل
ے حکم دیا کہ دمیاط۔ فرما اور تانیس تینوں مقامات پر قلعے تعمیر کئے جائیں تاکہ ان کے
ں سے ملک کی حفاظت ہو سکے۔ ابھی یہ قلعے تعمیر بھی نہیں ہو چکے تھے کہ رومیوں
ے تین سو جنگی کشتیوں کے ذریعہ تینوں مقامات پر فوجیں اتار دیں تمام مال و متاع
ر عورتوں بچوں کو لوٹ لے گئے اور مسجدوں میں آگ لگا دی۔ والی مصر عنبسہ بن
سحاق نے جملہ امراء اور افواج کو محفل عید کی شرکت کے لئے فسطاط میں بلا رکھا
ھا۔ اس وجہ سے ان کا مقابلہ کرنے والا بھی کوئی نہ تھا۔

متوکل کے بعد منتصر اور نیز مستعین کے عہد میں بھی یزید بن عبد اللہ مصر
والی رہا۔ معتز نے ۲۵۳ھ میں اس کو معزول کر کے مزاحم بن خاقان کو بھیجا۔
س نے چراگاہوں اور مچھلی کے شکار پر بھی محصول لگا دیا اور مساجد میں بسم اللہ
بالجہر پڑھنا جو شافعیہ کا مذہب ہے بند کرا دیا۔ لوگ اس کے خلاف بغاوت کے
لئے تیار ہوئے مگر وہ مر گیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے احمد کو مصر کی ولایت

Marfat.com

دی گئی لیکن اس نے قبول نہ کی۔ اس لئے ترکی امیر بائکباک کو سپرد کی گئی۔ اس نے اپنی ... سے احمد بن طولون کو امیر الجیش اور احمد بن مدبر کو امیر خراج مقرر کر کے بھیجا۔

اس زمانہ میں مرکز خلافت کی کمزوری کی وجہ سے مصر میں ایک علوی نے۔ جو ابن صوفی کے نام سے مشہور تھا علم امامت بلند کیا اور اقلیم اسناد پر قابض ہو گیا۔ ابن طولون نے اس کو شکست دی جس سے وہ الواحات کی طرف بھاگ گیا۔

Marfat.com

دولت طولونیہ

سنہ ۲۵۷ھ سے سنہ ۲۹۲ھ تک

طولون ایک ترکی غلام تھا جس کو نوح بن اسد سامانی نے مامون کے
پاس سنہ ۲۰۰ھ میں ہدیتہً بھیجا تھا۔ مامون نے اس کو دانا اور توانا دیکھ کر خدم میں
داخل کر لیا اور اپنے ساتھ بغداد لایا۔

سنہ ۲۲۰ھ میں سامرا میں طولون کا بیٹا پیدا ہوا اس نے قرآن حفظ کیا
اور علوم و آداب کی تکمیل کی۔ جب اس کا سن بیس سال کو پہنچا اور اس کا باپ
گذر گیا اس وقت یہ امیر بائکباک کی فوج میں داخل کر دیا گیا۔ سنہ ۲۵۴ھ میں
جب امیر مذکور کو مصر کی ولایت ملی تو اس نے احمد بن طولون کی لیاقت اور دیانت
دیکھ کر اپنی طرف سے اس کو وہاں کی فوج کا امیر بنا کر بھیجا اور اپنے خاص کاتب
احمد بن وسطی کو ساتھ کر دیا۔ خراج پر احمد بن مدبر کو مقرر کیا۔

ابن طولون متقی اور انصاف دوست تھا اور ابن مدبر ظالم اور بے تدبیر۔
نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں میں عداوت ہو گئی اور ایک دوسرے کے خلاف بساطِ سیاست پر

Marfat.com

شطرنج بازی کرنے لگے۔ اسی درمیان میں ۲۵۵ھ میں مہتدی سریر خلافت پر آگیا اور اس نے بائکباک کو قتل کر کے مصر کی امارت امیر اماجور کو دیدی جس کی لڑکی ابن طولون کے نکاح میں تھی اس نے ابن طولون کو مصر کے سارے اختیارات سپرد کر دیئے ابن طولون نے چاہا کہ ابن مدبر کو برطرف کر دے۔ لیکن اس کا بھائی دربار خلافت میں وزیر خزانہ تھا اس لئے صبر کیا۔

ابن مدبر نے دیکھا کہ اب وہ اپنے حریف کا مقابلہ نہیں کر سکتا اس وجہ اپنا تبادلہ ملک شام میں کرا لیا۔ اور ابن طولون کے ساتھ رابطہ مؤدت پیدا کرنے کے لئے اپنی بیٹی اس کے بیٹے خمارویہ کے ساتھ بیاہ دی اور جو کچھ ملکیت مصر میں رکھتا تھا۔ اس کو ہبہ کر کے شام میں چلا گیا۔ شقیر خادم بھی جو اس کا دست راست اور ابن طولون کا مخالف تھا مر گیا۔

حکومت مصر

اب ابن طولون کے لئے راستہ صاف تھا۔ ملک مصر کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیا اور چاہا کہ ان تمام ناروا محاصل کو موقوف کر دے جو رعایا پر لگائے گئے ہیں۔ اپنے خراج ابن دسومہ کو بلا کر اپنا خیال ظاہر کیا۔ وہ ایک طماع اور دنیادار شخص تھا اس نے حساب لگا کر بتلایا کہ اس سے سالانہ ایک لاکھ دینار کا خسارہ ہو گا۔ اور نشیب و فراز سمجھا کر باز رکھنے کی کوشش کی۔ ابن طولون نے کہا کہ اچھا سوچوں گا

رات کو اپنے ایک متوفیٰ طرسوسی دوست کو جو بڑا متقی تھا خواب میں دیکھا کہ وہ آیا ہے اور کہتا ہے کہ جو رائے تم کو دی گئی وہ صحیح نہیں ہے۔ اگر تم اللہ کے خوف سے اس ناجائز آمدنی کو چھوڑ دو گے تو وہ اس کے عوض میں تم کو بڑے بڑے خزانے دیدیگا۔

صبح کو بیدار ہوتے ہی اس نے فوراً ان محاصل کے انغار کے احکام نافذ کر دیئے۔ ابن دسومہ پھر پہنچا اور سمجھانے لگا۔ ابن طولون نے رات کا خواب اس سے بیان کیا۔ اس نے کہا کہ تعجب ہے کہ ایک مردہ کے قول پر آپ عمل کرتے ہیں اور ایک زندہ ناصح کی بات نہیں سنتے۔ بولا کہ اب تو جو ہونا تھا ہو گیا۔

دفینۂ غیبی

ایسا اتفاق کہ دوسرے دن وہ اپنے خدام کے ساتھ صحرا میں نکلا ان میں سے کسی کے گھوڑے کا پاؤں زمین میں گھس گیا تو اندر تہ خانہ تھا جس میں سے اس قدر خزانہ برآمد ہوا کہ جس کی قیمت دس لاکھ دینار تھی۔ اس کی خبر تمام عالم اسلامی میں پھیل گئی۔ ابن طولون نے خلیفہ سے دریافت کیا کہ یہ رقم کس مصرف میں لگائی جائے اس نے لکھا کہ وجوہ خیر میں۔ چنانچہ ایک حصہ غربا اور فقرا میں تقسیم کرایا۔ بقیہ سے ایک قلعہ اور ایک مارستان بنوایا۔ اور راستوں کی مرمت کی۔

فسطاط میں یہ مارستان مصر کا سب سے پہلا شفاخانہ تھا۔ اس کے ساتھ اطبا کے لئے مکانات بھی تھے۔ بہت سی دکانیں بھی تعمیر کرائی گئیں تاکہ ان کے کرایہ سے

Marfat.com

صرف چلے۔ نیز نخاس کی ساری آمدنی اس پر وقت کی گئی۔ ابن طولون اکثر خود اطبا اوران کے معالجات کو دیکھنے اور مریضوں کی عیادت کو یہاں آیا کرتا تھا۔ ایک بار کسی مجنون نے اس پر ایسا حملہ کیا کہ ہلاکت سے بال بال بچا۔ لیکن پھر بھی آنا ترک نہ کیا۔

روضہ کا مقیاس خراب ہوگیا تھا۔ دس ہزار دینار لگا کر اس کو اچھی طرح پختہ کردیا۔ ملک میں متعدد پل بنوائے۔ اسکندریہ کی نہر جس میں ریتا اٹ گیا تھا صاف کرائی اوراس میں جابجا حوض اور سقائے بنوائے۔ اور منارہ کو بھی از سر نو تعمیر کرایا۔

۲۵۸ھ میں امیر آماجور نے وفات پائی۔ اس وقت سے یہ مصر کا خود مختار حکمراں ہوگیا۔ اہل مصر اس کے حسن انتظام اور پسندیدہ اخلاق سے بہت خوش تھے۔

جامع طولونی

خود مختاری کے بعد اپنی قوت بڑھانی شروع کی۔ فوج کی تعداد اس قدر ہوگئی کہ فسطاط میں گنجائش نہ رہی۔ اس وجہ سے اسی کے متصل ایک جدا چھاؤنی قطائع کے نام سے آباد کی۔ جبل مقطم پر تنور فرعون کے قریب یشکر نامی ایک ٹیکرا تھا جس کی بابت مشہور تھا کہ وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام مناجات کے لئے آیا کرتے تھے۔ اسی کو جامع مسجد کے لئے پسند کیا۔ بنیاد کھودتے وقت وہاں بھی ایک دفینہ ملا جو اس سے بھی زیادہ تھا جو صحرا میں ملا تھا۔

دو سال کی کوشش سے ۲۶۳ھ میں یہ جامع تیار ہوئی جس کے آثار آج تک

تی ہیں۔ افتتاح کے دن امرا اور ارکان دولت کے علاوہ علماء اور فقہا بھی
ے گئے۔ مگر وہ اس وقت تک مسجد میں داخل نہیں ہوئے جب تک کہ ان کو
یقین نہ دلایا گیا کہ اس میں اس خزانہ کی ایک پائی بھی صرف نہیں کی گئی جو اتفاقاً ملا
ہے اور جو مسلمانوں کی کمائی کا نہیں ہے۔

اسی جامع میں علامہ محمد بن ربیع نے حدیث کا درس شروع کیا۔ ابن طولون
ور اس کے بیٹے بھی معمولی طلبار کی طرح آکر شریک ہوتے تھے۔

واقعۂ عمری

ابن صوفی علوی جس کی بابت ہم لکھ چکے ہیں کہ الواحات کی طرف بھاگ گیا
تھا پھر وہاں سے ایک فوج لے کر اشمونین کی طرف آیا۔ ابن طولون نے مدافعت
کے لئے لشکر بھیجا۔ لیکن اس سے پہلے ابو عبد الرحمٰن نے جو حضرت عمرؓ کی اولاد میں
سے تھے ایک جماعت کے ساتھ اس کو وہاں سے مار کر بھگا دیا۔ اس نے اصوان میں
جا کر لوٹ مار شروع کی۔ ابن طولون نے اس طرف فوج بھیجی جس کے خوف سے وہ قلزم
کی طرف آیا اور بھاگ کر مکہ پہنچا۔ والی مکہ نے گرفتار کر کے مصر بھیج دیا۔ ابن طولون نے
کچھ دنوں قید رکھا پھر چھوڑ دیا۔ وہ مدینہ چلا آیا اور وہیں مر گیا۔

ادھر عمری کی جمعیت بڑھ گئی اور کثرت سے لوگ ان کے تابع ہو گئے۔ ابن
طولون نے شبہ بیگی کی ماتحتی میں لشکر بھیجا۔ عمری نے اس سے کہا کہ غالباً ابن طولون کو

میرا حال معلوم نہیں ہوا۔ میں بغاوت یا فساد کے لئے نہیں کھڑا ہوا ہوں۔ نہ مجھ سے کسی مسلمان یا ذمی کو اذیت پہونچی ہے۔ میرا مقصد صرف اہل نوبیا کے ساتھ جہاد ہے جو مسلمانوں پر حملے کرتے رہتے ہیں۔ لہذا امیر کو تم میرا حال لکھ دو۔ اگر وہ تم کو واپس بلالے تو چلے جانا۔ ورنہ پھر معذور سمجھے جاؤ گے۔ اس نے یہ منظور نہ کیا اور جنگ کی۔ آخر کار شکست کھائی۔ جب لوگوں نے ابن طولون سے یہ حقیقت بیان کی تو وہ شبیگی پر بہت برہم ہوا اور کہا کہ مجھے کیوں نہ لکھا۔ تمہارے اسی عناد کی وجہ سے عمری نے فتح پائی۔

اسی درمیان میں عمری کے دو غلام ان کا سر لئے ہوئے آئے۔ ابن طولون نے پوچھا کہ تم نے اپنے آقا کو کیوں قتل کر ڈالا۔ بولے کہ آپ کی خوشنودی کے لئے اس نے کہا کہ اس جرم کے ارتکاب پر تم قتل کے مستحق ہو۔ چنانچہ ان سے قصاص لیا اور سر کو غسل دے کر احترام کے ساتھ دفن کرایا۔

اس واقعہ کے دوسرے سال محمد بن فاراب فرغنی اہل برقہ کو ساتھ لے کر باغی ہو گیا۔ ابن طولون نے اپنے غلام لولو کی ماتحتی میں فوج بھیجی جس نے اس کی بغاوت فرو کی۔

موفق کی عداوت

اس زمانہ میں معتمد خلیفہ تھا اور اس کا بھائی موفق سپہ سالار جو بادشا

سفید کا مالک تھا۔ اس کے پاس خبریں پہنچیں کہ ابن طولون نے شاہانہ شان و شوکت پیدا کرلی ہے۔ موفق نے اس کو معزولی کی دھمکی دی۔ ابن طولون کی طرف سے بھی جواب سخت گیا۔ اس نے موسیٰ بن بغا کی سرکردگی میں فوج روانہ کی۔ ابن طولون مقابلہ کی تیاری کرنے لگا۔ اور ایک قلعہ بنانا شروع کیا۔ جس میں علاوہ عملہ اور مزدوروں کے تمام فوج اور امراء اور خود بھی دن رات کام کرتا تھا۔

بغدادی فوج مقام رقعہ میں پہنچ کر رسد کی کمی سے رُک گئی۔ دس مہینہ تک وہیں پڑی رہی اور آخرکار وظائف نہ ملنے کی وجہ سے واپس چلی گئی۔ جس دن یہ خبر مصر میں پہنچی اسی دن ابن طولون نے قلعہ کی تعمیر بند کردی۔ جس کو جو کچھ پیشگی دیدیا تھا سب معاف کردیا۔ اور اس شکریہ میں کہ اللہ تعالیٰ نے بلاجنگ نجات دیدی بہت کچھ صدقہ اور خیرات تقسیم کیا۔

شام کی ولایت

سواحل شام پر رومیوں کے سلسلہ وار حملے ہوتے تھے۔ خلیفہ کے پاس مدافعت کی طاقت نہ تھی۔ اس نے مجبوراً ۲۶۳ھ میں ابن طولون کو طرسوس کی ولایت کا فرمان بھیج کر ان کے مقابلہ کے لئے مامور فرمایا۔ اس نے جاکر سرحد کو محفوظ کیا۔ اور سارے ملک شام پر قابض ہوگیا۔ اب اس کی سلطنت برقہ سے ساحل فرات تک پہونچ گئی۔ اور خلیفہ عباسی کے پاس صرف عراق۔ جزیرہ اور اہواز تین صوبے رہ گئے۔

موفق اس زمانہ میں حبشیوں کی جنگ میں مصروف تھا۔ ابن طولون نے موقع کو غنیمت سمجھ کر جہاں تک ہوسکا اپنی قوت بڑھائی۔ اس کو یہ بھی معلوم تھا کہ خلیفہ موفق کے استبداد سے تنگ ہے اس لئے تحفے و ہدیئے بھیج کر درخواست کی کہ آپ مصر میں آجایئے۔ وہ سامرا سے روانہ بھی ہوا لیکن موفق کو خبر لگ گئی اور اس نے روک لیا۔

اب موفق ابن طولون کے اور زیادہ خلاف ہوگیا۔ اور خلیفہ سے اس پر لعنت بھیجنے کا حکم لکھوایا۔ اس نے بادلِ ناخواستہ لکھا۔ کیونکہ وہ ابن طولون کا طرفدار تھا۔

عبّاس کی بغاوت

ابن طولون جس وقت شام کی طرف گیا تھا۔ مصر میں اپنے بیٹے عباس کو اپنی جگہ چھوڑ گیا تھا۔ جب واپس آیا تو معلوم ہوا کہ عباس بغاوت کی تیاری میں ہے خزانہ کی کل رقم چوبیس لاکھ دینار تھی اپنے قبضہ میں کرلی ہے۔ مزید برآں تین لاکھ دینار قرض بھی لئے ہیں اور جنگ کے ارادہ سے برقہ میں جاکر فوجیں مرتب کررہا ہے۔ ابن طولون نے اس کو سمجھانے کی بہت کوشش کی۔ جب وہ راہ پر نہ آیا تو فوج بھیجی وہ اپنے ساتھیوں کے مشورہ سے افریقہ کی طرف چلا گیا۔ وہاں اغالبہ اور ان کے عمال سے لڑائیاں کیں۔ آخر میں ہزیمتیں اٹھا کر اور مال و متاع اور فوج

Marfat.com

کو تباہ کر کے برقہ میں آیا۔ وہاں کے والی نے گرفتار کر کے بھیج دیا۔ ابن طولون نے اس کے مشیروں کو سخت سزائیں دیں اور اس کو سو کوڑے لگوائے۔ مگر رقت اور شفقت سے آنسو خود اس کی آنکھوں سے جاری تھے۔ پھر قید کر دیا۔

وفات

۲۰ ذیقعدہ شب یکشنبہ کو ۲۷۰ھ میں احمد بن طولون نے وفات پائی۔ شجاعت اور عدل میں مشہور تھا۔ نہایت متواضع اور مردم شناس، علم دوست اور فیاض تھا۔ دسترخوان عام تھا۔ شکریہ اور نذر کے علاوہ روزانہ صدقے اور خیرات دیتا اور ہر ہفتہ میں تین ہزار دینار بیواؤں مسکینوں اور یتیموں کو تقسیم کراتا۔ ایک بار متولی صدقات ابراہیم نے کہا کہ بعض وقت ارباب استحقاق کا پہچاننا بہت دشوار ہوتا ہے کیونکہ برقعہ کے نیچے سے حنائی ہاتھ نکلتے ہیں جن کی کلائیوں میں مزرکش آستینیں اور مرصع کنگن اور انگلیوں میں طلائی انگوٹھیاں ہوتی ہیں۔

ابن طولون نے جواب دیا کہ جو ہاتھ پھیلائے اس کو دو۔

حافظ قرآن اور خوش آواز تھا۔ تلاوت بڑے ذوق سے کرتا تھا، ۱۷ بیٹے اور ۱۳ بیٹیاں چھوڑیں۔

خمارویہ

ابن طولون کے بعد اس کا بیٹا خمارویہ تخت نشین ہوا۔ سب لوگوں نے بیعت

کی مگر دمشق کے والی نے انکار کیا۔ مصری فوجوں نے جاکر اس کو شکست دی وہ شیزر کی طرف بھاگ گیا۔

خمارویہ نے سب سے پہلے اسکندریہ کے بطریق کو قید خانہ سے رہا کیا جس کو ابن طولون نے ایک موعودہ رقم ادا نہ کرنے کی وجہ سے محبوس کیا تھا۔ اس کی وجہ سے مصری عیسائی اس سے بہت خوش ہو گئے۔

خلیفہ کے ساتھ اس کے تعلقات بہت اچھے تھے۔ تخت پر آتے ہی اس کے لئے بیس خچر اشرفیوں سے لدے ہوئے۔ دس غلام۔ دو صندوق زیور۔ ۱۷ راس اسپ مع طلائی ساز۔ ۷ شتر جن کے جھول زربفت کے تھے۔ سواری کے پانچ خچر اور ایک زرافہ بیس سواروں کے ساتھ جن کی قبائیں ریشمی اور کمریں مرصع بجواہر تھیں بھیجا۔

مزید تقریب کے لئے اپنی بیٹی قطر الندیٰ خلیفہ معتضد کے ساتھ بیاہ دی اس کو جہیز میں اس قدر ساز و سامان دیا جس کی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی۔ اس کے بیٹھنے کے لئے سونے کا ایک تخت بنوایا تھا جس کے چاروں گوشوں پر مرصع ستون تھے۔ ان پر جالی دار طلائی قبہ تھا۔ جس کے ہر ہر حلقہ میں ایک ایک بڑا موتی سونے کے تار میں لٹکتا تھا۔ جوڑوں کی قیمت کا اندازہ کچھ اس سے ہو سکتا ہے کہ صرف ایک ہزار ازار بند ایسے دیئے تھے جن کا صرفہ ۱۲ ہزار دینار تھا۔ رخصتی کے وقت مصر سے بغداد تک ہر ہر منزل پر اپنے محل کے مشابہ ایک قصر تعمیر کرا کے آلات و فروش وغیرہ سے

راستہ کرا دیا تھا۔ عروس کو نرم رفتار سے لاتے تھے اور قصر میں اتار دیتے تھے۔ اس طرح مصر سے بغداد تک گویا وہ برابر اپنے باپ ہی کے گھر میں قیام کرتی چلی آئی۔ آغاز محرم ۲۸۲ھ میں بڑی شان کے ساتھ بغداد میں اس کا داخلہ ہوا۔

خمارویہ کو درختوں اور جانوروں کا بڑا شوق تھا۔ اس نے قصر شاہی کو بڑھا کر ایک بڑا میدان اس کے اندر داخل کر لیا۔ جس میں قسم قسم کے درختوں کے تختے رنگ برنگ کے پھولوں کے چمن لگائے اور طرح طرح کے خوشنما اور خوش آواز پرند گراں گراں بہا رکھے۔

اسی طرح ایک بڑے احاطہ میں ہر قسم کے جنگلی جانور خاص کر درندے فراہم کئے۔ شیروں اور چیتوں سے اس کو ایسی دل چسپی تھی کہ دربار میں بھی ہمیشہ اپنے سامنے بندھوائے رکھتا تھا۔ ان میں سے بعض بعض اس قدر مانوس ہو گئے تھے کہ کھلے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے گھومتے تھے۔

محل کی دیواروں کو لاجورد محلول اور طلا اور مختلف قسم کی چوبیں تصویروں سے آراستہ کیا تھا اور اپنے سونے کے لئے ایک حوض بنوایا تھا جس میں پارہ بھر دیا تھا اس کے دونوں کناروں پر ریشم کی ڈوریاں چاندی کے کڑوں میں بندھی ہوئی تھیں جن کے اوپر چرمی گدا ہوا سے بھر کر ڈال دیا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ اس کو کم خوابی کی شکایت تھی۔ طبیب نے تبلایا کہ چپی سے نیند آجائیگی۔ اس نے کہا کہ میری طبیعت گوارا نہیں کر سکتی کہ کوئی بدن پر ہاتھ رکھے۔ اس وجہ سے

Marfat.com

یہ صورت اختیار کی۔ کیونکہ پارہ برابر حرکت میں رہتا تھا جس سے نیند آجاتی تھی۔

خمارویہ ۲۸۲ھ میں مقتول ہوا۔ وجہ یہ ہوئی کہ اس کے ایک خادم اور محل کی کسی کنیز میں اس قسم کے تعلقات کا انکشاف ہوا۔ جس سے یہ ان پر سخت برہم ہوا انہوں نے اپنی جان کے خوف سے سازش کر کے رات کو سوتے میں ذبح کر ڈالا۔

جیش بن خمارویہ

خمارویہ کے بعد اس کے بیٹے ابوالعساکر جیش کے ہاتھ پر امارت کی بیعت ہوئی۔ مگر اس کی کم سنی کی وجہ سے حاکم شام طغج بن جف نے بیعت سے انکار کیا۔ مصری فوجیں بھی اس کے ہم خیال ہو گئیں۔ اور ہنگامہ برپا کر کے اس کو قتل کر دیا۔ محل بھی لوٹ لیا اور شہر میں آگ لگا دی۔ پھر ہارون کو تخت پر بٹھایا۔

ہارون بن خمارویہ

ہارون کو چونکہ امراء فوج نے بادشاہ بنایا تھا اس لئے وہ اس کو اپنا احسان مند سمجھتے تھے اور اس کے حکموں کی زیادہ پرواہ نہیں کرتے تھے۔

خلیفہ معتضد نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر لشکرکشی کی۔ جب شہر امید میں پہونچا تو وہاں کے عامل محمد بن احمد نے اطاعت قبول کر لی۔ ہارون کو خطرہ

اس نے خلیفہ کو لکھا کہ میں فرمانبردار ہوں اور ولایت طرسوس بطور نذر پیش کرتا ہوں معتضد نے خوشی سے قبول کیا۔ اور طرسوس کو قبضہ میں لایا۔ پھر قنسرین اور عواصم بھی اس سے نکال لیا اور اس کی ولایت شام اور مصر پر محدود .. اکر دی۔ وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ سالانہ چار لاکھ دینار خزانہ خلافت میں بھیجا کرے۔

معتضد کے بعد مکتفی خلیفہ ہوا۔ اس نے سنہ ۲۹۲ھ میں محمد بن سلیمان کے ساتھ ایک فوج بھیجی کہ شام و مصر پر قبضہ کرلے۔ محمد نے جاکر شام پر تسلط قائم کیا۔ پھر مصر کی طرف بڑھا۔ یہاں فوجیں متحد نہ تھیں۔ اس وجہ سے ہارون مقابلہ میں ناکام رہا۔ اور ۱۸ ر صفر سنہ مذکور میں قتل کیا گیا۔

اس کے بعد بعض امیروں نے اس کے چچا شیبان بن احمد کو امیر بنایا لیکن عوام نے بیعت نہیں کی۔ اب مصر طولونی قبضہ سے جو ۳۷ سال، ۷ ماہ اور ۲۰ یوم رہا نکل کر پھر عباسی خلافت کے ماتحت آگیا۔

٭ ٭ ٭

Marfat.com

دولت عبّاسیہ ثانیہ

۲۹۲ھ سے ۳۲۳ھ تک

مکتفی نے عیسیٰ نوشری کو مصر کا امیر بنایا۔ تین سال کے بعد مقتدر خلیفہ ہوا۔ اس نے بھی عیسیٰ مذکور کو اپنے عہدہ پر قائم رکھا۔ ۲۹۷ھ میں عیسیٰ نے انتقال کیا اس کی جگہ پر تگین خزری مقرر ہوا۔ اس کے زمانہ میں عبید اللہ فاطمی مہدی کی طرف سے حباسہ بن یوسف نے آکر برقہ پر قبضہ کر لیا۔ اور ایک لاکھ سے زیادہ سوار لئے ہوئے محرم ۳۰۲ھ میں اسکندریہ کی طرف بڑھا تگین کی امداد کے لئے بغداد سے فوجیں گئیں۔ سخت ہولناک جنگ ہوئی۔ جس میں فریقین کے بے شمار آدمی مارے گئے۔ آخرکار حباسہ کامیاب نہ ہو سکا اور واپس چلا گیا۔

خلیفہ بغداد نے اس کے بعد تگین کی جگہ پر زکاروی کو مقرر کیا۔ اس کے عہد میں ماہ صفر ۳۰۷ھ میں فاطمی خلیفہ نے ابوالقاسم کی ماتحتی میں ایک لشکر گراں روانہ کیا۔ زکا اس اثنا میں مر گیا۔ اس لئے مقابلہ پر تگین خزری مامور ہوا۔ بغداد سے تین لاکھ فوج

ے کر مونس خادم بھی پہنچ گیا تھا۔ مقام الفیوم اور اسکندریہ میں سخت لڑائیاں ہوئیں اور ابوالقاسم بھی بے نیل مرام پلٹ گیا۔

دوسرے سال تکین نے وفات پائی۔ اس کا بیٹا محمد بلا حکم خلافت کے والی بن بیٹھا۔

مقتدر کی وفات کے بعد ۳۲۰ھ میں قاہر کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی اس نے محمد بن طغج کو مصر کی ولایت دی۔ مگر وہ اس وقت نہ جاسکا۔ اس وجہ سے محمد بن کیغلغ بھیجا گیا۔

۳۲۳ھ میں رضی باللہ نے پھر ابن طغج کو فرمان دیا۔ وہ مصر کی طرف آیا۔ احمد نے مقابلہ کیا۔ مگر شکست کھائی اور بھاگ کر خلیفہ فاطمی کے پاس چلا گیا۔ محمد بن طغج نے مصر کی ولایت اپنے ہاتھ میں لی۔ اس کے عہد میں فاطمی فوج نے آکر اسکندریہ لے لیا۔

دولت عباسیہ اس وقت ایسی کمزور ہو گئی تھی کہ قرامطی شام اور عرب کے ایک حصہ پر قابض ہو رہے تھے۔ سامانیوں کی ریاستیں خراسان میں مستقل ہو چکی تھیں۔ آل بویہ فارس پر متغلب تھے۔ حمدانی جب اور دیار یہ دیکھ کر ابن طغج نے بھی مصر میں اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔

❖ ❖ ❖

Marfat.com

دولت اخشیدی

۳۲۳ھ سے ۳۵۸ھ تک

ابو بکر محمد بن طغج ملوک فرغانہ کی نسل سے تھا۔ معتصم کے زمانہ میں، جب
ترکوں کی آمد شروع ہوئی تو ان کی زبانی خلیفہ کو معلوم ہوا۔ کہ ترکستان
ایک رئیس جف نامی نہایت قوی اور بہادر ہے۔ معتصم نے اس کو طلب کہ
اور جب وہ پہنچا تو نہایت اکرام کے ساتھ رکھا۔ اور جاگیر عطا کی۔

جف سامرا میں رہا۔ وہیں اس کی اولاد پیدا ہوئی۔ ۲۴۷ھ میں جب
متوکل مارا گیا۔ اس کا بھی انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا طغج بن طولون
غلام لولو کے پاس آگیا جو اس وقت جزیرہ میں تھا۔ خمارویہ نے اس کو پسند
اپنے حشم کا سرخیل بنایا اور طبریہ کی امارت بخشی۔ اس کے قتل ہو جانے کے
طغج کو خلیفہ مکتفی نے اپنے پاس بلا لیا۔ اور خلعت و انعام سے سرفراز فر
میں داخل کیا۔

Marfat.com

اس زمانہ میں عباس بن حسین وزیر تھا طغج کے ساتھ اس کو عداوت ہوگئی
نے اس کو معہ اس کے بیٹے محمد کے قید کرادیا۔ طغج قید خانہ ہی میں مرگیا
محمد کو رہائی ملی جس نے اپنے بھائی عبید اللہ کی مدد سے ۲۹۶ھ میں وزیر
سے اپنے باپ کا بدلہ لیا اور بھاگ کر بادیہ شام میں تکین خزری کے
چلا گیا۔ دہاں بعض معرکوں میں شہرت حاصل کی۔ ۳۰۶ھ میں قافلۂ حجاج
نوں کے حملہ سے بچایا۔ خلیفہ مقتدر نے اس پر خوش ہو کر خلعت بھیجا۔
۳۱۶ھ میں تکین سے ناموافقت ہو جانے کے باعث رملہ میں گیا۔
ر نے جب سنا تو ۳۱۸ھ میں رملہ کی امارت کا فرمان اس کے نام لکھ دیا۔
۳۲۲ھ میں قاہر نے اس کو مصر کی ولایت دی مگر وہ جا نہ سکا۔ دوبارہ ۳۲۳ھ
راضی باللہ نے فرمان بھیجا اس وقت وہاں پہنچا اور امارت پر قبضہ کرنے
بعد اپنے استقلال کا اعلان کر دیا۔ خلیفہ نے بھی مجبوراً اس کے استقلال کو تسلیم
ور ۳۲۷ھ میں اس کو اخشید کا لقب دیا۔ جس کے معنی فرغانی زبان میں شاہنشا
یا۔

استقلال کے بعد اس نے شام پر بھی قبضہ کر لیا۔ بغداد کے امیر الامراء
بن رائق نے ۳۲۸ھ میں اس پر فوج کشی کی۔ پہلے شام میں جا کر اس کے عامل
کو شکست دی پھر مصر کی طرف بڑھا عرما میں فریقین کا مقابلہ ہوا۔ بعض امیروں نے
میں پڑ کر اس طرح صلح کرادی کہ اخشید مصر سے رملہ تک قابض رہے اور دمشق

سے دست بردار ہو جائے۔ جس کا دس ہزار سالانہ خراج اس کو ملتا ہے۔ دونوں فریق اس پر راضی ہو گئے۔

۳۳۰ھ میں راضی نے انتقال کیا اور اس کا بھائی متقی خلیفہ ہوا۔ اس نے بھی اخشید کی امارت کو سابقہ قرارداد کے مطابق بحال رکھا۔ جب ناصر الدولہ بن حمدان والی موصل نے امیر الامرائی حاصل کرنے کے خیال سے ابن رائق کو قتل کرا ڈالا اس وقت اخشید نے پھر دمشق پر قبضہ کر لیا۔

۳۳۳ھ میں ناصر الدولہ کے بھائی سیف الدولہ نے حلب پر چڑھائی کی جو اخشید کے زیر حکومت تھا۔ اخشید نے اپنے غلام کافور کے ساتھ فوج بھیجی مگر سیف الدولہ نے شکست دیدی اور حلب کے بعد حمص پر بھی قبضہ کر لیا اور دمشق کی طرف بڑھا۔ قنسرین میں طرفین نے صف آرائی کی۔ لیکن جنگ میں کوئی ایک دوسرے پر غالب نہ آسکا۔ آخر کار اس بات پر مصالحت ہوئی کہ دمشق تک اخشید ہی حکومت رہے اور حمص و حلب وغیرہ پر حمدانی قابض ہوں۔

۳۳۴ھ میں ۱۱ سال تین ماہ حکومت کرنے کے بعد محمد بن طغج اخشید نے وفات پائی۔ مدبر اور شجاع تھا۔ اور لشکر کا شیدائی۔ کم و بیش چار لاکھ فوج مرتب کی تھی۔

انوجور بن اخشید

اخشید کے بعد اس کا بیٹا انوجور تخت نشین ہوا۔ چونکہ کم سن تھا اس

ات سلطنت غلام کافور کے ہاتھ میں تھے۔ جو فرزانہ اور منظم تھا۔

سیف الدولہ نے اخشید کی موت کی اطلاع پاتے ہی دمشق پر آکر قبضہ کرلیا۔

فور نے جاکر اس کو نکالا اور بدر اخشیدی کو وہاں کا حاکم دار مقرر کرکے واپس آیا۔

۳۴۵ھ میں شاہ نوبیا نے مصر پر حملہ کیا۔ کافور نے ایسی شکست دی کہ

صوان سے بھاگ کر ۵۰ میل پر جاکر دم لیا۔

۸ ذی قعدہ ۳۴۹ھ میں انوجور نے انتقال کیا۔

علی بن اخشید

انوجور کی جگہ اس کا بھائی علی بادشاہ ہوا۔ اس کے عہد میں مصر میں سخت

قحط پڑا۔ اور اندرونی نزاعات کی وجہ سے فوجی طاقت گھٹ گئی۔ ۳۵۵ھ میں

وہ مرگیا۔

کافور اخشیدی

یہ ایک حبشی غلام تھا جس کو اخشید نے ۳۱۲ھ میں کسی مصری رئیس سے

خرید اتھا۔ چونکہ بعض معرکوں میں اس نے شہرت حاصل کی اس وجہ سے اخشید کی

اولاد کا اتالیق ہوگیا۔ علی کے مرنے کے بعد اس کے ہاتھ پر امامت کی بیعت ہوئی۔

خلیفہ مطیع کا عہد تھا اس نے بھی تسلیم کرلیا۔ اس کی عظمت وشان اس قدر بڑھ گئی

کہ مصر کے علاوہ حجاز اور شام میں خطبوں میں اس کا نام بھی خلیفہ کے نام کے ساتھ لیا جانے لگا۔

دو سال ۴ ماہ حکومت کرنے کے بعد ۲ جمادی الاول ۳۵۷ھ میں گذر گیا اس کی کنیت ابو المسک تھی اور چہرہ سخت شکیں۔ غالباً یہ مصرعہ کسی فارسی شاعر نے اسی کے نام کی مناسبت سے موزوں کیا ہے۔

برعکس نہند نام زنگی کافور

لیکن باوجود حبشی ہونے کے نہایت رعب دار تھا اور اہلِ علم و صلاح کی توقیر کرتا تھا۔

ابو جعفر مسلم بن عبداللہ بن طاہر علوی کا بیان ہے کہ ایک بار کافور کے ساتھ ہم چند آدمی سوار ہو کر سیر کو نکلے۔ راستہ میں کوڑا اس کے ہاتھ سے گر گیا۔ میں نے فوراً اتر کر اٹھا لیا اور اس کو دے دیا۔ کہنے لگا۔ "اللہ اکبر" اس رتبہ پر پہونچنے کی مجھے کبھی امید نہیں ہو سکتی تھی۔ میں تو ایک زر خرید غلام ہوں۔ یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

واپسی کے بعد جب میں گھر آیا تو اس نے شکریہ میں اپنے غلاموں کے ہاتھ میرے پاس گھوڑے اور خچر مال و متاع سے لدے ہوئے بھیجے جن کی قیمت پندرہ ہزار دینار سے کم نہ تھی۔

مصر میں کسی واعظ نے اپنے وعظ میں کہا کہ دینار کی خواری دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

ے کیسے لوگوں کو اس کا مالک بنا رکھا ہے۔ بغداد میں معزالدولہ دیلمی ہے۔ وہ
ول اور مصر میں کافور اخشیدی ہے وہ خصی۔ یہ بات کافور تک پہنچی۔ ہنسا اور
ک اس واعظ سے میں ایک بار سختی سے پیش آیا تھا۔ اسی وجہ سے اس نے ایسا
۔ پھر بلا کر اس کو ایک رقم دیدی۔ اس کے بعد میں وہ اپنے وعظ میں کہا کرتا تھا
ام کی اولاد میں سے صرف تین شخص کامل نکلے۔ لقمان حکیم۔ حضرت بلال مؤذن
ول اللہ۔ اور کافور اخشیدی خلد اللہ ملکہ و سلطانہ:

سیف الدولہ والی موصل کا مداح خاص عرب کا مشہور شاعر متنبی
ن میں اس کے دربار سے خفا ہو کر کافور ہی کے دربار میں چلا آیا تھا۔ اور اس
مدح نیز ہجو میں متعدد قصیدے لکھے جو اس کے دیوان میں ہیں۔

حمد بن علی

کافور کے بعد اخشید کا پوتا احمد امیر بنایا گیا جس کا سن صرف ۱۱ سال
تھا۔ شامیوں نے اس کی امارت تسلیم نہیں کی اور حسن اخشیدی کے ہاتھ پر
بیعت کی۔ قرامطہ کا اس زمانہ میں زور تھا انہوں نے حسن کو شکست دے کر
شام پر قبضہ کر لیا۔ حسن اپنی فوجیں لے کر بھاگا ہوا مصر آیا کہ احمد سے امارت
چھین لے۔ یہ باہمی خلفشار دیکھ کر بعض اراکین دولت نے خلیفہ فاطمی معزالدین اللہ
کو قبضۂ مصر کی دعوت دی جو اسی تاک میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اپنے

غلام جوہر صقلی کے ساتھ ایک فوج بھیجی جس نے شنہ ھ میں آ کر بلا مقابلہ مصر کو لے لیا۔

٭ ٭ ٭

دولت فاطمیہؓ

سنہ ۳۵۸ھ سے سنہ ۵۶۷ھ تک

سنہ ۲۶۹ھ سے شمالی مغربی افریقہ میں فاطمی دعوت کا آغاز ہوا۔ اور فاس کے متصل کتامہ میں ابو محمد عبید اللہ نے اپنی مہدویت کا اعلان کیا۔ جس کا دعویٰ یہ تھا کہ وہ امام جعفر صادق کے بیٹے اسمٰعیل کی اولاد میں ہے۔ اور فاطمی علوی ہونے کی وجہ سے امامت کا اصلی حقدار ہے۔ رفتہ رفتہ اس نے غلبہ حاصل کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ سنہ ۲۸۰ھ میں قیروان (مرکز افریقہ) کو بھی فتح کر لیا۔ سنہ ۲۹۵ھ میں جب اس کی قوت بڑھ گئی اس نے اپنی خلافت کا اعلان[1] کر دیا۔

---

[1] فاطمیہ کا یہ اعلان اور عباسیہ کی لکمزوری دیکھ کر عبد الرحمٰن ناصر امیر اندلس نے بھی جو سنہ ۳۰۰ھ میں تخت نشین ہوا۔ اپنی خلافت کا دعویٰ کر دیا جس سے دنیائے اسلام میں تین خلافتیں ہو گئیں

(باقی صفحہ ۱۲۴ پر)

مہدی کی نگاہیں مصر کے زرخیز خطہ پر لگی ہوئی تھیں جس کو وہ اپنا مرکز بنانا چاہتا تھا۔ لیکن اس کو لینے کی طاقت نہیں رکھتا تھا۔ اس وجہ سے قیروان کے متصل مہدیہ آباد کر کے فتح مصر تک اسی کو اپنا عارضی دارالخلافہ قرار دیا۔ ۳۰۱ھ کے آخر میں حباسہ کی قیادت میں مصر پر فوج بھیجی۔ لیکن امیر مصر تکین خزری نے جس کی امداد کے لئے خلیفہ بغداد نے فوجیں بھیجی تھیں اس کو شکست دیدی۔ ۳۰۷ھ میں پھر ابوالقاسم کی ماتحتی میں لشکر بھیجا۔ مگر وہ بھی شکست کھا کر واپس آگیا۔

۳۲۲ھ میں عبیداللہ مہدی نے انتقال کیا اور اس کا بیٹا ابوالقاسم محمد قائم بامراللہ خلیفہ ہوا۔ یہ اپنے باپ سے بھی زیادہ مصر کا آرزومند تھا۔ اسی سال بغداد میں راضی باللہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی جس نے محمد بن طغج کو مصر کا والی بنا کر بھیجا۔ اس نے وہاں جا کر احمد کیغلغ کو نکال دیا۔ وہ بھاگ کر قائم بامراللہ کے پاس پہنچا اور فتح مصر کے لئے اس کو آمادہ کیا۔ اس نے ایک لشکر گراں بھیجا۔

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ ۱۲۳)

جو ایک دوسرے کی حریف تھیں اور وہ اسلامی خلافت جس سے سارے عالم کا نظام قائم ہوتا ان قریشی خاندانوں کی دنیاوی منافست اور باہمی رقابت میں بازیچہ طفلاں بن گئی جس سے امت کا شیرازہ بکھر گیا۔

ابن طغج نے ہر چند مدافعت کے لئے عربی حدود پر قلعے اور مورچے بنوائے لیکن فاطمی لشکر نے آکر اسکندریہ کو فتح کر لیا۔

(۱) معزلدین اللہ

۳۵۸ھ سے ۳۶۵ھ تک

۳۵۸ھ میں دولت اخشیدی کے خاتمہ پر قائم بامر اللہ کا بیٹا ابو تمیم معد معزلدین اللہ کے لقب سے مہدیہ میں خلیفہ تھا جو برقہ سے مراقش تک اور مالطہ سارڈینیہ۔ صقلیہ۔ نیز اکثر جزائر بحر متوسط پر قابض ہو چکا تھا۔ اس نے موقع دیکھ کر اپنے غلام جوہر کو جس نے فاس اور سلجماسہ وغیرہ کی فتوحات سے بڑی عظمت حاصل کر لی تھی ایک لاکھ سوار اور بے شمار مال ومتاع اور سازوسامان دے کر فتح مصر کیلئے روانہ کیا۔

مصر اس زمانہ میں سخت قحط میں مبتلا تھا جس میں تقریباً چھ لاکھ آدمی مر گئے تھے اور کوئی طاقت بھی وہاں موجود نہ تھی۔ علاوہ بریں بہت سے امرا مصر فاطمی قبضہ کے خواہاں تھے اس لئے کوئی مدافعت نہیں ہوئی اور جوہر آکر قابض ہو گیا۔ ۱۲ شعبان ۳۵۸ھ کو امراء وزراء، علماء وقضاۃ نے فسطاط کے دروازہ پر اس کا استقبال کیا جمعہ کے دن اس نے جامع عمرو بن عاص میں فاطمی کے نام کا خطبہ پڑھا۔ عباسی سیاہ شعار کو اٹھا کر فاطمی سفید شعار مقرر کیا۔

---

[1] عباسیوں کا شعار سیاہ تھا۔ فاطمیوں کا سفید۔ اور بنی امیہ کا سبز۔

Marfat.com

اور اذان میں "حی علیٰ خیر العمل" پکارنے کا حکم دیا۔

اس کے بعد بغداد کے نقشہ پر قاہرہ[1] کی داغ بیل ڈالی۔ وسط میں خلیفہ کے لیے دو عظیم الشان قصر بنوائے اور جامع ازہر[2] تعمیر کرائی۔

---

[1] اس شہر کی تاسیس کے دن جوہر نے نجومی کو ایک بلند مقام پر کھڑا کیا اور داغ بیل پر ہر طرف رسیاں بندھوا کر ان میں گھنٹیاں لٹکا دیں۔ تاکہ جب وہ نیک ساعت آئے جو نجومی نے تجویز کی ہے اس وقت وہ رسی ہلا دے اور بنیادیں ڈال دی جائیں۔ اتفاق سے رسی میں اڑتا ہوا کوئی کوا الجھ گیا اور گھنٹیاں بج گئیں جس سے بنیادیں ڈال دی گئیں۔ نجومی یہ دیکھ کر چلایا کہ القاہر۔ القاہر یعنی مریخ ستارہ سامنے ہے۔ لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ اسی نام سے یہ شہر مشہور ہو گیا۔

[2] اس جامع میں علوم و فنون کا درس بھی شروع ہوا۔ عزیز کے عہد میں اس میں علمی کتابوں کا بھی ایک ذخیرہ جمع کیا گیا۔ اس مدرسے نے زمانہ مابعد میں بہت ترقی کی۔ اور اسلامی علوم اور عربی زبان کی گراں قدر خدمت انجام دی۔ سلاطین اور امراء نے اس پر بڑے بڑے اوقاف کئے آج تک یہ جامع قائم ہے اور دنیا کی سب سے قدیم اور غالباً سب سے بڑی یونیورسٹی ہے۔ اس میں طلباء کی تعداد کم و بیش پندرہ بیس ہزار رہتی ہے جس میں ہر ملک اور ہر قوم کے مسلمان ہوتے ہیں۔ اساتذہ پانچ اور چھ سو کے درمیان ہیں جن میں سے کسی کی تنخواہ چھ گنی مصری سے کم نہیں۔ اور شیخ الازہر کی تنخواہ اس قدر ہے کہ کسی ملک کے وزیر اعظم کی بھی نہ ہو گی۔

جب مصر پر تسلط ہو گیا تو جعفر بن فلاح کتامی کو فوج دے کر شام کی طرف بھیجا۔ اس نے وہاں قبضہ کر کے سب سے فاطمی خلافت کی بیعت لی۔ جو لوگ مخالف تھے ان کو گرفتار کر کے مصر بھیجدیا۔

ان فتوحات کے بعد جوہر نے معز کو مصر میں آنے کی دعوت دی۔ وہ ۵ رصفر ۳۶۲ھ میں مہدیہ سے روانہ ہو گیا۔ راستہ میں قیام و شکار و سیر و تفریح کرتا ہوا ۲۴ رشعبان کو اسکندریہ میں داخل ہوا۔ جہاں جملہ طبقات کے لوگ اس کے استقبال کے لئے حاضر تھے۔ مجمع کے سامنے ایک طویل تقریر کی جس میں یہ کہا کہ مصر کے قبضہ سے زیادتی مال یا توسیع ملک ہم کو مقصود نہیں ہے بلکہ اقامت حق اور جہاد فی سبیل اللہ نظر ہے۔

معز اسکندریہ سے جیزہ میں آیا جہاں جوہر نے معہ فوج کے سلامی ادا کی۔ ۵ ررمضان کو قاہرہ میں داخل ہوا۔ اور قصر کبیر میں ایک عام جشن کیا جس میں لوگوں نے جمع ہو کر خوشی منائی۔ اور اس کو مبارکباد دی۔ اس وقت سے قاہرہ کو دارالخلافہ قرار دیا۔

قصر کبیر کا ایک حصہ گورستان کے لئے مخصوص کر کے اس میں اپنے آباء و اجداد کو دفن کرایا جن کی نعشوں کے تابوت اپنے ساتھ لایا تھا۔ اس کے بعد سے خاندان خلافت کے جملہ اموات اسی میں دفن ہوتے رہے اور یہ قبرستان تربت زعفران کے نام سے مشہور رہا۔

Marfat.com

مصر میں سب سے پہلا مقدمہ جو اس کے سامنے پیش ہوا یہ تھا کہ کافور اخشید
کی بیوی نے ایک یہودی پر دعوے کیا کہ میں نے موتی کی ایک قبا جو سونے کے تا
سے بنی ہوئی تھی اس کے پاس امانت رکھی تھی۔ اب یہ انکار کرتا ہے۔ معز نے خا
تلاشی کا حکم دیا۔ یہودی نے دیگ میں رکھ کر زیر زمین دفن کر دیا تھا۔ س
سپاہیوں نے برآمد کر لی۔ مل جانے کے بعد اس عورت نے وہ قبا بطور نذر کے
کے سامنے پیش کی۔ لیکن اس نے ایک بیوہ کا مال لینا گوارا نہ کیا۔...... تم
حاضرین نے اس کے اس فعل کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا۔

۳۶۳ھ میں قرامطہ نے حسن بن احمد کی قیادت میں مصر پر چڑھ
کی۔ معز نے ان کو لکھا کہ تم ہماری ہی امامت کی دعوت کو لے کر کھڑے ہو
اب جب اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کو پورا کر دیا۔ اور اہل بیت کو خلافت دید
بجائے حمایت کرنے کے مخالفت پر کیوں آمادہ ہو گئے۔ مگر قرامطہ نے ا
بات نہ سنی اور جنگ کے لئے بڑھے۔ حسن کا خیال یہ تھا کہ اس جدید طاقت کو
نے ابھی تک رسوخ حاصل نہیں کیا ہے نکال کر اپنی بادشاہت قائم
معز ان کی کثرت اور قوت سے سخت متردد ہوا۔ آخر وزیروں نے یہ تدبیر کی
بن جراح عربی رئیس کو جو شام کے ایک حصہ کا امیر تھا اور قرمطیوں کے
ایک قوی جمعیت لے کر آیا تھا ایک لاکھ دینار دے کر توڑ لیا۔ چنانچہ مقا
دن اس نے میدان چھوڑ دیا۔ حسن کی فوج یہ دیکھ کر بد دل ہو گئی اور شکست

ابو محمد ابراہیم ان کے تعاقب میں بھیجا گیا جس نے بہتوں کو قتل کیا اور تقریباً ڈیڑھ ہزار کو پکڑ لایا۔ جن کی گردنیں ماری گئیں۔

مصر میں خلافت فاطمیہ کے قیام سے جو قوی اور تازہ دم تھی عباسی خلفاء کا رتبہ گھٹ گیا۔ اور چونکہ وہ مقابلہ سے عاجز رہے اس وجہ سے اُن کے نسب پر طعن کرنے لگے۔ تاکہ عوام میں ان کو نامقبول بنا دیں۔ علماء و اعیان و سادات کے دستخط سے ایک محضر تیار کرایا کہ یہ فاطمی نہیں ہیں مگر اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اس لئے کہ یہ خلافت محض نسب پر نہیں بلکہ طاقت پر قائم ہوئی تھی۔ چنانچہ جس وقت معز قاہرہ میں داخل ہوا اس وقت سرگروہ سادات عبداللہ بن طبا طبا نے اس سے اس کے نسب کی بابت سوال کیا۔ بولا کہ میں اس کا جواب مجلس عام میں دوں گا۔ جب مجلس منعقد ہوئی اور جملہ سادات و اشراف جمع ہوئے اس وقت معز نے اپنی تلوار کھینچ لی اور کہا کہ یہ میرا نسب ہے۔ پھر سب کے آگے اشرفیوں کے توڑے ڈال دیئے اور کہا کہ لو یہ میرا حسب ہے۔ سب یک زبان ہو کر بول اٹھے کہ ہم خادم اور غلام ہیں۔

معز نے ۱۱ ربیع الثانی یوم جمعہ ۳۶۵ھ کو انتقال کیا۔ ۴۵ سال کی عمر تھی۔ اسی دن اس کے بیٹے نزار بن معد ابو منصور کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی۔ اور اس کا لقب عزیز بدین اللہ رکھا گیا۔

---

(۲) عزیز بدین اللہ

۳۶۵ھ سے ۳۸۶ھ تک

اس کی ولادت ۱۴ محرم ۳۴۴ھ کو مہدیہ میں ہوئی تھی۔ ۲۱ سال کی عمر میں خلیفہ ہوا۔ اس کے عہد میں فاطمی خلافت کا رقبہ اور بھی وسیع ہوا۔ اور مکہ تک پہنچ گیا۔ اس نے کل فوج امیر جوہر کے ہاتھ میں دیدی اور کل سلطنت یعقوب بن یوسف کے جس کو اپنا وزیر مقرر کیا تھا اور خود عیش و عشرت میں مشغول ہوا۔

یعقوب منتظم۔ مدبر اور ذی علم تھا۔ اس نے تمام دوادین اور دفاتر باقاعدہ مرتب کئے اور ملک کا سارا انتظام درست کردیا۔ علماء و فضلاء کا سرپرست تھا۔ اور علوم و فنون کا مربی۔ فقہ اور قرأت میں کتابیں بھی تصنیف کی تھیں جن کو ہر جمعہ کے دن خود بیٹھ کر سناتا۔ ۳۸۰ھ میں وفات پائی۔ خلافت فاطمی میں سب سے پہلا وزیر یہی تھا۔

۳۶۴ھ میں معز کے عہد میں ہفتگین شرابی نے جو معزالدولہ احمد بن بویہ کا غلام تھا اور بغداد سے شام میں آکر حمص پر قابض تھا دمشق میں جاکر ریان خادم کو جو فاطمیہ کی طرف سے حکم دار تھا نکال دیا۔ ۳۶۵ھ میں عزیز نے خلیفہ

کے بعد جوہر کو اس کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ مگر ہفتگین نے ... کو ساتھ لیکر
کو شکست دیدی۔ وہ بھاگ کر عسقلان کے قلعہ میں پناہ گیر ہوا اور محصور ہو گیا۔
میں مجبور ہو کر جو کچھ مال و متاع تھا سب ہفتگین کے حوالہ کر کے جان بچا کر مصر
عزیز اب خود فوج لے کر گیا۔ اور سخت جنگوں کے بعد غلبہ حاصل کیا۔ ہفتگین
روپوش ہو گیا۔ عزیز نے اعلان کرایا کہ جو اس کو گرفتار کرائے گا اس کو ایک لاکھ
انعام دیا جائے گا۔ ہفتگین اپنے ایک دوست معرج بن دغفل طائی کے
یہاں تھا۔ اس نے لالچ میں آکر اطلاع دی اور گرفتار کر کے انعام حاصل کر لیا۔
عزیز نے بہادری کی وجہ سے ہفتگین کی قدر دانی کی اور اس کو اپنے
ساتھ مصر لایا۔ اور عزت کے ساتھ رکھا۔ وہیں ۳۷۲ھ میں اس نے وفات پائی۔
یعقوب کے بعد اس نے دو وزیر رکھے ایک عیسائی۔ جس کا نام تھا عیسیٰ
بن نسطورس۔ دوسرا یہودی جس کو منشیا کہتے تھے۔ ان دونوں نے اپنی اپنی
قوموں کی حمایت شروع کی اور مسلمانوں پر ظلم کرنے لگے۔ آخر میں شکایات
پر یہ دونوں معزول کیے گئے۔ عیسیٰ سے تین لاکھ دینار تاوان بھی وصول کیا گیا
۲۸ رمضان ۳۸۶ھ میں عزیز نے وفات پائی۔ کریم الطبع اور شجاع
تھا۔ شعر اور ادب سے دلچسپی رکھتا تھا۔ جامع ازہر میں اس کے عہد میں جمعہ علوم و
فنون کے تقریباً دو لاکھ ... جمع کی گئیں۔

حاکم بامر اللہ

سنہ ۳۸۶ھ سے سنہ ۴۱۱ھ تک

عزیز کے بعد اس کا بیٹا ابو علی منصور حاکم بامر اللہ کے لقب سے خلیفہ بنایا گیا۔ اس کا سن ساڑھے گیارہ سال تھا۔ اس وجہ سے ارجوان خادم مدبر دولت قرار پایا۔ اس نے اکثر صوبوں کی امارتوں پر خدام خاص کو بھیج دیا۔ تین سال کے بعد جب وہ مقتول ہو گیا اس وقت حاکم نے عنان حکومت خود اپنے ہاتھ میں لی۔

مورخین لکھتے ہیں کہ اس کی عقل میں فتور تھا۔ جو آخر دم تک رہا چنانچہ اس کے اکثر احکام و اعمال سے دماغی خلل صاف ظاہر ہوتا ہے۔

سنہ ۳۹۱ھ میں دن کو کاروبار کرنے کی ممانعت کر دی اور حکم دیا کہ رات کو دکانیں کھلیں لوگ اس کے مطابق عمل کرنے لگے۔ خود راتوں کو سڑکوں پر اور گلیوں میں گھوم گھوم کر دیکھتا تھا۔ ایک بار دن کو نکلا۔ دیکھا کہ ایک بڈھے نے دکان کھول رکھی ہے۔ باز پرس کی۔ اس نے جواب دیا کہ جب دن کو کاروبار ہوتا تھا تو اس وقت بھی تو بعض لوگ کبھی کبھی ضرورت کے تحت راتوں کو جاگتے تھے

یہ اسی قسم کی دن کی بیداری ہے۔ یہ سن کر مسکرایا اور چلا گیا۔

علم کی اشاعت کے لیئے بہت سے مدارس قائم کیئے جن کے لیے علماء و فقہاء تعلیم کیلئے مقرر کیا۔ پھر کچھ زمانہ کے بعد ان کو قتل کرا دیا اور مدرسے بند کرا دیئے۔

عورتوں کے متعلق فرمان شائع کیا کہ نہ وہ باہر نکلیں نہ کھڑکیوں سے جھانکیں نہ حماموں میں جائیں۔ اس میں ایسی سختی کی کہ جب کبھی ان کو حماموں میں دیکھتا دروازہ چنوا دیتا اور وہ مع بچوں کے اسی میں تڑپ تڑپ کر مر جاتیں۔

شراب مطلقاً اٹھا دی۔ اور اس کے ظروف تڑوا دیئے۔ شہر کے تمام کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دیا۔ کارآمد گائے اور بیل کو بجز قربانی کے ذبح کرنا ممنوع قرار دیا۔ مچھلی کا شکار روک دیا۔ اور ان پھلوں اور ترکاریوں کی خرید و فروخت بند کرا دی۔ جو امیر معاویہ یا خلیفہ متوکل عباسی کو پسند تھیں۔ اس بنا پر کہ یہ دونوں اہل بیت کے دشمن تھے۔ قاہرہ کے دربانوں کو حکم دیا کہ نہ شہر میں گدھا گھسنے پائے۔ نہ باب القاہرہ سے کوئی آدمی داخل ہو۔

عیسائیوں نے اس کے زمانہ میں بہت عروج پا لیا تھا اور مسلمانوں پر ظلم کرنے لگے تھے۔ جب اس کے کان میں اس کی شکائتیں پہنچیں تو ان کے سرغنوں اور رئیسوں کو قتل کر ڈالا۔ اور کنیسے گروا دیئے۔ یہاں تک کہ بیت المقدس کا کنیسہ قمامہ بھی منہدم کرا دیا۔

بعض مورخوں کا بیان ہے کہ عیسائیوں نے قتل اور کنیسوں کے انہدام کا

سبب یہ تھا کہ اس زمانہ میں رومیوں نے شام پر حملے کر کے مسلمانوں کو تاخت و تاراج کیا تھا اور مسجدیں توڑ ڈالی تھیں۔ اس کے انتقام میں حاکم نے ان کے ہم... پر سختیاں کیں۔

۳۹۵ھ میں صحابہ کرام کے نام پر گالیاں لکھوا کر مساجد مقابر اور شوار... عام پر لگوائیں۔ اور ہر ہر صوبہ میں بھیجیں۔ لیکن لوگوں کی مخالفت کی وجہ سے دو... بعد اس کو بند کیا بلکہ اعلان شائع کیا کہ جو اس کا مرتکب ہوگا اس کو سزا دی...

اس کے زمانہ میں ایک شخص ضرار نامی ظاہر ہوا۔ جس نے ایک جدید شریعت... نکالی جس میں نہ نماز تھی نہ روزہ نہ زکوٰۃ۔ حج کے بدلے یمن میں مقام طالب کی زیارت... کافی تھی۔ اور بہن۔ بیٹی۔ ماں وغیرہ کسی کے ساتھ نکاح حرام نہ تھا۔ ضرار کے... شاگرد حمزہ بن احمد نے جس کا لقب ہادی تھا۔ اس کی تبلیغ شروع کی۔ ح... اس کی نصرت و حمایت کرنے لگا۔ اس کے بعد غیب دانی کا بھی دعویٰ کیا اور ک... موسیٰ کی طرح اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی ہم کلام ہوتا ہے۔ چنانچہ روزانہ صبح کو جبل... پر مناجات کے لئے جاتا تھا۔

اسی زمانہ میں کسی باطنی نے اس کو ایک کتاب لکھ کر دی جس میں یہ... تھا کہ روح الٰہی حضرت آدمؑ میں آئی۔ ان سے حضرت علیؓ میں منتقل ہوئی۔ ا... اس کا ظہور حاکم میں ہوا۔ اس بنیاد پر اس نے "خدائی" کا دعوےٰ کر دیا۔ ا... میں حکم بھیجا کہ جس وقت خطبہ میں میرا نام لیا جائے سب لوگ سجدہ میں گر...

Marfat.com

نیز راستوں اور سڑکوں پر سے گذرتا تو لوگوں سے سجدہ کراتا۔ اپنے لقب حاکم بامر اللہ کو بدل کر حاکم بامرہ کر دیا تھا۔ جہاں کی ایک جماعت نے اس عقیدہ کو تسلیم بھی کر لیا چنانچہ آج بھی جبل دروز کے باشندے اس کی خدائی کے قائل ہیں

اہل مصر ان بے دینیوں کی وجہ سے اس کے دشمن ہو گئے۔ یہاں تک کہ اس کا مذاق اڑانے لگے۔ اس نے غضبناک ہو کر غلاموں کو حکم دیا کہ شہر میں آگ لگا دیں۔ انہوں نے آتش زنی اور قتل و نہب شروع کیا، باشندوں نے مصاحف لے لے کر مسجدوں میں پناہ لی اور اللہ تعالے سے استغاثہ کیا۔ آخر ایک ثلث شہر جل جانے کے بعد تیسرے دن یہ عذاب ان کے اوپر سے رفع ہوا۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ اس نے یہ بھی چاہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعش کو مدینہ سے قاہرہ میں منتقل کرائے تاکہ اس کا پایہ تخت مقبول انام اور زیارت گاہ خاص و عام بن جائے اس کام کے لئے اپنے ایک امیر ابو الفتوح کو مدینہ میں بھیجا۔ اور وہاں سخت مخالفت ہوئی۔ اور اتفاق سے اسی روز ایک خوفناک آندھی بھی آئی جس کو لوگوں نے اسی ناپاک ارادہ کی نحوست قرار دیا۔ اس وجہ سے ابو الفتوح خوفزدہ ہو کر واپس چلا آیا۔ اور حاکم کو اس کے انجام سے ڈرا کر باز رکھا۔

سنہ ۱۳ ۴ھ میں حجر اسود پر اس کو توڑنے کے لئے جس مصری نے وار کئے تھے وہ بھی اسی کا درباری تھا۔ اس کے کچھ ریزے ٹوٹ کر گر گئے تھے جس کے آثار اب تک نمایاں ہیں۔

حاکم کے زمانہ میں ایک شخص ابورکوہ نے جو اپنے آپ کو بنی امیہ میں سے کہتا تھا علم بغاوت بلند کیا۔ اس کے ساتھ بڑی جمعیت ہو گئی جس نے حاکم کی فوجوں کو بار بار شکستیں دیں۔ الفیوم کے ناحیہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ آخر میں فضل بن صالح نے سخت لڑائیوں کے بعد اس کو گرفتار کیا۔

فضل پر از راہ قدر دانی بڑی مہربانی کا اظہار کیا۔ وہ بیمار ہوا تو اس کی عیادت کو گیا۔ مگر جب شفا پائی تو قتل کر ڈالا۔

اواخر شوال ۴۱۱ھ میں حاکم مفقود ہو گیا۔ اس کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔ عام بیان یہ ہے کہ اس نے اپنی بہن پر تہمت لگا کر اس کے قتل کا ارادہ کیا تھا مگر اس نے پتہ پا کر پیش قدمی کی اور اپنے غلاموں سے اس کو قتل کرا دیا لیکن صحیح یہ ہے کہ بنی حسن میں سے ایک شخص نے اس کے ملحدانہ خیال دیکھ کر غیرتِ دینی کے جوش میں جبل مقطم پر جہاں وہ مناجات کے لئے جایا کرتا تھا پہونچ کر اس کو مارا اور وہیں پیوند زمین کر دیا۔

حاکم کی یادگار جامع حاکمی ہے جس کی بنیاد عزیز نے ڈالی تھی مگر تکمیل اس نے کرائی۔ حاکم میں باوجود اس شائبہ جنون کے علمی ذوق بھی تھا۔ چنانچہ اس نے بغداد کے بیت الحکمۃ کے مقابلہ پر اپنے قصر کے متصل دار الحکمۃ کے نام سے ایک عمارت بنوائی تھی جس میں ہر علم وفن کی کتابیں جمع کی تھیں تاکہ لوگ آکر مطالعہ کریں اور جس کتاب کی چاہیں نقل لیں۔ ناقلین کو جملہ سامان کتابت خود دار الحکمۃ سے دیا جاتا تھا۔

Marfat.com

اس عمارت کا ایک حصہ اہل علم کے مناظرہ کے لئے مخصوص تھا۔ جس میں خود حاکم بھی شریک ہوتا۔ اور جس کی تقریر یا قابلیت اس کو پسند آتی اس کو خلعت وانعام دیتا۔

حاکم کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ مگر بحثوں میں نوبت جنگ وجدال تک پہنچنے لگی۔ نیز اہل بدعت اس کو اپنے خیالات کی اشاعت کا ذریعہ بنانے لگے۔ اس وجہ سے چھٹی صدی ہجری میں افضل بن امیر الجیوش نے اس کو بند کر دیا۔ مگر تھوڑے دنوں کے بعد ابن لطائحی نے وزارت کے منصب پر پہنچ کر پھر اجازت دیدی۔ سلطان صلاح الدین نے اپنے عہد میں اس کو مدرسہ شافعیہ بنا دیا۔ اس میں کتابوں کی تعداد ایک لاکھ سے کم نہ تھی۔

Marfat.com

(۴) ظاہر لاعزاز دین اللہ

سنہ ۴۱۱ھ سے سنہ ۴۲۷ھ تک

حاکم کے مفقود ہونے کے بعد امرا و فوج نے کئی دن تک خلاف معمول جب ا
کو نہ دیکھا تو پانچویں روز اس کی بہن ست الملوک کے پاس پہنچے اور کیفیت در
کی اس نے جواب دیا کہ خلیفہ کا رقعہ مجھے ملا ہے کہ پرسوں دربار کریں گے۔ یہ سن
لوگ واپس آگئے۔

اس کے بعد ست الملوک نے ابن دواس کے ہاتھ ان لوگوں کے پاس
بڑی بڑی رقمیں پہنچا دیں۔ اور تیسرے دن حاکم کے بیٹے ابو الحسن علی کو جس کی ع
۱۶ سال تھی شاہی لباس پہنا کر دربار میں بٹھایا۔ ابن دواس نے اس وقت
حاکم کی موت کا اعلان کیا اور ابو الحسن کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ان امرا نے بھی
جن کے پاس اشرفیوں کے توڑے پہنچ چکے تھے اس کی تقلید کی پھر بیعت ع
ہوئی اور شہر شہر صوبہ میں اعلان بھیج دیا گیا۔ ابو القاسم علی بن احمد وزیر مقرر ہوا۔
ظاہر اگرچہ انصاف دوست تھا لیکن عیش پرست اور ضعیف الرائے۔ اس
وجہ سے امرا نے اس پر قابو پا لیا۔ سوائے چند مخصوص ارکان دولت کے کو
اس سے مل نہیں سکتا تھا۔ استبداد سے مخلوق پر مظالم ہونے لگے۔ اور ملک

Marfat.com

میں ابتری پھیل گئی اوپر سے قحط اور وبا کی بلائیں نازل ہوئیں۔ اور گرانی اور تلاشی کی وجہ سے چوری اور رہزنی عام ہوگئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ رعایا کا ایک حصہ تباہ و برباد ہوگیا۔

زراعت کی ترقی کے لئے ۴۱۷ھ میں خلیفہ کی طرف سے منشور عام تمام ملک میں شائع کیا گیا کہ کوئی گائے یا بیل جو کار آمد ہو ذبح نہ کیا جائے

اس کے زمانہ میں عیسائیوں پر سے وہ تمام قیود اٹھا دیئے گئے جو حاکم نے لگائے تھے۔ نیز کنیسوں کی تعمیر کی بھی ان کو اجازت دیدی گئی۔ وسط رمضان ۴۲۷ھ میں ظاہر نے وفات پائی۔

❊ ❊ ❊

Marfat.com

(۵) مستنصر باللہ

سنہ ۴۲۷ھ سے سنہ ۴۸۷ھ تک

ظاہر کے بعد اس کا بیٹا ابو تمیم معد جس کا سن سات سال کا تھا مستنصر باللہ کا لقب دے کر خلیفہ بنایا گیا۔ یہ ایک حبشی کنیز کے شکم سے تھا جس کو ظاہر نے ایک یہودی تاجر ابو سعید سہل بن ہارون تستری سے خریدا تھا۔ بیعت کے بعد اس کی ماں نے اپنے قدیم مالک ابو سعید کو بلا کر مستشار دولت اور سیاہ و سفید کا مالک بنا دیا۔

مستنصر کی مدت خلافت جملہ خلفاء اور سلاطین اسلام سے زیادہ رہی یعنی ساٹھ سال۔ اور اس میں حوادث اور انقلابات بھی بہت پیش آئے۔

قیصر روم نے اس زمانہ میں اسلامی حدود پر پیہم حملے کر کے حلب پر قبضہ کر لیا۔ اور شام پر بھی نفوذ جمانے لگا۔ مستنصر نے ۴۲۹ھ میں اس کے ساتھ مصالحت کر لی۔ جس سے وہ حلب چھوڑ کر چلا گیا۔ اور اس دیار میں امن قائم ہوا۔

سنہ ۴۳۴ھ میں مصر میں ایک شخص سکین نامی نے دعویٰ کیا کہ وہ حاکم

اللہ ہے۔ جو لوگ حاکم میں خدائی قوت مانتے اور اس کی رجعت کے قائل تھے۔ انہوں نے اس کا ساتھ دیا۔ جس کی ایک ظاہری وجہ بھی تھی کہ اس کی شکل حاکم سے بہت ملتی جلتی تھی۔ اس نے اپنے اعوان و انصار کو لے کر دن دھاڑے نصر خلافت پر دھاوا لیا۔ آخر میں بڑی خوں ریزی کے بعد گرفتار ہوا اور سولی پر چڑھایا گیا۔

خلیفہ کی والدہ نے اس درمیان میں وزارت میں تبدیلی کی اور زمام حکومت احمد بن علی عنبری کے ہاتھ میں دی۔ پھر اس سے لے کر صدقہ علاجی کے سپرد کی لیکن وہ قتل کیا گیا۔ اور حسین جرجرائی اس کی جگہ پر مقرر ہوا۔ وہ بھی معتوب ہو کر نکالا گیا۔

آخر میں قاضی یازوری نے مستنصر کی رضامندی حاصل کی اور وزیر اعظم ہوا۔

معز الدولہ

اسی اثنا میں حلب میں اضطراب رونما ہوا۔ وہاں ۴۳۶ھ میں خلیفہ نے معز الدولہ کو والی بنا کر بھیجا تھا۔ اس نے استقلال کا دعویٰ کر دیا۔ خلافت سے متعدد فوجیں گئیں۔ لیکن ہزیمت اٹھاتی رہیں۔ معز الدولہ نے مصالحت کے لئے خلیفہ کے پاس اپنی ایک بیوی کو بھیجا۔ جس کے رعب حسن سے اس نے وہ سب کچھ لکھ دیا جو وہ لکھوانا چاہتا تھا اور حلب کا مستقل فرماں روا اس کو تسلیم کر لیا۔

Marfat.com

افریقہ

مغرب و قیروان کا والی معز بن بادیس وزیر یازوری کی سختیوں سے تنگ آکر فاطمی خلافت سے باغی ہو گیا اور اس نے اپنے صوبہ میں عباسی خطبہ رائج کر دیا۔ قائم بامراللہ خلیفہ بغداد نے یہ سن کر اس کے پاس امارت کا فرمان اور خلعت بھیجا۔

اس وقت ملک مصر میں دو عربی قبیلے زالج اور بنی رباح باہم برسرپیکار تھے۔ وزیر نے ان دونوں کو متفق کرا کے معز بن بادیس کے مقابلہ میں بھیجا اور وعدہ کیا کہ اگر تم فتحیاب ہو جاؤ گے تو برقہ اور طرابلس تم کو دیدیا جاوے گا۔ گو ان قبائل کی تعداد تین ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ مگر انہوں نے جا کر تیس ہزار قیروانی فوجوں کو شکست دی۔ معز پھر دوسری فوج لایا۔ اور سلسلہ وار چھ سال تک جنگ جاری رہی۔

مستنصر کو امن مل گیا۔ اس نے ۴۴۴ھ میں قاہرہ میں بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کرائیں۔ جامع عمرو بن عاص کی مرمت کی اور اس میں جدید منبر اور منارے بنوائے۔

۴۴۲ھ میں خلیفہ معز کی دونوں بیٹیوں رشدہ اور عبدہ نے انتقال کیا جن کی موت کا خلفاء فاطمیہ کو مدت سے انتظار تھا۔ ان میں سے پہلی نے

Marfat.com

لاکھ دینار کی ثروت اور دوسری نے بھی اس کے قریب دولت چھوڑی مستنصر

لئے غنیمت بارد تھی۔

شرق

سنہ ۴۴۴ھ میں مشرق سے دو مختلف خبریں مصر میں موصول ہوئیں۔ ایک

خلیفہ عباسی نے ایک منشور شائع کیا ہے جس میں خلفائے فاطمیہ کے نسب کو

نہیں مانا ہے۔ دوسری یہ کہ امیر یمن علی بن محمد صالحی نے عباسی خطبہ اٹھاکر

اپنے یہاں فاطمی خطبہ جاری کر دیا۔ مستنصر کو اگر ایک خبر سے رنج ہوا تو دوسری

سے خوشی۔ اس لئے خاموش رہا۔

سنہ ۴۴۶ھ میں مصر میں سخت قحط پڑا۔ اسی کے ساتھ طاعون بھی پھیلا جو

شام بلکہ بغداد تک پہنچ گیا۔ اور لاکھوں آدمی ہلاک ہوئے۔ ادھر رومیوں سے

جنگ چھڑ گئی۔ اس لئے مصریوں پر نہایت سختی گذر گئی بلی اور کتے تک کھانے

لگے وہ بھی پانچ پانچ اور دس دس دینار میں میسر ہوتے تھے۔ وزیر کی کوششوں

سے رفتہ رفتہ دوسرے صوبوں سے رسد آنے لگی جس سے یہ مصیبت کم ہوئی۔

بساسیری

سنہ ۴۵۰ھ میں خلیفہ عباسی قائم بامر اللہ کے ایک فوجی امیر بساسیری نے

غلبہ اور قوت حاصل کر کے بغداد میں فاطمی خلیفہ کا خطبہ پڑھا۔ اور سیاہ عباسی علم کو گرا کر سفید فاطمی جھنڈا نصب کیا۔ اسی کی تقلید واسطہ۔ کوفہ اور دیگر شہروں میں بھی کی گئی۔ خلیفہ عباسی نے بھاگ کر عربی امیر قریش بن بدران عقیلی کے پاس پناہ لی۔ اور سلطان طغرل بک سلجوقی کو لکھا کہ آ کر اس فتنہ کو رفع کرے۔ اس نے پہنچ کر ۲۶ ذیقعدہ سنہ ۴۵۱ھ کو بغداد میں پھر عباسی خطبہ جاری کیا۔

بساسیری کی مدد کے لئے مستنصر نے ۵ لاکھ دینار ساز وسامان، ذخائر و اسلحہ مع ایک فوج گراں کے بھیجے تھے لیکن طغرل کی خبر پا کر مزید امداد سے دستکشی کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلجوقی فوجوں نے شکست دے کر اس کا سر کاٹ لیا۔ ورنہ سارا مشرق فاطمی خلافت میں آ پکا تھا۔

قضیۂ حلب

حلب میں گو معز الدولہ مستقل رئیس ہو گیا تھا۔ لیکن اس کا استقلال قائم نہ رہ سکا۔ کیونکہ عربی قبائل متفق ہو کر اس کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے متواتر حملوں سے تنگ آ کر اس نے مستنصر کو لکھا کہ حلب عباسیوں کے حوالہ کر دیا جائے اور مجھے اس کی بجائے کسی ایسی امارت پر بھیجا جائے جو ان عربوں کی دسترس سے باہر ہو۔ مستنصر نے اس کی درخواست منظور کر کے بیروت کی ولایت کا فرمان بھیج دیا۔ اور حلب پر اپنے ایک سپہ سالار مکین الدولہ کو مقرر کیا۔ اس نے دیا

عربوں سے مصالحت کی اور امن قائم کیا۔ لیکن بنی کلاب کا رئیس محمود مخالف
اس نے مکین الدولہ کو محصور کر لیا۔ مکین الدولہ نے مستنصر سے مدد مانگی اس نے
الدولہ حمدانی کو بھیجا۔ محمود نے اس کو بھی شکست دی اور حلب پر قبضہ کر لیا۔
مستنصر نے یہی مناسب سمجھا کہ محمود کو حلب کا امیر تسلیم کر لے۔ چنانچہ امیر الامراء
خطاب معہ خلعت و فرمان ولایت کے اس کے پاس بھیجدیا اور ناصر الدولہ کو
شکست کی تلافی کے لئے دمشق کا والی کر دیا۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد برطرف
کے اس کی جگہ بدر جمالی کو بھیجا۔

وزارت

مصر میں وزیر یازوری نے نصاریٰ پر تشدد کیا۔ جس سے ایک شور عام
ہو گیا۔ خلیفہ نے اس کو موقوف کر کے ابو الفرج بابلی کو بلایا۔ دو مہینہ کے بعد
عبداللہ بن یحییٰ معتمد رہا۔ پھر سلسلہ وار تبدیلیاں ہوتی رہیں۔ یہاں تک کہ
سال کے عرصہ میں ۳۵ وزیر بدلے۔ اس سے مہمات میں پیچیدگیاں پڑ گئیں۔
روزانہ خلیفہ کے پاس عمال کی اس قدر شکایتیں موصول ہونے لگیں کہ وہ حیران
گیا۔ کاروبار تمامتر معطل ہو گئے۔ کیونکہ امراء کو ان شکایات کی جوابدہی سے
فرائض ادا کرنے کی فرصت نہیں ملتی تھی۔ بہت سے لوگ مناصب چھوڑ
بیٹھے اور ترک وطن کر کے دوسرے ملکوں میں چلے گئے

مزید وضاحت کے لئے اس موقعہ پر ضرورت ہے کہ خلافت فاطمیہ کی فوج

کیفیت مختصراً بیان کردی جائے۔

افواج فاطمیہ

جس طرح بنی امیہ کی خالص عربی حکومت سے غیر قومیں بیزار تھیں اور بنی عباس نے موقع دیکھ کر خراسان میں اپنی امامت کی دعوت پھیلائی اور ان کی مدد سے خلافت حاصل کی۔ اسی طرح فاطمیین نے بغداد سے فاصلہ پر افریقہ کو اپنی دعوت کا مرکز قرار دیا۔ اقوام بربر جو جنگ اور عقیدہ دونوں میں سخت تھیں، انکی حمایت کے لئے تیار ہو گئیں۔ کیونکہ بغدادی خلافت ان کو ہمیشہ محکوم رکھنے کی کوشش کرتی تھی۔ حالانکہ ان کے ہاتھوں مغربی افریقہ اور ماورائے بحر کے جملہ ممالک فتح ہوئے تھے جن کی وجہ سے اُن کے حقوق بہت بڑے تھے۔

جب عبید اللہ مہدی وہاں پہنچا اور اس نے عباسیوں کے مقابلہ میں فاطمی خلافت کی دعوت شروع کی تو قبائل بربر خاص کر کتامہ صنہاجہ اور ہوارہ اس انقلاب کے لئے جس میں ان کو اپنا فائدہ نظر آتا تھا اس کی مدد کو آمادہ ہو گئے۔ چنانچہ ۲۹۷ھ میں جب یہ دولت قائم ہو گئی تو مہدی مذکور نے تمام امراء اور ارکین دولت انہیں میں سے منتخب کئے۔ یہی حال اس کے بیٹے قائم بامر اللہ اور پوتوں منصور بنصر اللہ اور معز لدین اللہ کے عہد تک رہا۔ بربر نے نہ صرف افریقہ سے عباسی حکومت اٹھادی بلکہ سارے مغربی صوبے اور بحر متوسط کے تمام جزائر فتح کر کے فاطمی

مقبوضات میں شامل کر دیئے۔ پھر معز کے عہد میں مصر اور شام کو بھی قبضہ میں
لائے۔

عزیز باللہ نے ۳۶۵ھ میں مصر میں بھی عباسیوں کی طرح ترکوں اور
دیلمیوں کی ایک بڑی تعداد کو فوج میں بھرتی کیا۔ اب ان میں اور بربر میں باہمی
منافقت شروع ہوئی۔

عزیز کے بعد حاکم خلیفہ ہوا۔ اس کو بھی بربر کی خیر خواہی پر زیادہ اعتماد تھا۔
اسی وجہ سے ابنِ عمار کتامی کو اپنا مشیر ناصح سمجھ کر حاجب خاص مقرر کیا۔
ترکوں اور دیلمیوں نے جو عزیز کے زمانہ سے محترم تھے اس کو گوارا نہ کیا۔ اور ابن
عمار کی تذلیل کرنے لگے۔ یہاں تک کہ وہ مجبور ہو کر اپنے عہدہ سے دست بردار
ہو گیا۔ اس کی جگہ ارجوان آیا۔ جس نے محل کے اندر اور باہر سے بربر کو نکال کر ترکوں
کو متعین کیا اور صوبوں کی ولایتیں بھی انہی کو دیں۔ یانس خادم کو برقہ۔ میسور خادم
کو طرابلس اور یمنا خادم کو غزہ و عسقلان۔

حاکم کے مزاج کو بدلنا گیا مشکل تھا۔ اس کو بھی بربر کا دشمن بنا دیا۔ اس نے
ابن عمار اور بڑے بڑے بربری رئیسوں کو قتل کر ڈالا جس سے ان کی شوکت جاتی
رہی۔ اور ترک مسلط ہو گئے۔ ظاہر کے عہد میں بھی یہی حالت رہی۔

جب مستنصر باللہ خلیفہ ہوا تو اس کی ماں نے جو حبشی تھی تمام غلام اپنی ہی
قوم کے رکھے۔ اور فوج میں بھی کثرت سے انھیں کو بھرتی کرایا۔ اب ترکوں اور ان

حبشیوں میں عداوت پیدا ہو گئی جس کی وجہ سے بڑی بڑی لڑائیاں پیش آئیں۔

مستنصر کا دستور تھا کہ قافلۂ حجاج کے ساتھ حج کے لئے نکلتا اور پہلی منزل برکہ عمیرہ میں پہنچ کر رات بھر شراب و کباب کی محفل گرم رکھتا۔ صبح کو اپنے ہمراہیوں سمیت واپس آجاتا۔ ۴۵۴ھ میں اسی مقام پر اس کے حشم میں سے ایک ترک نے مستی کی حالت میں تلوار کھینچ کر ایک حبشی غلام پر جو خلیفہ کے محافظوں میں سے تھا، وار کیا۔ اس کے ساتھیوں نے اس ترک کو قتل کر ڈالا۔ اس پر سارے ترک بگڑ بیٹھے اور جا کر مستنصر سے کہا کہ اگر یہ قتل آپ کے حکم سے ہوا ہے تو ہم مجبور ہیں ورنہ اس کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اس نے جواب دیا کہ میرے حکم سے ہوا ہے نہ رضامندی سے۔ یہ سن کر ترک حبشیوں پر ٹوٹ پڑے۔ فریقین میں دیر تک جنگ ہوتی رہی۔ آخر میں اس بات پر صلح ہوئی کہ ملزم ترکوں کے حوالہ کر دیا جائے۔ اس کے بعد قاہرہ واپس آئے۔ مگر دونوں طرف کینہ دلوں میں بڑھتا رہا۔

ناصر الدولہ

شیعیوں کا پشت پناہ وزیر یازوری تھا۔ ترکوں نے اپنا رئیس ناصر الدولہ حمدانی کو بنایا جو اگرچہ عرب تھا لیکن دمشق کی ولایت سے معزول ہونے کے بعد سے خلیفہ اور وزیر دونوں کا نہایت دشمن اور قاہرہ میں ان کی تاک میں فرصت کا منتظر

بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اپنے ساتھ چند عربی قبائل کو بھی متفق کر لیا۔ شیدیوں نے جب دیکھا کہ ترکوں کا جتھا بڑا قوی ہے اور وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو قاہرہ چھوڑ کر بالائی مصر کی طرف چلے گئے۔ اور وہاں کے اکثر باشندوں کو اپنے ساتھ ملا لیا جس سے ان کی جمعیت پچاس ہزار تک پہنچ گئی۔ اب وہ قاہرہ کی طرف پلٹے۔ ترکوں نے نکل کر مقام کوم شریک میں کمین گاہیں بنائیں۔ اور ان میں چھپ رہے۔ جب ان کا جھنڈ سامنے آیا اس وقت نکل کر اچانک حملہ کر دیا۔ بہت سے شیدی مارے گئے، اور کچھ غرق ہوئے اور جو بچے وہ بھاگ نکلے۔

مستنصر کی والدہ علی الاعلان اپنی قوم کی طرفدار تھی۔ اس پر یہ ہزیمت نہایت شاق گزری۔ اس لئے اس نے شیدیوں کو ہر قسم کی مدد پہونچائی۔ وہ پھر ترکوں کے مقابلہ میں آگئے۔ مختلف مقامات پر فریقین میں لڑائیاں ہوئیں۔ آخر میں دونوں تھک کر بیٹھ رہے مگر دلوں میں عداوت بدستور مضمر رہی۔

ترکوں کی تعداد دن بدن بڑھتی گئی۔ اکثر امارتوں پر بھی وہ قابض ہو گئے اور ان کی تنخواہیں بجائے ۲۸ ہزار کے ۴ لاکھ دینار ماہانہ تک پہنچ گئیں۔ خلیفہ ادا کرنے سے قاصر رہا۔ انہوں نے تقاضوں سے اس کا ناک میں دم کر دیا۔ یہاں تک کہ ۴۵۷ھ میں پیدل بھاگ کر جامع عمرو بن عاص میں پناہ لی اور ارادہ کر لیا کہ سلطنت چھوڑ دے۔ لیکن ارکان دولت سمجھا بجھا کر واپس لائے۔

۴۵۹ھ میں ترکوں کی سختیاں اور بڑھ گئیں۔ خلیفہ کی والدہ نے شیدیوں کو

پھر ان کے مقابلہ میں اٹھایا۔ مقام جیزہ میں فریقین میں جنگ ہوئی جس کا سلسلہ عرصہ تک جاری رہا۔ آخر میں ترک غالب آگئے۔ ناصر الدولہ ان کو لئے ہوئے قاہرہ میں پہنچا اور خلیفہ سے سختی کے ساتھ پیش آیا۔

شیدیوں نے پھر پندرہ ہزار کی جمعیت فراہم کی اور ترکوں کے مقابلہ میں آگئے۔ ناصر الدولہ نے نہایت غضبناک ہو کر ان پر چڑھائی کی متعدد جنگوں کے بعد نتیجہ یہ ہوا کہ بالائی مصر شیدیوں کے ہاتھ میں رہا اور زیریں ناصر الدولہ کے متعلقہ وزراء اور امراء کے ساتھ مل کر اپنے نفوذ اور اقتدار کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن نہ کسی کی نگاہ میں اس کی وقعت تھی نہ کوئی اس کو خلافت یا سلطنت کا اہل سمجھتا تھا۔

مرکز میں ادھر یہ خلفشار تھا ادھر بدر جمالی نے شام میں اپنے استقلال کا اعلان کر دیا۔ اور امیر یمن صالحی جس نے فاطمی خطبہ جاری کیا تھا قتل کر دیا گیا جس کے بعد یمن میں پھر عباسی خطبہ پڑھا جانے لگا۔ مستنصر نے امیر الامراء محمود والی حلب کو لکھا کہ ترکوں کو نکال دے۔ اس نے جواب دیا کہ ترک مجھ سے زبردست ہیں وہ مجھ ہی کو نکال دیں گے۔ اس جواب سے خفا ہو کر بدر جمالی کو فرمان بھیجا کہ حلب پر قبضہ کرے اس نے یہ حکم پاتے ہی اس طرف دھاوا کر دیا۔

ناصر الدولہ شیدیوں کے مقابلہ میں بڑھا۔ انہوں نے بار بار اس کو شکستیں دیں۔ مگر آخر میں ہزیمت اٹھائی جس سے ان کی قوت ٹوٹ گئی۔ ناصر الدولہ قاہرہ میں آیا اور خلیفہ اور اس کی ماں کی شیدیوں کے حامی ہونے کی وجہ سے تحقیر

Marfat.com

شروع کی۔ ترکوں کی تنخواہیں نہیں ملی تھیں اس وجہ سے انہوں نے خلیفہ کو مجبور کیا کہ قصر کا سامان فروخت کرکے ادا کرے۔ چنانچہ سارے امتعہ وذخائر اس کو بیچنے پڑے جس کو خود انہیں ترکوں نے سستے دام تجویز کرکے لے لیا۔ یہاں تک کہ کتب خانہ سے کتابیں اور قبرستان سے قدیم خلفاء کی یادگاریں بھی اٹھالے گئے۔

مورخین نے ان ذخائر کی حیرت انگیز فہرستیں لکھی ہیں اور ان کی قیمتوں کا اندازہ کروروں دینار لگایا ہے۔

ناصرالدولہ چاہتا تھا کہ مستنصر کو تخت سے اتار دے لیکن اس کے لئے موقع نہیں پاتا تھا ۶۱ھ میں ایک دن ایوان وزارت سے نکلتے ہوئے کسی نے اس کو خنجر مارا۔ ضرب اوچھی پڑی تھی چند دنوں میں اچھا ہو گیا۔ اب اس نے مشہور کیا کہ یہ حملہ مستنصر کے اشارہ سے ہوا ہے اور علی الاعلان کہنے لگا کہ ایسا فاسق۔ فاجر۔ شراب خور شخص خلافت کے قابل نہیں۔

اس زمانہ میں شریف ابوطاہر علوی جس کو بدرجمالی نے شام سے نکال دیا تھا قاہرہ میں تھا۔ اس کے زہد وتقویٰ کے لوگ بہت قائل تھے۔ ناصرالدولہ نے اس کے ساتھ سازباز کیا۔ اور کہا کہ میں تم کو خلیفہ بنادوں گا۔ لیکن خطرہ صرف بدرجمالی سے ہے اگر تم جاکر اس کو کسی صورت سے قتل کردو تو معاملہ آسان ہے۔ شریف اس کے لئے تیار ہو گیا اور ایک شامی اور ایک عربی امیر کو بھی اپنے ساتھ شریک کرلیا۔ ناصرالدولہ نے ان تینوں کو چالیس ہزار دینار دے کر دمشق کی طرف رخصت کیا۔

Marfat.com

وہاں جاکر انہوں نے بہت سے لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ مگر بدر جمالی بیدار تھا
نے سب کو پکڑ لیا اور شریف مذکور کی کھال کھنچوالی۔

ناصر الدولہ پھر بھی مستنصر کی معزولی کی کوشش میں لگا رہا جب اس نے کو
چارہ کار نہ دیکھا تو مقابلہ کی کوشش کی۔ اور ناصر الدولہ کو لکھا کہ ہم نے جس قدر
تمہارے ساتھ احسانات کیے اسی قدر تمہاری ناشکری اور سرکشی بڑھتی گئی۔ تم
ہماری فوجوں کو مخالف بنا دیا۔ اور ہماری عداوت اور تحقیر میں کوئی کسر اٹھا نہ
رکھی۔ اس لئے ہمارا شہر چھوڑ دو۔ جو کچھ مال و متاع چاہو لے کر نکل جاؤ تم کو امان
اور اگر نہ نکلے تو سخت سے سخت سزا دی جائے گی۔

ایلدکز

مستنصر نے امیر ایلدکز کو جو ناصر الدولہ کا سخت دشمن تھا اپنے ساتھ م
کر لیا اور مغاربہ۔ بربر اور بعض عربی رؤسا اور ان کے قبائل کو بھی۔ اس طرح پر
کے پاس ایک جمعیت ہو گئی جس نے حمایت کی بیعت کی۔ ناصر الدولہ تاب مقاومت
نہ دیکھ کر قاہرہ سے نکلا اور جیزہ کی طرف چلا۔ خلیفہ کے حامیوں نے اس کا گھر لوٹ
لیا۔ اس کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور ہر طرف فتح کا اعلان کر
جس سے بقیہ تمام لوگ جمعیت میں شامل ہو گئے۔ ناصر الدولہ نے اسکندریہ
میں جا کر پناہ لی اور وہاں جا کر مستنصر کے خلاف نفرت پھیلانے لگا۔

اس زمانہ میں مصر سخت قحط میں مبتلا تھا اور متواتر پانچ سال سے پیہ

Marfat.com

نہیں ہوئی تھی جس کی وجہ سے فسطاط اور قاہرہ میں لوگ بھوکوں مرتے تھے ناصر الدولہ نے تنیسی مصر کا سارا غلہ فراہم کر لیا اور ایک قوی جماعت لے کر قاہرہ پر چڑھائی کی شدت قحط سے مستنصر فوج کا سامان نہ کر سکا۔ اور مجبور ہو گیا کہ شہر کا دروازہ کھول دے۔

ناصر الدولہ نے داخل ہو کر پھر اس کی تحقیر وتذلیل شروع کی۔ اور اپنے پرانے مطالبات کی وصولی کے لئے ایک آدمی اس کے پاس بھیجا۔ قحط اور ناداری اسے خلیفہ کا یہ حال تھا کہ قصر کبیر میں بوریا کے فرش پر ایک بوسیدہ چادر لپیٹے بیٹھا ہوا تھا۔ تین شیدی اس کی خدمت میں تھے جو تقریباً نیم برہنہ تھے۔ اس نے قاصد سے کہا کہ کیا ناصر الدولہ کے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ میں اس محل میں اس چٹائی پر ایسی حالت میں بیٹھا ہوا ہوں کہ نہ پہننے کو کپڑا میسر ہے نہ سد رمق کو کھانا۔ رقم کہاں سے لاؤں۔ فرستادہ رو پڑا۔ اور واپس جا کر ناصر الدولہ کو یہ کیفیت سنائی۔ اس کو بھی ترس آگیا اور اس نے خلیفہ کے گزارے کے لئے ایک رقم بھیجدی۔

۴۶۵ھ میں ایلدکز نے ناصر الدولہ کے ساتھ ظاہر میں مصالحت کرلی مگر باطن میں اس کے خون کا پیاسا رہا۔ چنانچہ اپنے ایک ہمراز کو لے کر ایک دن اس کے مکان پر گیا اور موقع پا کر اس پر تلوار کا وار کیا۔ وہ گھبرا کر حرم کی طرف بھاگا لیکن وار کاری پڑا تھا گر گیا۔ ان دونوں نے اس کا سر کاٹ لیا۔ اس کے بعد ایلدکز نے ایک آدمی کو بھیج کر اس کے بھائی فخر العرب کو بھی قتل کرادیا۔ جس سے مصر میں حمدانیوں کا چراغ گل ہو گیا۔ لیکن مستنصر کو اس سے کچھ فائدہ نہ پہنچا۔ کیونکہ

Marfat.com

ایلدگز کا استبداد ناصر الدولہ سے بھی سخت تھا۔ اس لئے اس نے مخفی طور پر بدر جمالی والی شام کو لکھا کہ تم آکر اس مصیبت سے مجھ کو رہائی دلاؤ۔

بدر جمالی

بدر جمالی ارمنی نژاد اور امیر جمال الدولہ کا زرخرید غلام اور اسی کی طرف منسوب تھا۔ چونکہ متعدد مواقع پر اس سے شہامت اور بسالت کے جوہر کا ظہور ہوا تھا اس وجہ سے امرائے خلافت میں امتیاز رکھتا تھا۔ خلیفہ نے شام کی ولایت اس کے سپرد کی تھی جس میں اس نے اپنے استقلال کا اعلان بھی کر دیا تھا۔ خط پہنچتے ہی اپنی منتخب سپاہ کو ساتھ لے کر مصر کی طرف آیا۔ ۲۹ جمادی الاولیٰ ۴۶۷ھ کو وہاں داخل ہو کر ترکی امراء کو قتل کیا اور ان کے محلات و اموال کو قبضہ میں لایا۔ پھر اسکندریہ میں جا کر مخالفین کو فنا کیا اور جہاں جہاں وہ بھاگے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر پکڑا۔ سارے ملک پر اس کا رعب غالب آگیا۔ خلیفہ نے اس کو ملکی اور فوجی دونوں وزارتوں کا عہدہ دیا اور بڑے بڑے خطابات بخشے۔

اس نے ہر طرف امن قائم کیا۔ کاشتکاروں اور فلاحوں کو جو مدت سے خستہ حال ہو رہے تھے اطمینان دلایا۔ جا بجا پلوں کی مرمت کرائی۔ مقیاس النیل کو درست کیا۔ تجارت کو فروغ دیا جس سے سارا ملک خوشحال ہو گیا۔

اور خلیفہ کی دینی عزت اور دنیاوی سطوت پھر قائم ہوگئی۔ یہاں تک کہ اہل مکہ نے اس کی بیعت کی اور اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگے۔ حالانکہ وہاں پانچ سال سے عباسی خطبہ رائج تھا۔

دمشق سے بدر جمالی کے چلے آنے کے بعد اقسز ترکمانی نے وہاں اپنی مستقل حکومت قائم کرلی اور اسی پر بس نہ کیا بلکہ بیس ہزار فوج لے کر مصر پر بھی چڑھائی کی اور قاہرہ کے متصل پہنچ گیا۔ بدر جمالی نے فوجوں کو مسلح کرکے اچانک پہنچ کر اس کو ایسی شکست دی کہ دمشق بھی ہاتھ سے چھین لیا۔

بدر جمالی کے حسن انتظام سے ملک میں آبادانی اور پیداوار میں ترقی ہوگئی۔ ۴۸۳ھ میں اس نے بندوبست کرایا۔ باوجود شرح لگان میں کمی کردینے کے ۳۱ لاکھ سالانہ دینار وصول ہونے لگے۔ حالانکہ اس سے پہلے فاطمیہ نے کبھی ۲۸ لاکھ سے زیادہ تحصیل نہیں کی تھی۔

اوائل ذی حجہ ۴۸۷ھ میں بیس سال امارت کرنے کے بعد اس نے مصر میں وفات پائی۔ اس کی شجاعت۔ سخاوت۔ رعایا پروری۔ علم اور علماء کی قدر افزائی اور سب سے بڑھ کر بیدار مغزی اور مخلوق کی بہی خواہی کی وجہ سے سب کے دلوں میں اس کا احترام تھا۔ اور لوگ اس کو احمد بن طولون کے درجہ کا امیر سمجھتے تھے۔

اسکندریہ کی جامع عطارین اسی کی تعمیر کردہ ہے۔ قاہرہ کی فصیل بھی

Marfat.com

اس نے از سر نو درست کرائی تھی۔ شعر سے بھی ذوق رکھتا تھا۔ اس کے دربار
بڑے بڑے شعراء تھے۔ جن میں سے علقمہ نے خاص طور پر شہرت حاصل کی
اس کے بعد اس کا بیٹا شاہنشاہ افضل امیر الجیوش ہوا۔ اس کو بھی وہی اختیار
دیئے گئے جو اس کے باپ کے تھے۔

وفات مستنصر

بدر جمالی کے انتقال کے چند روز بعد ۱۸ ذی الحجہ ۴۸۷ھ میں مستنصر
بھی وفات پائی۔ اسی سال کے آغاز میں بغداد کے ستائیسویں عباسی خلیفہ مقتدی
نے انتقال کیا تھا۔

وفات کے وقت مستنصر کی عمر ۶۷ سال تھی۔ جس میں سے پورے ۶۰ سال
اس نے خلافت میں گزارے تھے۔ مورخین لکھتے ہیں کہ خلافت کی اہلیت اس میں
مطلقاً نہ تھی نہ کسی کام کی صلاحیت رکھتا تھا۔ اس پر عیب یہ کہ کان کا کچا جو
سنتا صحیح سمجھتا۔ اسی وجہ سے اس کے خیر خواہ بہت کم لوگ تھے۔

جزیرۂ صقلیہ

اسی کے عہد میں جزیرۂ صقلیہ جو سلطنت فاطمیہ کا ایک بیش قیمت اور ز
صوبہ تھا مسلمانوں کے ہاتھ سے جاتا رہا۔

صقلیہ کو تیسری صدی ہجری کے آغاز میں زیادۃ اللہ اغلبی نے فتح کیا
تھا ان سے فاطمیہ کو ملا۔ مرکز خلافت سے بعید ہونے کی وجہ سے جو والی وہاں

یا جاتا وہ استقلال کا دعویٰ کر دیتا۔ اس جزیرہ میں فرنگی بھی تھے جو اپنے اہل
کو مسلمانوں کے خلاف حملوں کے لئے بلاتے رہتے تھے۔ والیوں میں انکی
ت کی طاقت نہ ہوتی تھی۔ اس وجہ سے وہاں ہمیشہ اضطراب رہتا تھا۔ خود
لمان بھی باہم متفق نہ تھے۔ بلکہ دو متضاد گروہ تھے۔ جو ایک دوسرے
سر پر خاش رہتے تھے۔ ان میں سے ایک جماعت کا رئیس ابو تمامہ تھا۔ اس نے
سرے فریق سے شکست کھا کر مقام کاتان میں جس پر سنہ ۳۷۲ھ میں فرنگیوں نے
ہ کر لیا تھا پناہ لی اور ان سے مدد کا خواستگار ہوا۔ وہ تو اسی دن کے آرزومند
ے فوراً تیار ہو گئے۔ دوسرے گروہ نے والیٔ قیروان معز بن بادیس سے مدد
ی۔ اس نے فوج بھیجی۔ لڑائی میں ابو تمامہ غالب آیا۔ مگر یہ غلبہ درحقیقت اس کے
ی فرانسیسی سپہ سالار روجراول کا تھا جس نے سارے جزیرہ پر قبضہ کر کے
ھ میں اپنی حکومت قائم کر لی۔ اور اسلامی حکومت کو اٹھا دیا۔

❖ ❖ ❖

Marfat.com

(۶) مستعلی باللہ

۴۸۷ھ سے ۴۹۵ھ تک

مستنصر نے تین بیٹے چھوڑے تھے۔ نزار۔ احمد اور اسماعیل ان میں سے نزار جو سب سے بڑا تھا شجاع اور تنومند تھا۔ اس کے ساتھ امراء کی ایک جماعت بھی تھی۔ لیکن امیر الجیوش افضل کے ساتھ اس کے تعلقات اچھے نہ تھے۔ ایک بار شہر کے دروازہ سے گزرتے ہوئے افضل سامنے آ گیا۔ اس نے ڈانٹ کر کہا کہ ارمنی گھوڑے سے اتر جا۔ اس وجہ سے افضل نے مستنصر کے مرنے کے بعد اس کے دوسرے بیٹے ابو القاسم کو احمد کو تخت نشین کرا کے امراء سے بیعت لے لی اور اس کا لقب مستعلی باللہ رکھا۔ نزار کو بھی بلایا کہ بیعت کرے۔ اس نے مخالفت کی اور کہا کہ میرا ہاتھ بھی کاٹ لیا جائے تب بھی میں بیعت نہیں کروں گا۔ میرے پاس خلیفہ کے قلم کا لکھا ہوا ولی عہدی کا فرمان موجود ہے۔ یہ کہہ کر فرمان لینے گیا۔ اس کے اعوان و انصار نے کہا کہ اب فرمان لے جا کر دکھانے سے بھی کچھ نہ ہوگا۔ اور یہ

ہ بلا تلوار کے نہیں کھلے گی۔ بہتر یہ ہے کہ ہم اسکندریہ نکل چلیں اور وہاں سے امان کر کے آئیں اور خلافت کریں۔ چنانچہ وہ امیر ابن مصال کو ساتھ لیے ہوئے یس بدل کر اسکندریہ کو نکل گیا۔ وہاں کا والی نصر الدولہ افتگین تھا جس کو جمالی نے امارت کے رتبہ پر پہونچایا تھا۔ رات کے وقت اس کے پاس گیا ر وزارت کی امید دلا کر اس کو اپنے ساتھ متفق کر لیا۔

افضل نے لشکر کشی کی۔ اسکندریہ کے باہر محرم سنہ ۴۸۸ھ میں مقابلہ ہوا۔ ضل ہزیمت اٹھا کر بھاگا۔ نزار ساحلی علاقوں پر قابض ہو گیا۔ افضل دوبارہ حملے کر گیا اور اسکندریہ میں محصور کر لیا۔ شدت محاصرہ سے تنگ آ کر ابن مصال ہ اپنے مال و منال کے مغرب کی طرف بھاگ گیا۔ نزار اور افتگین گرفتار ئے اور قاہرہ میں لا کر قتل کیے گئے۔

۱۷ صفر سنہ ۴۹۵ھ میں مستعلی نے قاہرہ میں وفات پائی۔ اسی کے عہد میں ل یورپ نے صلیبی جنگ شروع کی اور جوق جوق آ کر الجزیرہ اور شام پر قابض گئے۔ دولت فاطمیہ کے رقبہ میں بیت المقدس بھی تھا۔ ۲۲ شعبان سنہ ۴۹۲ھ چالیس دن کے محاصرہ کے بعد اس میں بھی داخل ہو گئے اور سارے مسلمانوں تیغ کر ڈالا۔ اس کے بعد مصر کی طرف بڑھے۔ امیر الجیوش نے سعد الدولہ کی قیادت ں ایک فوج بھیجی جس نے عسقلان کی فصیل کے نیچے شکست دے کر ان کا رخ مصر کی طرف سے پھیر دیا۔

Marfat.com

چونکہ جنگ صلیبی کا تعلق تاریخ مصر کے ساتھ مسلسل دو سو سال تک چلا جائے گا اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر اختصار کے ساتھ ان حملوں کی تفصیل بیان کر دی جائے تاکہ آئندہ واقعات سمجھنے میں آسانی ہو۔

حروب صلیبیہ

سلجوقیوں نے جب قونیہ میں اپنی سلطنت قائم کر لی اور ارض روم سے عیسائیوں کا تسلط اٹھا دیا اس وقت ایک فرانسیسی راہب بطرس نامی نے جو مقامات مقدسہ کی زیارت کو آیا تھا۔ پاپائے روم اربانس کے پاس جا کر فریاد کی۔ اسی وجہ سے یہ لڑائیاں جیسا کہ ہم حصہ پنجم میں لکھ چکے ہیں ارض مقدس آثار مسیح کی حفاظت کے نام سے یوروپین کلیسا نے دینی عداوت اور تعصب کی بنیاد پر مسلمانوں کے ساتھ شروع کیں جن کا سلسلہ سنہ ۴۹۰ھ سے سنہ ۶۹۰ھ پورے دو سو سال تک قائم رہا۔ اس مدت میں صلیبیوں کی آٹھ یورشیں ہوئیں۔

(۱) پہلی صلیبی فوج اگست سنہ ۱۰۹۶ء مطابق سنہ ۴۸۹ھ میں یورپ سے روانہ ہوئی جابجا لوٹ مار کرتی اور ہنگری اور بلغاریہ کے باشندوں سے لڑتی ہوئی بہزار خرابی ایشیائے کوچک میں پہنچی۔ وہاں سلطان قلیج ارسلان سلجوقی کی فوجوں نے ان سب کو ختم کر دیا۔

اس کی تباہی کی خبر سے یورپ میں کہرام مچ گیا۔ پاپائے روم اور راہبوں کی کوشش سے فرانس اور اطالیہ سے امرا اور شہزادوں کی قیادت میں متعدد فوجیں روانہ ہوئیں جن کی تعداد سات لاکھ سے کم نہ تھی۔ انہوں نے آکر انطاکیہ، رہا اور بیت المقدس کو فتح کر کے تین ریاستیں قائم کرلیں۔

(۲) دوسری یورش ۵۴۲ھ میں ہوئی جبکہ سلطان نورالدین زنگی نے صلیبیوں پر سخت حملے شروع کئے اور رہا کو جو ان کا ایک بڑا مستقر تھا فتح کرلیا۔ صلیبیوں پر اس کا ایسا رعب غالب آگیا کہ وہ مقابلے سے ہمت ہار بیٹھے۔ اور وجانیوس پاپائے روم کے پاس فریاد کی کہ اہل یورپ کو امداد کے لئے بھیجے۔ اس نے تمام یوروپین ممالک میں مذہبی جنگ کا اعلان کیا۔ چنانچہ اطالیہ۔ فرانس۔ جرمنی آسٹریا نیز انگلستان سے جوق جوق صلیبی فدائی جمع ہو کر روانہ ہوئے۔ شاہ فرانس لوئس سابع اور شاہ جرمنی کونراڈ بھی ساتھ تھے۔ بڑی بڑی مزاحمتوں کے بعد یہ لوگ قدس میں پہنچے اور زیارت کے بعد دمشق کی طرف چڑھائی کی لیکن سلطان نورالدین کے مقابلہ میں کچھ نہ کر سکے۔ اور سلسلہ وار جنگوں اور شکستوں میں مبتلا رہے۔

(۳) جب غازی نورالدین نے ۵۶۹ھ میں انتقال فرمایا اور سلطان صلاح الدین اس کی جگہ پر پوری قوت کے ساتھ صلیبیوں کے مقابلہ میں آگیا یہاں تک کہ ۵۸۳ھ میں بیت المقدس بھی لے لیا۔ اس وقت پاپائے روم اربانس

Marfat.com

ثالث نے پھر تمام یورپ میں شور مچایا اور استرداد قدس کے لئے عیسائیوں کو آمادہ کیا
اس زمانہ میں فرانس اور انگلستان میں جنگ قائم تھی مگر اس مذہبی جنگ
کے لئے دونوں نے باہم صلح کر لی اور بادشاہ فرانس فلپ آگسٹس اور بادشاہ
انگلستان رچرڈ شیر دل دونوں اپنی اپنی فوجیں لے کر بڑے ساز و سامان کے ساتھ
چلے۔ اسٹریا کا بادشاہ فریڈرک بھی جو دوسری یورش میں شامل تھا اپنے امرا اور
لشکر کو لے کر روانہ ہوا۔ بحری راستہ سے یہ لوگ فلسطین پہنچے۔ لیکن صلاح الدین
کا مقابلہ آسان نہ تھا۔ آخر کار مجبور ہو کر ۵۸۸ھ میں اس کے ساتھ صلح کر کے
واپس گئے۔

(۴) یورپ میں جب سلطان صلاح الدین کی وفات کی خبر پہنچی اور یہ بھی
معلوم ہوا کہ وہ اپنی سلطنت کو تین حصوں میں تقسیم کر گیا ہے اس وقت پاپائے
سلیسٹینوس ثالث نے موقع دیکھ کر پھر یورپین طاقتوں کو آمادہ کیا۔ انگلستان
اور فرانس کے بادشاہ تو باہمی جنگ کی وجہ سے مستعد نہ ہوئے لیکن شاہ
اسٹریا ہنری جو فریڈرک مذکور کا بیٹا تھا فوجیں لے کر چلا۔ راستہ میں سسلی کو فتح
کر کے خود وہیں رہ گیا اور لشکر قدس کی طرف بھیجدیا۔ یہاں صلاح الدین کے بیٹے
ملک عزیز اور اس کے بھائی سیف الدین عادل نے ان کو مغلوب رکھا یہانتک
کہ ۵۹۲ھ میں ہنری مذکور کی موت کی خبر آگئی اور یہ فوج واپس چلی گئی۔

(۵) ۵۹۵ھ میں اینوشانیسوس جس کی عمر ۳۳ سال تھی روم میں پاپائی گی

Marfat.com

سند پر آیا۔ اس نے نئے سرے سے دینی جہاد کا جوش پھیلایا اور تمام ملوک یورپ کے پاس قاصد بھیج کر قدس کو مسلمانوں سے واپس لینے کی ترغیب و تحریک دلائی تیوبلٹ کونٹ دی شمپانیا جو شاہ فرانس کا بھتیجا تھا اپنے ساتھ بہت سے امیروں اور فوجوں کو لے کر چلا۔ راستہ میں ان لوگوں نے زارا اور قسطنطنیہ کو فتح کر لیا اور رومیوں سے لڑتے رہے مسلمانوں کے مقابلہ میں نہیں پہنچ سکے جس پر کلیسا کی طرف سے مورد لعن وطعن ہوئے۔

(۶) ۱۲۱۰ھ میں جب شام میں صلیبیوں کا بادشاہ اعموری مر گیا تو انہوں نے شاہ فرانس فلپ آگسٹس سے امداد کی درخواست کی اس نے یوحنا بریانا کو وہاں کا بادشاہ بنا کر بھیجا۔ اور کلیسا کے ذریعہ سے تمام یورپ میں اعلان کر کے ایک مؤتمر منعقد کرائی جس میں ارض مقدس کے صلیبیوں کی امداد کی ترغیب و تحریک دلائی گئی۔ نوجوانوں کی ایک جماعت آمادہ ہوئی مگر جس وقت پاپائے روم کی برکتیں لے کر اور سینوں پر صلیبیں لگا کر جہاز پر سوار ہوئی تو ایک ہوائی طوفان آگیا جس سے اکثر غرق ہو گئے۔ بقیہ کچھ اپنے گھروں کو واپس گئے اور کچھ اطالیہ میں رہ گئے اور وہیں کھیتی کرنے لگے۔

۱۲۱۳ھ میں پھر کلیسا کی طرف سے پکار ہوئی۔ اس وقت ایک بڑی جمعیت شاہ ہنگری اندراوس ثانی کی معیت میں ارض مقدس کی طرف چلی۔ ان کے ساتھ ہو کر اول شاہ سسلی بھی فوجیں لے کر روانہ ہوئے۔

Marfat.com

ملک عادل نے ان کے مقابلہ کے لئے نابلس پر مورچہ بندی کی تھی مگر ان کی تعداد و قوت اس قدر زیادہ تھی کہ وہ مدافعت نہ کر سکا۔ انہوں نے بہت سے شہروں کو فتح کر لیا۔ پھر مصر کی طرف بڑھے اور دمیاط کا محاصرہ کیا۔ ستر ہزار سوار تھے اور چار لاکھ پیدل۔ ۶ ماہ ۲۲ دن کے بعد اس میں داخل ہوئے۔

اسی دوران میں ملک عادل نے وفات پائی اور اس کا بیٹا ملک کامل تخت نشین ہوا۔ اس نے دمیاط سے ان کو نکالا۔

اس اثناء میں ایوبی امراء میں باہمی نزاعیں واقع ہو گئیں جن کی وجہ سے صلیبی صلحاً بیت المقدس پر قابض ہو گئے۔ ۶۳۷ھ میں ملک ناصر والی کرک نے آکر ان کو پھر وہاں سے نکالا۔

(۷) استرجاع قدس کی خبر سے یورپ میں پھر ہیجان پیدا ہوا۔ لیکن اس زمانہ میں چنگیز خاں کے حملوں کی وجہ سے جن کے شعلے آسٹریا اور ہنگری تک پہنچ گئے تھے یوروپین سلطنتیں اپنی اپنی حفاظت میں مشغول تھیں۔ جب وہ خوف جاتا رہا تو ۶۴۲ھ میں شاہ فرانس لوئس تاسع اپنے امراء کے ساتھ ایک عظیم الشان فوج لے کر روانہ ہوا۔ قبرص ہوتے ہوئے مصر کے سواحل پر آیا اور دمیاط پر پہنچ کر اس کو فتح کر لیا۔ ملک صالح نجم الدین جو بیمار تھا مدافعت کے لئے آیا لیکن انتقال کر گیا۔ اس کی بیوی شجرۃ الدر نے اس کی موت کو مخفی رکھا یہاں تک کہ اس کا بیٹا ملک معظم حصن کیفا سے آکر تخت نشین ہوا۔ اس نے صلیبیوں کو

Marfat.com

دمیاط سے نکالا۔ اس جنگ میں ممالیک بحریہ نے نمایاں کام کئے۔ تیس ہزار صلیبیوں کو قتل کر ڈالا۔ اور شاہ لوئس کو بھی پکڑ لیا اور قید کر دیا۔

ملک معظم کے بعد جب شجرۃ الدر تخت پر بیٹھی تو اس نے شاہ مذکور سے ۸ لاکھ دینار فدیہ لے کر رہا کر دیا۔ وہ عکا میں چلا گیا

۶۴۷ھ میں ناصر الدین یوسف ایوبی والی دمشق اور معز جاشنگیر سلطان مصر میں جب صلیبیوں کے مقابلہ کے لیئے باہمی اتحاد کا عہد و پیمان ہوا اس وقت لوئس مذکور نے یورپ سے کمک کی درخواست کی۔ مگر کوئی جواب نہ آیا۔ اسی اثنا میں اس کی والدہ ملکہ بلانشا جو اس کی عدم موجودگی میں فرانس کی حکمراں تھی انتقال کر گئی۔ اس وجہ سے وہ فرانسیسیوں کو لے کر واپس چلا گیا تاکہ اپنے ملک کی حکومت سنبھالے۔

(۸) ۶۵۹ھ میں جب ایک طرف رومیوں نے ان صلیبیوں کو جو پانچویں یورش میں قسطنطنیہ پر قابض ہو گئے تھے اپنے سردار میخائیل کی قیادت میں مار مار کر نکال دیا۔ اور دوسری طرف بیبرس بندقداری کے بے پناہ حملوں سے ارض مقدس کے صلیبی عاجز اور مغلوب ہو گئے اور اکثر شہر ان کے قبضہ سے نکل گئے اس وقت شاہ فرانس لوئس تاسع پھر لشکر لے کر آیا اور بجائے ارض مقدس کے افریقہ میں اتر کر تونس کا محاصرہ کر لیا۔ اسی میں وفات پا گیا۔ بادشاہ سسلی کارلوس بھی فوجیں لے کر اس کی کمک کے لیئے آگیا تھا۔

Marfat.com

سلطان تونس نے کچھ رقم دے کر ان کے ساتھ صلح کرلی جس کے بعد یہ لوگ واپس چلے گئے۔

شام کے صلیبی جو سلطان بیبرس کے ہاتھ سے بچ رہے تھے ان طرابلس شام والوں کو ملک منصور قلاؤن الفی نے ۶۸۸ھ میں اور آخری جماعت کو جو عکا میں رہ گئی تھی اس کے بیٹے ملک اشرف خلیل نے ۶۹۰ھ نکال دیا اور ارض مقدس کو دو سو سال کے بعد ان سے بالکل خالی کرالیا۔

* * *

Marfat.com

(۷) آمر باحکام اللہ

۴۹۵ھ سے ۵۲۴ھ تک

مستعلی کے بعد اس کا بیٹا ابو علی منصور آمر کے لقب سے خلیفہ ہوا اسی سال صلیبیوں نے عکا پر قبضہ کیا پھر طرابلس اور شام لے لیا۔ اس کے بعد سلسلہ وار سات سال تک یکے بعد دیگرے شام اور فلسطین کے شہروں پر قبضہ کرتے رہے۔ اور رہا۔ انطاکیہ اور بیت المقدس تین مستقل ریاستیں قائم کرلیں خلیفہ فاطمی بھی خلیفہ عباسی کی طرح خاموش بیٹھا مسلمانوں کے قتل و غارت اور تباہی و بربادی کا تماشا دیکھتا رہا۔ اور سوائے ایک دو بار کے جو صرف مصر کی حفاظت کے لئے تھی کبھی ان کی مدافعت کا خیال نہ کیا۔

اواخر ۵۱۱ھ میں شاہ بالڈوین قدس سے ایک بڑی جمعیت لے کر فتح مصر کے لئے روانہ ہوا۔ اور فرما میں پہنچ کر وہاں کے باشندوں کو ذبح کر ڈالا۔ ان کے مکانات لوٹ لئے اور مسجدوں میں آگ لگادی۔ آمر عیش پرستی میں منہمک تھا

Marfat.com

کوئی مقابلہ نہ کیا مگر بالڈوین خود بیمار ہوکر واپس چلا گیا اور راستہ ہی میں مر گیا۔

رمضان ۵۱۵ھ میں آمر نے امیر الجیوش افضل کو قتل کرا دیا۔ چالیس دن تک اس کے گھر کا مال و متاع خچروں پر خلیفہ کے محل میں منتقل ہوتا رہا اس کی اولاد بھی قید کر دی گئی۔

افضل کے بعد ابن بطائحی وزیر مقرر ہوا۔

ادھر یہ اضطرابات تھے ادھر باطنیوں نے موقع پاکر اپنی قوت بڑھالی اور شام میں بڑے بڑے قلعے بنا لئے جو امیر یا والی ذرا بھی ان کے خلاف حرکت کرتا باطنی فدائی پہنچ کر بے دریغ اس کو قتل کر دیتے مجبوراً لوگ ان کو رضامند رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ اسی جماعت کے ایک شخص نے ۲ ذیقعدہ ۵۲۴ھ میں آمر کو قتل کر دیا۔

آمر نہایت بدتدبیر اور عیاش تھا۔ نہ مہمات سلطنت کی اس کو خبر تھی نہ ان کو انجام دینے کی لیاقت رکھتا تھا۔ امیر افضل امیر الجیوش اگر نہ ہوتا تو صلیبی مصر کو فتح کر لیتے۔ نادانی سے اس کو بھی خدام قصر کی شکایت پر قتل کرا دیا۔

٭ ٭ ٭

(۸) حافظ لدین اللہ

۵۲۴ھ سے ۵۴۴ھ تک

آمر نے کوئی نرینہ اولاد نہیں چھوڑی تھی۔ لیکن اس کی بیوی حاملہ تھی اس وجہ سے انتظار کیا گیا کہ شاید بیٹا ہو مگر لڑکی پیدا ہوئی اس لئے خاندان فاطمی میں سے اس کا چچازاد بھائی عبدالمجید حافظ لدین اللہ کے لقب سے خلیفہ بنایا گیا۔ اس نے افضل کے بیٹے احمد کو وزیر مقرر کیا۔ مخالفین نے اس کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد ایک شخص بہرام نامی وزارت پر بلایا گیا وہ بھی ۵۳۳ھ میں مقتول ہوا۔

صلیبیوں کی طرف سے اس زمانہ میں اہل مصر مطمئن تھے کیونکہ ان کو سلطان نورالدین زنگی کے پیہم حملوں سے مصر کی طرف نگاہ اٹھانے کی بھی فرصت نہ تھی۔ لیکن مغرب سے ایک اس سے بھی بڑا خطرہ رونما ہوا۔ وہ یہ تھا کہ روجر ثانی فرمانروائے سسلی نے ڈھائی سو جنگی کشتیاں لے کر افریقہ پر حملہ کیا۔ پہلے برقہ پر فوجیں اتاریں وہاں مسلمانوں کو قتل کیا اور ان کی عورتوں اور بچوں کو پکڑ لیا۔ پھر ۵۴۱ھ

میں طرابلس غرب پر قابض ہوگیا۔ اس کے دو سال کے بعد مہدیہ پر جو خلا
فاطمیہ کا عہد اور اولین مرکز تھا تسلط کر لیا۔ وہاں سے اسکندریہ کی طرف
اہل مصر نہایت خوفزدہ تھے۔ مگر خود سسلی پر رومیوں کے حملہ کی وجہ سے
چلا گیا۔

۵۴۴ھ میں ۸۱ سال کی عمر میں حافظ الدین اللہ نے انتقال ک
سال کی عمر میں خلیفہ ہوا تھا۔ بجز دستخط کر لینے کے خلافت کی اور کوئی
اس میں نہ تھی۔

اس کو اکثر درد قولنج کا دورہ ہوا کرتا تھا موسیٰ طبیب نے سات دھا
مرکب کر کے ایک طبل تیار کیا جس پر ساتوں ستاروں کے نقوش بنا
بجانے سے ریاح خارج ہوتے اور درد جاتا رہتا۔

خزانہ خلافت میں یہ طبل محفوظ تھا۔ صلاح الدین کے زمانہ میں کسی
نے اس پر ہاتھ رکھا اور ریح خارج ہو گئی۔ شرما کر اس کو توڑ ڈالا۔ لوگو
جب دیکھا تو اس کے ضائع ہونے پر افسوس کیا۔ کیونکہ یہ طبل فن طب کا ایک
کرشمہ سمجھا جاتا تھا۔

❖ ❖ ❖

Marfat.com

(۹) ظافر بامر اللہ

۵۴۴ھ سے ۵۴۹ھ تک

حافظ کے بعد اس کا سب سے چھوٹا بیٹا ابو المنصور اسماعیل ظافر بامر اللہ کے لقب سے خلیفہ بنایا گیا۔ اس کی عمر اس وقت ۱۷ سال تھی۔ امور سلطنت سے کوئی سروکار نہیں رکھتا تھا اور دن رات لہو و لعب شہوات میں منہمک۔ آغاز عہد ہی میں وزیر بھی مر گیا اور دوسرا وزیر امراء کے باہمی اختلاف کی وجہ سے مقرر نہ ہو سکا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سارا نظام ابتر ہو گیا۔

۵۴۸ھ میں صلیبیوں نے بڑھ کر عسقلان کو فتح کر لیا اور مغرب سے روجر ثانی پھر ایک جنگی بیڑہ لے کر پہنچا۔ شہر تانیس میں آگ لگا دی۔ فرما کو تاخت و تاراج کیا۔ اور بے شمار مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر واپس گیا۔

اب عباس وزیر مقرر کیا گیا۔ اس کا بیٹا نصر جو نہایت درجہ حسین تھا خلوت اور جلوت میں ظافر کے ساتھ رہتا تھا جس کی وجہ سے لوگ اس کو متہم کرنے لگے۔

Marfat.com

اس داغ کو مٹانے کے لئے وزیر زادہ نے اپنے باپ کے اشارہ سے مغنی ظافر کو وسط محرم ۵۴۹ھ میں اپنے گھر دعوت کے لئے بلا کر ذبح کر کے دبا دیا کر دیا۔

عباس دوسرے دن حسب معمول خلیفہ کو سلام کرنے کے لئے قصر پہنچا۔ جب وہ نہ ملا تو تلاش شروع کی اور اس کے دونوں بھائیوں جبریل یوسف کو بلا کر پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ ہم کو کچھ علم نہیں۔ عباس نے اپنے جرم کو چھپانے کے لئے انہیں دونوں پر خلیفہ کے قتل کا الزام رکھ کر اسی ان دونوں کے سر کٹوا دیئے۔

٭ ٭ ٭

Marfat.com

(۱۰) فائز بنصر اللہ

۵۴۹ھ سے ۵۵۶ھ تک

عباس نے ظافر کے بیٹے فائز کو جس کی عمر اس وقت پانچ سال سے
تھی اپنے کندھے پر اٹھا لیا اور امراء اور خدام سے مخاطب ہو کر کہا کہ خلیفہ کو
کے دونوں بھائیوں نے مارا تھا جو قصاص میں قتل کئے گئے۔ اب ہمارا فرض
ہے کہ اپنے اس کم سن آقازادہ کو امام بنائیں اور اخلاص کے ساتھ اس کی اطاعت
۔ حاضرین نے اس زور سے "بسر و چشم" کا نعرہ لگایا کہ خلیفہ نے سہم کر وزیر کے
کندھے کو تر کر دیا۔ اس کے دل و دماغ میں بھی خلل پڑ گیا۔ جس کی وجہ سے مسلسل
اور اختلاج کے دورے ہونے لگے۔

عباس خوش تھا کہ ایک بچہ کو تخت پر بٹھا کر وہ سلطنت کا مالک بن گیا
اہل قصر کو اصل حقیقت کی خبر لگ گئی اور وہ انتقام کی فکر کرنے لگے۔

صالح طائع بن رزیک ارمنی والی منیتہ الخصیب جو نہایت غالی

شیعہ اور ظافر کے خاص معتمدین میں سے تھا اس زمانہ میں نجف اور کربلا کی زیارت کو گیا ہوا تھا۔ حرم نے یہ کیفیت اس کو لکھی اور مدد چاہی۔ وہ اپنے ساتھیوں کے مشورہ سے اعراب کی ایک جمعیت ساتھ لے کر سیاہ ماتمی لباس پہنے ہوئے مصر آیا۔ امرار سلطنت سب اس کے استقبال کے لئے حاضر ہوئے۔ عباس مع اپنے بیٹے کے عسقلان کی طرف بھاگا۔

صالح نے قاہرہ میں داخل ہو کر وزیر کے گھر میں سے ظافر اور اس کے ساتھیوں کی نعشیں نکلوائیں اور ان کو تربت زعفران میں دفن کرایا۔ اس کے بعد مسند وزارت میں بیٹھ کر ملکی انتظامات میں مصروف ہوا۔

ظافر کی بہن نے عسقلان کے صلیبیوں کو ایک کثیر رقم کا وعدہ دے کر لکھا کہ جس طرح ہو سکے عباس اور اس کے بیٹے کو پکڑ کر بھیجدیں۔ انہوں نے گھیر کر عباس کو لوٹ لیا اور قتل کر ڈالا۔ اور نصر کو پکڑ کر مصر لائے اور موعودہ رقم لیکر اس کو خدام کے حوالہ کیا۔ جنہوں نے ہر قسم کی سزائیں دے کر مار ڈالا اور جثہ کو سولی پر لٹکا دیا۔ پھر ۵۵۱ھ میں عین عاشورہ کے دن اس کی ہڈیاں جلائیں۔

فائز ۵۵۶ھ میں مرگیا۔ اس کے زمانہ میں مصر زوال اضمحلال کی انتہائی حد پر پہنچ گیا تھا۔ چنانچہ ہر سال صلیبیوں کو ایک بڑی رقم اس لئے بھیجنی پڑتی تھی کہ وہ مصر پر چڑھائی نہ کریں۔

٭ ٭ ٭

Marfat.com

(۱۱) عاضد لدین اللہ

(۵۵۶ھ سے ۵۶۷ھ تک)

فائز کی وفات کے بعد صالح نے فاطمی خاندان کے ایک سن رسیدہ
کو خلافت کے قابل سمجھ کر اس کی بیعت کا ارادہ کیا۔ مگر کسی خیر خواہ نے
کے کان میں کہا کہ پہلے وزراء تم سے زیادہ عاقل تھے جو بچوں کو خلیفہ بنا کر
ور سلطنت کے متولی بن جاتے تھے۔ یہ سن کر اس نے حافظ لدین اللہ
یک نابالغ پوتے عبداللہ کو عاضد کا لقب دے کر خلیفہ بنا دیا۔ اور مہمات
نت پر بلا شرکت غیرے قابض ہو گیا۔ مزید تقریب کے لئے اپنی بیٹی بھی
کے ساتھ بیاہ دی اور رخصتی کے وقت بیش قیمت جہیز اس کو دیا۔

تل صالح

صالح کے استبداد سے لوگ تنگ آ گئے۔ خاص کر خلیفہ کی پھوپی

Marfat.com

اس لئے اس نے اپنے چند غلاموں کو بھیجا جو قصر کی دہلیز میں چھپے رہے۔ جب وہ نکلنے لگا تو خنجر سے اس کا شکم چاک کر دیا لوگ اس کو اٹھا کر اس کے گھر لے گئے جہاں وہ ۱۹ رمضان ۵۵۶ھ میں مرگیا۔ مگر مرنے سے پہلے خود خلیفہ کے حکم سے اس کی پھوپی سے اپنا انتقام لے لیا۔

یہ شخص فاضل۔ شجاع۔ سخی۔ اور مدبر تھا۔ فرائض شرعیہ کا پابند لیکن شیعیت میں غلو رکھتا تھا۔ حضرت علی کی خلافت بلافصل پر علماء و فقہاء سے مناظرے کئے اور ایک کتاب بھی لکھی جس کا نام رکھا "الاعتماد فی الرد علی اهل العناد" شعر بھی کہتا تھا۔

مشہد حسینؓ

اسی کے زمانہ میں مشہد حسین تعمیر کیا گیا۔ صورت یہ ہوئی کہ افضل امیر الجیوش جب شام کی مہم پر گیا تھا اس کو معلوم ہوا کہ عسقلان میں امام حسینؓ کا سر مدفون ہے اس نے اس مدفن پر ایک قبہ تعمیر کرا دیا۔ صالح نے اپنے عہد میں چاہا کہ اس کو مصر میں لائے۔ اس کے لئے قاہرہ کی فصیل کے باہر ایک مدفن اور جامع تیار کرائی۔ لیکن خلیفہ نے اس اثر شریف کو شہر کے باہر رکھنا گوارا نہ کیا۔ بلکہ اپنے قصر زمرد میں ایک جگہ اس کے لئے مخصوص کی۔ وہیں مشہد بنایا گیا جس میں عسقلان سے خاک منتقل کی گئی۔

Marfat.com

صالح طائع کے بعد اس کا بیٹا محی الدین وزیر ہوا۔ جس کو خلیفہ نے ملک
کا خطاب دیا مگر وہ زیادہ عرصہ تک نہیں رہ سکا اور اس کی جگہ شاور نے لی۔
کے پروردوں کی ایک جماعت تھی جس کا سرغنہ ضرغام تھا اس نے اپنے
ں کو متفق کر کے چاہا کہ اس کی جگہ لے لے۔ رمضان ۵۵۸ھ میں اس کے
حملہ کیا۔ شاور کا بڑا بیٹا مارا گیا۔ مگر وہ خود بچ کر شام کی طرف نکل گیا اور
م نے وزارت حاصل کر لی۔

ـنام

ضرغام میں عقل۔ شجاعت۔ کرم شیریں بیانی اور حسن صورت جملہ
یں تھیں لیکن ایک عیب یہ تھا کہ جو شکایت کسی کی سنتا اس پر فوراً یقین
یا۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد کسی کے ذریعہ اس کو یہ خبر ملی کہ امراء پھر شاور
ارت پر بلانے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ اس بنیاد پر اس نے جملہ امراء کو جن کی
د ۷۰ تھی اپنے گھر میں بلا کر قتل کرا دیا۔ ان رجال دولت کے خاتمہ سے
یں بیحد اضمحلال پیدا ہو گیا۔ چنانچہ صلیبیوں نے چڑھائی کر دی۔ ضرغام
اپنے بھائی ہمام کو مقابلہ کے لئے بھیجا وہ شکست کھا کر بحال تباہ قاہرہ
ں آگیا۔ اور صلیبی بلبیس کے قلعہ پر قابض ہو گئے۔

ـد الدین شیر کوہ

شاور مصر سے سلطان نورالدین کے پاس پہنچا جس وقت صلیبیوں کے

مقابلہ میں سرگرم جہاد تھا - اور جملہ سلاطین و ملوک اسلام میں قوت و شوکت میں سربلند - اور اس سے مدد کا طالب ہوا - اس نے مصر کو زیر بار احسان رکھنے کے لئے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور اپنے امراء میں سے ایک خاص معتمد اسد الدین شیر کوہ کو فوج لے کر اس کے ساتھ روانہ کیا۔

شیر کوہ کرد کے قبیلہ رواویہ سے تھا جن کی سکونت در بند ناحیہ آذربیجان میں تھی۔ اس نے اور اس کے بھائی نجم الدین ایوب نے سلطان نورالدین کے ہمراہ صلیبیوں کے مقابلہ میں ایسی شجاعت۔ بسالت اور جنگی لیاقت کا اظہار کیا تھا جس سے سلطان کے دل میں ان کی خاص وقعت ہو گئی تھی۔

صلاح الدین

یوسف صلاح الدین پسر نجم الدین ایوب بھی اپنے چچا کے ہمراہ چلا اس کا باپ بوجہ نوعمری کے اس کو بھیجنے پر رضامند نہ تھا لیکن تقدیر یوسف صدیقؑ کی طرح اس کو کھینچ کر لے گئی کہ عزیز مصر بنا دے۔

اس کی ولادت قلعہ تکریت میں ۵۳۲ھ میں ہوئی تھی۔ یہی وہ نوجوان ہے جو آگے چل کر سلطان صلاح الدین ایوبی فاتح جنگ صلیبی کے لقب سے مشہور ہوا اور جس کے کارنامے اسلامی تاریخ کے اوراق کے زیب و زینت بنے۔

۲۹ جمادی الاول ۵۵۹ھ کو یہ لوگ مصر میں داخل ہوئے۔ ضرغام مقابلہ میں مارا گیا - اور شاور پھر وزارت پر آیا - اس نے ایک ثلث مصر کا خراج

طان نورالدین کے پاس اس کے احسان کے معاوضہ میں بھیجا۔ مگر سلطان کی
ن یہ نہ تھی وہ چاہتا تھا کہ فاطمی سلطنت پر جو انتہائی ضعف کو پہونچ چکی ہے
قابض ہو جائے۔ اس بارہ میں شیرکوہ کو لکھا۔ اس نے شاور سے مشورہ کیا
دونوں مخفی طور پر باہم متفق ہوئے کہ سلطانی قبضہ کا اعلان کر دیں۔ لیکن پھر
سلطان نے شاور کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ وہ شیرکوہ اور اس کے مٹھی بھر ساتھیوں
مصر سے نکال سکتا ہے اور نورالدین وہاں پہنچ نہیں سکتا۔ پھر کیوں ملک
کے حوالہ کرے۔ یہ سوچ کر صلیبیوں کو لکھا کہ تم فوج لے کر آؤ اور شیرکوہ کو
مصر سے نکالنے میں میری مدد کرو ورنہ اگر مصر نورالدین کے قبضہ میں چلا گیا تو
تمہاری بھی خیر نہیں۔ اس کے علاوہ ان کو بہت کچھ مال و متاع دینے کا بھی
وعدہ کیا۔

صلیبیوں نے جمعیت کثیر فراہم کر کے کوچ کیا۔ سلطان نورالدین کو جب اس
کا علم ہوا تو فوجیں لے کر ان کے شہروں پر حملہ آور ہوا تاکہ وہ مصر کی طرف نہ جا سکیں
لیکن وہ نہیں رک سکے۔ کیونکہ مصر کا نورالدین کے قبضہ میں چلا جانا ان کے لیے بہت
خطرہ تھا۔ علاوہ بریں یہ بھی امید رکھتے تھے کہ شاید اس نادر موقع پر مصر کو فتح
کریں۔

شیرکوہ اطلاع پا کر بلبیس کے قلعہ میں جہاں سے صلیبیوں کو نکالا تھا
جا کر قلعہ گیر ہو گیا۔ شاور نے صلیبیوں کو ساتھ لے کر محاصرہ کیا۔ باوجود اس کے

Marfat.com

کہ اس کی فصیلیں بلند نہ تھیں اور روزانہ صبح و شام کو نکل کر وہ مقابلہ بھی کرتا تھا۔ مگر تین مہینے گزر گئے اور یہ لوگ اس کا کچھ نہ کر سکے۔

اس درمیان میں نورالدین نے شام میں صلیبیوں کو شکستیں دیں۔ اور قلعہ حارم پر بھی جوان کا خاص مامن تھا قبضہ کرلیا۔ جب یہ خبریں مصر پہنچیں تو صلیبیوں نے گھبرا کر اپنے گھر کی حفاظت کے لئے مصر سے واپسی کا ارادہ کیا۔ شیر کوہ کو لکھا کہ اگر تم یہاں سے چلے جاؤ تو ہم محاصرہ اٹھالیں۔ وہ واقعات سے بے خبر اور قلت ذخیرہ سے تنگ تھا۔ راضی ہوگیا۔ اور مصر کو چھوڑ کر نورالدین کے پاس چلا آیا۔

وہاں ۵۶۲ھ تک رہا۔ لیکن مصر کا خیال اس کے دل کو چین نہ لینے دیتا تھا آخر کار اس نے منتخب بہادروں کی ایک فوج مرتب کر کے سلطان سے مصر کی اجازت چاہی۔ وہ راضی نہ تھا مگر اس کے وفور شوق سے مجبور ہو کر روانگی دی اور چند امیروں کو بھی ساتھ کر دیا۔ اس کل جماعت کی تعداد دو ہزار سوار تھی۔

شاور نے اس کی اطلاع پاکر پھر صلیبیوں کو بلایا وہ یلغار کرتے ہوئے پہونچے۔ شیر کوہ آب نیل سے اتر کر بالائی مصر میں پہنچ چکا تھا۔ اس کے پیچھے مصری اور صلیبی لشکر دریا کی طرح موجیں مارتے ہوئے چلے۔

شیر کوہ نے دیکھا کہ میری جمعیت قلیل اور غریب الدیار ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ان کے دل چھوٹ جائیں۔ اس لئے سب کے سب کو جمع کر کے مشورہ لیا۔ بعضوں نے

کہا کہ یہاں اگر ہم شکست کھا گئے اور ظن غالب یہی ہے تو ہمارے لئے کوئی صورت پناہ کی نہ ہوگی اور اس ملک کے عامی اور لشکری اور بازاری و فلاح سب کے سب چن چن کر ہم کو قتل کر ڈالیں گے ایک بھی بچ کر گھر نہ جاسکے گا۔

یہ سن کر نور الدین کے ممالیک میں سے ایک شخص شرف الدین برغش نامی کھڑا ہوا اور بولا کہ جو قتل یا قید سے ڈرتا ہے وہ فوج میں کیوں شامل ہوتا ہے چاہیئے کہ بیوی کے ساتھ گھر میں بیٹھے۔ یاد رکھئے کہ اگر یہاں سے بلا جنگ یا غلبہ حاصل کئے ہم واپس گئے تو نور الدین ہماری تنخواہیں بند اور جاگیریں ضبط کرے گا اور کہے گا کہ تم مسلمانوں کا مال کھاتے ہو اور ان کے دشمنوں سے بھاگتے ہو۔ مصر کو کیوں کفار کے حوالہ کر آئے اس کا کوئی جواب ہمارے پاس نہ ہوگا۔

صلاح الدین نے بھی اس کی تائید کی۔ اور کہا کہ اب سوائے جنگ کے اور کوئی سبیل نہیں۔ شیرکوہ نے کہا یہی رائے صحیح ہے اور میں اسی پر عمل کروں گا۔ چنانچہ مقابلہ کے لئے صف آرائی کی۔ اور اپنی جنگی مہارت اس درجہ کام میں لاکر ایسی بے جگری اور تدابیر کے ساتھ لڑا کہ ایک ساتھ دونوں فوجوں کو شکست دی اور کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ میمنہ پر خود تھا اور قلب میں صلاح الدین کو رکھتا تھا۔

شیرکوہ کے اس عجیب کارنامہ پر مورخین انگشت بدنداں ہیں کہ کس طرح اس نے صرف دو ہزار سواروں سے ساری مصری اور فرنگی طاقت کو چند گھنٹوں

ہیں توڑ دیا۔

اس فتح سے وہ صعید سے اسکندریہ تک قابض ہو گیا۔ وہاں اپنے بھتیجے صلاح الدین کو متعین کیا اور خود بالائی مصر کا خراج تحصیل کرنے لگا۔

ہزیمت خوردہ جماعت نے پھر اپنا ساز و سامان درست کر کے اسکندریہ پر چڑھائی کی اور صلاح الدین کو محصور کر لیا۔ شدت محاصرہ اور قلت رسد کی وجہ سے اس پر ایسی سختی گزر گئی جس کو وہ زندگی بھر نہیں بھولا۔

جب شیرکوہ مقابلہ کے لیئے پہنچا اس وقت مصالحت کی گفتگو شروع ہوئی طے یہ پایا کہ جو کچھ اس نے وصول کر لیا ہے اس کے علاوہ پچاس ہزار دینار اور لے اور اپنی فوج کو لے کر مصر سے چلا جائے۔ شیرکوہ نے منظور کیا بشرطیکہ صلیبی یہاں سے واپس جائیں اور مصر کے ایک گاؤں پر بھی قبضہ نہ کریں۔

شیرکوہ اسکندریہ کو مصریوں کے حوالہ کر کے ذیقعدہ ۵۶۲ھ کو واپس چلا گیا۔ لیکن صلیبیوں نے قاہرہ میں اپنا شحنہ اور سواروں کا ایک دستہ چھوڑا کہ اگر نور الدین کوئی فوج بھیجے تو وہ شہر کی حفاظت کر سکیں۔

اس شحنہ اور اس کی فوج نے اہل قاہرہ پر سخت ظلم و ستم ڈھائے دو سال کے بعد جب دیکھا کہ یہاں کوئی طاقت نہیں ہے شام میں اپنے بادشاہ اموری کو دعوت دی کہ آ کر مصر پر قبضہ کرے۔ صلیبی امراء نے اس پر خوشی کا اظہار کیا۔

Marfat.com

اموری اگرچہ دلیر اور خوں ریز تھا لیکن مدبر بھی تھا۔ کہنے لگا کہ ہمارا مصر کی طرف چلنا مناسب نہیں۔ کیونکہ وہاں کے لوگ ملک کو ہمارے حوالہ نہ کریں گے۔ اور جنگ کے لیئے آمادہ ہو جائیں گے بلکہ یقین ہے کہ نورالدین کو بلائیں گے اس صورت میں اگر شیرکوہ کو اس نے مصر بھیجدیا اور خود شام پر چڑھائی کی تو سوائے جلا وطنی کے ہمارے لیئے کوئی سبیل نہ رہے گی۔ لیکن صلیبی امرا نے اس کی بات نہ مانی اور کہا کہ جب تک نورالدین تیاری کرے گا اس وقت تک ہم مصر پر قبضہ کر چکیں گے۔

اسی اثنا میں مصر کے بعض ارکان دولت کے بھی اس کے پاس خطوط پہنچے کہ ہم تمہاری مدد کریں گے۔ اس وجہ سے وہ قوی دل ہو کر روانہ ہوا اور مصر پہنچ کر صفر ۵۶۴ھ میں بلبیس کو قتل و غارت سے تباہ کر ڈالا۔ پھر قاہرہ کی طرف بڑھا۔

اہل قاہرہ بلبیس کے قتل عام کو دیکھ کر ڈر گئے۔ شہر کا دروازہ بند کر لیا۔ اور پوری قوت کے ساتھ مدافعت کرنے لگے۔ خلیفہ عاضد نے سلطان نورالدین کے پاس خط بھیجا کہ آکر اس مصیبت سے مصریوں کو نجات دلائیے۔ خط کے اندر حرم کے سر کے بال بھی رکھ دیئے تاکہ اس کو ترس آئے۔ اس نے فوراً شیرکوہ کو چھ ہزار سواروں کے ساتھ روانہ کیا۔ اس کے پہنچتے ہی صلیبی خائب و خاسر شام کی طرف لوٹ گئے۔ لیکن اس ہنگامہ میں فسطاط جیسا عظیم الشان شہر بالکل ویران

ہو گیا۔ جس میں مورخین کے بیان کے مطابق تین ہزار سے زائد مسجدیں تھیں
شیرکوہ کے آجانے سے مصریوں کو امن مل گیا۔ انہوں نے اس کی
کی ضیافتیں کیں۔ خلیفہ نے بھی اس کو خلعت اور اس کے سپاہیوں کو ا
دیئے۔ شاور البتہ دل میں پیچ و تاب کھاتا رہا۔ آخر میں چاہا کہ دعوت کے بہ
بلا کر شیرکوہ کو قتل کر دے۔ لیکن اس کے بیٹے کامل نے مخالفت کی او
کہ اگر تم نے ایسا ارادہ کیا تو میں خود اس کو مطلع کر دوں گا۔ شاور نے کہا کہ
اس کو نہ ماریں گے تو یہ یقینی ہے کہ وہ ہم کو مار ڈالے گا۔ کامل نے جواب دیا
سے ہم قتل ہو جائیں۔ ملک تو مسلمانوں کے ہاتھوں میں رہے گا۔ یہ سمجھ ر
کہ جس دن شیرکوہ مارا گیا اسی دن صلیبی آکر سارے مصر پر قبضہ کر لیں گے۔ اس
اگر خود عاضد بھی نور الدین کے پاس جائے گا تب بھی وہ ایک سپاہی مدد کے
نہ دے گا۔ مجبوراً شاور اپنے ارادے سے باز رہا۔

صلاح الدین کو یہ اطلاع ملی کہ شاور پھر صلیبیوں کے ساتھ ساز
کر رہا ہے اس لئے جرأت کر کے اس کو گرفتار کر لیا۔ خلیفہ کو جب معلوم ہو
اس نے بھی قتل کا فرمان دیا۔ لوگوں نے اس کا گھر بھی لوٹ لیا۔ اسی میں
کا بیٹا کامل مارا گیا۔ شیرکوہ کو اس کے مارے جانے کا افسوس ہوا۔
کہ اگر وہ زندہ رہتا تو میں اس کو اس کے احسان کا کہ اپنے باپ کو میرے قتل
سے روکا تھا اچھا بدلہ دیتا۔

Marfat.com

شاور کے قتل کے بعد خلیفہ نے شیرکوہ کو بلاکر وزارت کا خلعت عطا کیا مگر وہ صرف دو مہینے پانچ دن اس منصب پر رہنے پایا تھا کہ ۲۲ رجمادی الثانی ۵۶۴ھ کو انتقال کر گیا۔

عاضد نے اس کے بعد صلاح الدین کو وزارت عطا کی۔

موتمن الخلافہ

صلاح الدین کے صفات اور اخلاق حسنہ کی وجہ سے اہل مصر اس کے گرویدہ ہوگئے۔ یہ دیکھ کر حساد کو رشک آیا جن میں سب سے مقدم موتمن الخلافہ تھا۔ یہ خصی غلام قصر خلافت کے جملہ امور کا منصرم اور خدم وحشم کا سردار تھا۔ اس نے چند مصری امرا کے ساتھ اتفاق کر کے صلیبیوں کے پاس خط لکھا کہ صلاح الدین کو مصر سے نکالنے میں ہماری مدد کرو۔ یہ خط جوتے کے تلے میں سلوا کر ایک غلام کو دیا کہ مخفی طور پر پہنچادے۔ وہ راہ میں جوتا ہاتھ میں لیے ہوئے جا رہا تھا صلاح الدین کے کسی آدمی کو شبہ ہوا۔ اس نے پکڑ لیا۔ خط برآمد ہوا۔ اور تحقیقات سے ساری کیفیت منکشف ہوگئی۔ موتمن الخلافہ نے خوف کی وجہ سے قصر سے نکلنا چھوڑ دیا۔ صلاح الدین خاموش رہا جب وہ مطمئن ہوگیا اور باہر آنے جانے لگا اس وقت اس کو قتل کرادیا۔ شیدیوں نے غضبناک ہوکر شورش کی اور تقریباً پچاس ہزار جمع ہوکر صلاح الدین پر حملہ آور ہوئے خلیفہ نے بھی قصر کے ایک جھروکہ میں بیٹھ کر ان کی حمایت شروع کی۔ صلاح الدین نے نفط اندازوں کو حکم دیا کہ

Marfat.com

اس میں آگ لگادیں۔ جب خلیفہ وہاں سے بھاگا اس وقت شیدی سُست
پڑ گئے۔ صلاح الدین کے بھائی شمس الدولہ نے ان سب کو شکست دے کر
تعذیب و تحریق سے فنا کر دیا۔ اس وقت سے ان کا نام و نشان مٹ گیا
اور عاضد بھی بے کس اور مخمول ہو گیا۔ لوگوں نے اس کا ذکر بھی چھوڑ دیا۔

عجیب بات یہ ہے کہ فاطمیوں کے لئے مصر کو جس غلام نے فتح کیا تھا
اس کا نام بھی جوہر تھا۔ اور جس کی بدولت مصر ان کے قبضہ سے نکل گیا یہ
موتمن الخلافہ اس کا نام بھی جوہر تھا۔

صلاح الدین نے اب اطمینان کے ساتھ ملکی انتظامات شروع کئے۔
صلیبیوں کو سخت خطرہ ہوا کہ ایک طرف نور الدین اور ایک طرف صلاح
اس لئے ۵۶۵ھ میں اموری نے ایک فوج گراں لے کر مصر پر چڑھائی کی اور
دمیاط کو محصور کر لیا۔ مگر وہاں سے بہت نقصان اٹھا کر واپس گیا۔

دوسرے سال خود صلاح الدین نے اس پر فوج کشی کی۔ شکست دے
عسقلان۔ رملہ اور پھر غزہ کو بھی فتح کر لیا۔ اس کے بعد مصر آیا اور کشتیاں
بنوا کر بر و بحر دونوں راستوں سے فوجیں لے گیا اور ایلہ پر قبضہ کر لیا۔

خطبۂ عباسی

جب صلاح الدین کا مصر پر پورا تسلط ہو گیا۔ یہاں تک کہ قصر خلافت
کے امور بھی اس کے ہاتھ میں آ گئے جس کا متولی امیر قراقوش کو بنا دیا۔

Marfat.com

خلیفہ عاضد بالکل بے بس اور گمنام ہو گیا۔ اس وقت سلطان نور الدین نے حکم بھیجا کہ فاطمی خطبہ موقوف کر کے وہاں عباسی خطبہ جاری کرو۔ صلاح الدین ڈرتا تھا کہ اہل قاہرہ جو فاطمیوں کے اثر سے زیادہ تر شیعہ ہو گئے ہیں مخالفت پر آمادہ ہوں گے۔ مگر ایک شرقی شخص نے جس کا نام امیر عالم تھا جرأت کر کے محرم ۵۶۷ھ کے پہلے جمعہ میں قاہرہ کی جامع مسجد میں مستضی باللہ خلیفہ عباسی کے نام کا خطبہ پڑھ دیا۔ کوئی بھی مخالفت کے لئے نہیں اٹھا۔ اس وقت سے فاطمی خطبہ منقطع ہو گیا۔ اور شام و مصر کے تمام شہروں میں عباسی ہی خطبہ پڑھا جانے لگا۔

بغداد میں جس وقت یہ خبر پہنچی وہاں بڑا جشن منایا گیا۔ خلیفہ نے سلطان نور الدین کے پاس خلعت اور مصر و شام کی امارت کا فرمان بھیجا۔ نیز صلاح الدین کے لئے بھی خلعت اور سیاہ عباسی علم روانہ کئے۔

عاضد اس وقت مرض الموت میں تھا۔ صلاح الدین نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ ایسی حالت میں اس کو اس خبر کی اطلاع دی جائے جو اس کے لئے رنج کا موجب ہو گی۔ چنانچہ وہ بلا اطلاع کے عاشورہ کے دن گزر گیا۔ اس کی موت پر فاطمی خلافت کا خاتمہ ہو گیا۔

عاضد نہایت غالی شیعہ تھا اور سنیوں کے خون کو حلال سمجھتا تھا۔

Marfat.com

خلفاء فاطمیہ

خلفاء فاطمیہ کی تعداد خلفاء بنی امیہ کے برابر ہوئی۔ یعنی ۱۴
جن میں سے مہدی۔ قائم اور منصور تین افریقہ میں گذرے اور بقیہ گ
مصر میں۔ لیکن زمانہ انہوں نے بنی امیہ سے دگنا پایا اور ۲۹۵ھ سے
۵۶۷ھ تک ۲۷۲ سال خلافت کی۔

مورخین بالعموم ان کی نسبت اچھی رائیں نہیں رکھتے۔ کیونکہ جہا
اور ملک داری میں یہ لوگ حصہ نہیں لیتے تھے۔ بلکہ مہمات سلطنت و
کو سپرد کر کے خود حرم میں تعیشات اور تکلفات میں زندگیاں گذارا کر
تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ملک کی انتظامی حالت ان کے عہد میں بہ نسبت
کے خراب رہی اور مستنصر کے عہد سے تو بالکل غلاموں کے قبضہ میں پڑ گ
اور کسی کام کے قابل نہیں رہے۔ یہاں تک کہ جزیرہ صقلیہ بھی نکل گیا۔ ص
نے آکر شام کو لے لیا۔ اور وہاں ڈیرے ڈال دیئے۔ روجر نے دو
کو تخت و تاراج کیا۔ اور اگر وہ ملک کی اندرونی شورشوں کی وجہ
واپسی پر مجبور نہ ہوا ہوتا تو پورے مصر پر قبضہ کر لیتا۔

چونکہ یہ خلافت بھی عباسی خلافت کی طرح قرابت رسولؐ کے
پر قائم ہوئی تھی اور عبید اللہ نے فاطمی اور علوی نسب کی بنیاد پر

یت وامامت کا علم بلند کیا تھا اس وجہ سے تشیع اس کے اصل نوام میں
تھا جس میں یہ تمام خلفاء اول سے آخر تک غلو رکھتے تھے اور عوام الناس
ہی عقائد پھیلاتے تھے۔

مصر پر قبضہ کرنے کے بعد اسماعیلیت کی تبلیغ کے لئے جس میں بنی فاطمہ
امت کا عقیدہ سب سے مقدم تھا ایک خاص مرکز قائم کیا گیا جس کے
کا لقب داعی الدعاۃ ہوتا اور اس کا درجہ قاضی القضاۃ سے بھی برتر
جاتا تھا۔ چنانچہ قاضی یازوری مستنصر کا مقبول ترین وزیر پہلے اسی
پر تھا۔

اس مرکز میں طریق دعوت اور اسرار امامت کی تعلیم دے کر دوسرے
میں مبلغ بھیجے جاتے تھے کہ مخفی طور پر لوگوں کو ان عقائد کی تلقین
یں۔

ان خلفاء کی نگاہیں ایران وخراسان پر لگی ہوئی تھیں جو شیعیت کا
رہ چکے تھے۔ اس لئے ان میں کثرت کے ساتھ مبلغ بھیجے گئے جن کی
سے سلمیہ کی مرتب باطنی جماعت پیدا ہوئی جن کو بوجہ حشیش (بھنگ)
استعمال کے حشیشین کہنے لگے۔ اور عراق میں قرامطہ کی شورش بڑھی
س کی بدولت نہ صرف خلافت عباسی بلکہ تمام مشرق میں اضطراب پھیل گیا۔
باطنیہ کا سلسلہ اصفہان اور مرو تک پہنچ گیا تھا اور حسن بن صباح

جس نے مصر میں اصول دعوت کی تعلیم حاصل کی تھی اور مستنصر سے مل کر مشرق میں گیا تھا ساحل بحر قزوین پر قلعہ الموت میں اپنا مرکز بنا رکھا تھا۔

ان جماعتوں کے رات دن کے فتنوں۔ خلفار۔ سلاطین۔ امرار۔ وزرار اور علمار وغیرہ کے قتل و ذبح سے ممالک مشرقیہ کمزور اور بے جان ہو گئے۔ خلفار عباسیہ کی تو یہ نوبت پہنچ گئی کہ بساسیری نے جو خود انہیں کا غلام تھا بغداد میں فاطمی خطبہ رائج کر دیا اور وہ کچھ نہ کر سکے۔ اور اگر سلجوقی حمایت کو نہ کھڑے ہو جاتے تو سارا مشرق فاطمیوں کے زیر اثر آ چکا تھا۔

سنی علمار نے ان کے الحاد۔ فسق و فجور اور ظلم و ستم کے واقعات پر مفصل کتابیں لکھی ہیں جن میں سے قاضی ابو بکر باقلانی کی کشف الاسرار عبد الجبار بصری معتزلی کی تثبیت النبوۃ اور ابو شامہ اور حافظ ابو القاسم کی تاریخیں مشہور ہیں۔

خلفار عباسیہ نے بھی ایک محضر تیار کرایا جس میں اس عہد کے شرفا اور علمار نے شہادتیں لکھیں کہ فاطمیہ کا دعوائے نسب صحیح نہیں ہے۔ بلکہ یہ میمون بن قداح کی نسل سے ہیں۔ جو ایک شعبدہ گر ملحد مجوسی تھا۔ اور عبید اللہ مہدی کا نام سعید تھا۔ جس کا باپ سلمیہ میں آہنگری کا کام کرتا تھا۔ اسی سعید نے مغرب میں جا کر اپنا نام عبید اللہ رکھا۔ اور فاطمی اور علوی بن کر مہدویت کا مدعی ہوا۔

Marfat.com

فاطمیہ چونکہ اپنے آپ کو عباسیہ کا مدمقابل سمجھتے تھے اس وجہ
سے جاہ وجلال اور نام ونمود کے ساز وسامان میں ان سے فوقیت کی
کوشش کرتے رہتے تھے۔ اور مصر کی بے شمار دولت کی وجہ سے اس میں ناکام بھی
نہیں رہتے تھے۔ چنانچہ صلاح الدین نے جب عاضد کے قصر پر قبضہ کیا
اس وقت اس قدر آلات وفروش۔ امتعہ وذخائر اور نقود وجواہر ملے جو
شمار سے باہر تھے اور جن کے بیان سے تاریخ کے صفحات تنگ ہیں۔ مزید
برآں دو لاکھ کتابیں تھیں جن میں سے بڑا حصہ قاضی فاضل کو ملا۔ بقیہ فروخت
ہو گئیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس میں کی بہت سی کتابیں اب جرمنی کے کتب خانہ
میں موجود ہیں۔

❖ ❖ ❖

Marfat.com

دولت ایوبی

۵۶۷ھ سے ۶۴۸ھ تک

صلاح الدین نے قصر خلافت پر قبضہ کرنے کے بعد وہاں کے غلاموں اور کنیزوں کو امراء میں تقسیم کر دیا۔ حرم خلافت کے لئے ایک حویلی مخصوص کی اور خاندان فاطمی کے افراد کو نظر بند رکھا۔ اس کے بعد رفض و شیعیت کو مٹانے اور مذہب شافعی کو فروغ دینے پر کمر باندھی۔ اذان میں حی علی خیر العمل کے بجائے حی علی الفلاح پکارنے کا حکم دیا۔ جامع ازہر میں اسماعیلیت کی تعلیم بند کر دی۔ اور مذاہب اربعہ کے اساتذہ وہاں تدریس کے لئے مقرر کئے اور ملک سے جملہ شعائر اسماعیلیت کے اٹھا دیئے۔ نیز جو ناجائز ضرائب عہد فاطمی میں رعایا پر لگائے گئے تھے منسوخ کئے۔ جن پر بقایا تھا معاف کر دیا۔ ملک کی ابتری کی اصلاح کی اور رعایا کی بہبود اور اراضی کی آبادی کی طرف

وجہ ہوا۔

داعی الدعاۃ اور عمارہ یمنی نے جو فاطمیہ کے پروردہ تھے۔ بہت بڑی سازش کی کہ صلاح الدین کو قتل کر ڈالیں۔ مگر راز کھل گیا۔ صلاح الدین نے ان دشمنوں کو سولی پر چڑھایا اور بقیہ فاطمیوں پر نگرانی زیادہ بڑھا دی۔

سلطان نورالدین محمود زنگی

صلاح الدین مصر میں اگرچہ سلطان نورالدین کے نائب کی حیثیت سے تھا لیکن اس کی نیت استقلال کی تھی اور در پردہ اسی کا سامان کر رہا تھا اور برابر اپنی مالی اور فوجی قوت بڑھانے میں مصروف تھا۔ اپنے بھائی توران شاہ کا امیر بنایا۔ اس نے نوبیا اور اس کے دوسرے سال یمن پر قبضہ کر لیا۔

نورالدین نے اس امر کو محسوس کر لیا۔ چاہا کہ اس کو اپنے پاس بلائے۔ لکھا کہ میں صلیبیوں پر حملہ کرتا ہوں تم بھی فوجیں لے کر مصر سے آؤ اور مقام کرک میں مجھ سے ملو۔ صلاح الدین نہیں گیا اور جواب بھیجدیا کہ بعض مجبوریوں کی وجہ سے مصر میں رہنا ناگزیر تھا۔ نورالدین کو اب یقین ہو گیا۔ اس نے لکھا کہ آؤ ورنہ میں خود آؤں گا۔

صلاح الدین نے اپنے حامیوں کو جمع کر کے مشورہ لیا۔ اس کے

بھتیجے تقی الدین نے کہا کہ آنے دیجئے ہم مقابلہ کریں گے۔

نجم الدین ایوب

اس مجمع میں صلاح الدین کا باپ نجم الدین بھی تھا۔ بولا کہ یہ رائے غلط ہے۔ ہم سب نورالدین کے خدام اور اس کے نمک پروردہ ہیں۔ جس وقت وہ سامنے آجائے گا کون ہے جو گھوڑے سے اتر کر اس کو سلام نہ کرے۔ مناسب یہ ہے کہ تم یہ جواب لکھو کہ آپ خود یہاں آنے کی زحمت کیوں اٹھائیں اگر میری گرفتاری منظور ہے تو ایک پیادہ کو بھیج دیجئے وہ میرے گلے میں رسی ڈال کر لے جائے۔ یہاں کون ہے جو چون وچرا کر سکے۔

اس کے بعد جب سب امراء چلے گئے تو اس نے صلاح الدین کو سمجھایا کہ سلطان سے بغاوت کا اعلان نادانی ہے۔ کیونکہ پھر وہ پوری قوت سے چڑھائی کرے گا اور ہم مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ اور فرماں برداری کے اظہار سے ہماری طرف سے غافل ہو کر دوسرے مہمات میں مشغول رہے گا اور تقدیر اپنا کام کرتی رہے گی۔ یہ تم یقین رکھو کہ وہ اگر یہاں سے ایک حبہ بھی لینا چاہے گا تو سب سے پہلے میں لڑوں گا۔ مگر زہر کی بہ نسبت شہد سے کام لینا زیادہ بہتر ہے۔

صلاح الدین نے اپنے باپ کی رائے کے مطابق جواب دیا۔ جس سے

Marfat.com

ان مطمئن ہو گیا۔ اور اس کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد شوال ۵۶۹ھ میں
ق میں اس کا انتقال ہو گیا۔ عمر ساٹھ سال تھی۔

ات نورالدین

سلطان نورالدین پہلے حلب کا والی تھا۔ لیکن صلیبی جنگوں میں ایسی
شان فتوحات کیں کہ اس کی بہادری کا سکہ بیٹھ گیا۔ اور اس کی سلطنت
وسیع ہو گئی۔ مصر۔ شام۔ یمن میں بھی اس کا نام خطبوں میں لیا جانے لگا۔

نہایت متقی عالم اور علم دوست تھا۔ بیت المال میں سے کبھی ایک پائی
خرچ میں نہیں لایا۔ اور ہمیشہ گذر اوقات ایک جائیداد سے کی جس کو اپنی
س حلال کی کمائی سے خرید کیا تھا۔

علماء و صلحاء کی بہت تعظیم و توقیر کرتا تھا۔ ملک میں جا بجا مدارس۔ ساجد
ستان اور سرائیں تعمیر کرائیں اور ان پر املاک وقف کئے۔ شام کے اکثر
شہروں کی فصیلیں بنادیں کہ فرنگیوں کے حملہ سے محفوظ رہیں۔ جہاد میں خود
پاہیوں کی طرح دو دو کمانیں لے کر لڑتا تھا۔ فقیہ قطب نسادی نے ایک
کہا بھی کہ آپ اپنی جان کو خطرہ میں نہ ڈالیں کیونکہ اگر کوئی بات ہو گئی
پھر مسلمانوں کی خیر نہیں۔ بولا کہ محمود سے پہلے مسلمانوں کا کون محافظ تھا۔
یہ کام اللہ کا ہے اور بس۔

Marfat.com

رات کا بڑا حصہ دعا اور عبادت میں گزارتا۔ اور عدل و انصاف میں یگانہ اور بے گانہ۔ چھوٹے اور بڑے سب کو ایک ساں سمجھتا تھا۔

چوڑی پیشانی۔ مطبوع شکل اور بادامی آنکھیں تھیں۔ چہرہ سے رعب و وقار برستا تھا۔

مورخین نے شاہان اسلام میں سب سے بہتر اسی کو قرار دیا ہے۔ چونکہ اس کی سلطنت کا رقبہ بہت وسیع ہو گیا تھا اور اکثر صلیبیوں کے ساتھ جنگ و جہاد میں مصروف رہتا تھا اس وجہ سے خبر رسانی کا کام زیادہ تر نامہ بر کبوتروں سے لیتا تھا۔ جو سکھا کر اس کے لئے تیار کئے جاتے تھے۔

اس کے جنگی کارناموں اور فتوحات پر مفصل اور مستقل کتابیں علماء نے لکھی ہیں ان کے بیان کی یہاں گنجائش نہیں۔

سلطان صلاح الدین

نورالدین کی وفات کے بعد مصر اور شام کی مستقل حکومت صلاح الدین کے ہاتھ میں آگئی۔ ۵۷۱ھ میں حلب۔ رہا۔ سنجار اور موصل وغیرہ بھی جو نورالدین کے بیٹے اسمٰعیل کے قبضہ میں تھے اس کو مل گئے۔ اس وقت یہ سلطان کے لقب سے مشہور ہوا۔ خلیفہ بغداد مستضئی نے معز امیر المومنین کا خطاب بخشا۔ اس کے بعد ناصر لدین اللہ خلیفہ ہوا تو اس نے ملک ناصر کا خطاب دیا۔

Marfat.com

ملک ناصر کا خطاب دیا۔ لیکن صلاح الدین نے اس کو قبول نہ کیا اور کہا کہ خود خلیفہ کا لقب اپنے جیسے خادم کے لیے خلاف ادب سمجھتا ہوں۔

صلاح الدین جس زمانہ میں حلب کی طرف گیا تھا صلیبیوں نے موقع پاکر شام کے مغربی شہروں کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا۔ اس کا بھائی توران شاہ مدافعت کے لئے فوجیں لے کر گیا مگر مقابلہ نہ کر سکا۔ سلطان نے اطلاع پاکر اپنے لشکر میں سے ایک مصری فوج کمک کے لیے بھیجدی جس نے صلیبیوں کو پسپا کیا۔

جب حلب سے سیف الدین غازی اور ملک صالح وغیرہ سے معاہدہ کرکے واپس آرہا تھا مقام عیراز میں دو باطنی جو اس کے مارنے کے لئے آئے تھے پکڑے گئے ان کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ ۲۰ محرم ۵۷۲ھ کو مصر میں پہنچا اور اس کا انتظام وزیر بہار الدین اسدی کے سپرد کر کے خود صلیبی مہم پر روانہ ہوا۔

وزیر مذکور نے نہایت دیانت۔ دانشمندی اور چستی سے کام کیا۔ عہد فاطمی میں جتنی خرابیاں پڑ گئی تھیں ان کی اصلاح کی۔ نہروں اور پلوں کی مرمت کرائی راستے ٹھیک کئے تجارت اور زراعت کو ترقی دی جس سے ملک خوش حال رعایا فارغ البال اور خزانہ سلطنت معمور ہو گیا۔ سلطان ہمیشہ اس کے حسن انتظام سے خوش رہا۔

۵۷۲ھ سے صلیبیوں کے ساتھ جہاد شروع کیا۔ اور متواتر چودہ سال

تک لڑ کر شام کا ایک ایک شہر ان کے ہاتھوں سے نکال لیا۔ یہاں تک بیت المقدس بھی لے لیا۔ جہاں انہوں نے اپنی پوری قوت سے جنگ کی تیار کی تھیں ان معرکوں کی تفاصیل سے تاریخیں بھری پڑی ہیں۔

بالآخر صلیبیوں نے مجبور ہو کر ۲۲ رشعبان ۵۸۸ھ میں حلف نامہ لک مصالحت کی اس وقت لڑائی ختم ہوئی۔ طے یہ پایا کہ اسلامی اور عیسائی ب ایکساں ہیں ہر شخص آزادانہ بلا خوف و خطر جہاں چاہے آئے جائے۔

اس کے بعد سلطان دمشق میں گیا جہاں اس کے اہل و عیال موجو وہیں کرک سے اس کا بھائی ملک عادل بھی آگیا اور سارا خاندان نہایت آرام کے ساتھ رہنے لگا۔ سلطان کو دمشق اس قدر پسند تھا کہ مصر جانے کا خی بھی نہ کیا۔ آخر وہیں ۵۸۹ھ میں ۲۷ رصفر کو ۵۷ سال کی عمر میں انتقال ۱۷ بیٹے چھوڑے اور صرف ایک بیٹی مونسہ خاتون۔

صفات صلاح الدین

صلاح الدین شجاعت۔ عدل۔ کرم اور تقوے میں نور الدین ثانی تھا سخی اور بے انتہا رقیق القلب۔ دشمنوں پر بھی ترس کھاتا تھا۔ صلیبی جنگوں کوئی سرہنگ فرنگی فوج میں سے ایک شیر خوار بچہ اٹھا لایا۔ اس کی ماں رنج و سے بے قرار ہو گئی اور اپنے سرداروں کے پاس جا کر روئی۔ انہوں نے کہا کہ سل

بڑا نرم دل ہے اس کی خدمت میں جاکر عرض کر۔ وہ روتی ہوئی آئی۔ اور اپنی کہانی سنائی سلطان مضطرب ہوگیا اور اسی وقت اٹھا۔ فوج میں تلاش کرایا۔ معلوم ہوا کہ بچہ بیچ دیا گیا ہے۔ دام دے کر واپس منگایا۔ جب بچہ آگیا تو اس کی ماں کی گود میں دیا اور سوار کرا کے عزت کے ساتھ پہونچا دیا۔

جس زمانہ میں رملہ کے متصل خیمہ زن تھا یافا میں انگلستانی بادشاہ رچرڈ بیمار پڑا۔ فرانسیسی اس وقت جا چکے تھے اور رچرڈ کے پاس صرف دو تین سو سپاہی رہ گئے تھے۔ سلطان بجائے اس کے کہ کسی رئیس کو حکم دیتا کہ وہاں قبضہ کر لے روزانہ اس کے واسطے میوہ اور برف بھیجتا تھا۔ بلکہ بعض مورخ لکھتے ہیں کہ خود طبیب بن کر اس کو دیکھنے گیا اور علاج بھی کیا۔

بیت المقدس میں فرنگی جب اس کے محاصرہ سے تنگ آگئے تو امان کے طالب ہوئے۔ سلطان نے کہا کہ ۴۹۲ھ میں جب تم اس میں داخل ہوئے تھے تو کسی مسلمان کو امان دی تھی؟ میں بھی امان نہیں دوں گا۔ اور وہی سلوک تمہارے ساتھ کروں گا۔ آخر میں اسقف بالیاں اور دیگر رؤسا کے کہنے سے اس شرط پر ان کو امان دی کہ فی مرد ۱۰ فی عورت ۵ اور فی طفل دو دینار دیں اور اپنا مال متاع لے کر چالیس دن کے اندر یہاں سے نکل جائیں۔ اسلامی فوج شہر میں داخل ہوئی سپاہیوں نے دیکھا کہ فرنگی اشرفیوں کے صندوق بھرے لئے جا رہے ہیں سلطان سے جا کر کہا کہ فاتح فوج ایسی غنیمت سے کیوں محروم کی جاتی ہے۔ بولا

کہ بدعہدی ہمارا شیوہ نہیں ہے۔

پرنس رانوڈ دی شاتیلون والی کرک نے ایک بار معاہدہ کر لینے کے بعد مسلمانوں کی ایک جماعت کو بلا وجہ قتل کر ڈالا تھا اور کہا تھا کہ میرے مقابلہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کون نصرت کر سکتا ہے!! سلطان نے سن کر یہ قسم کھائی تھی کہ وہ گرفتار ہوگا تو اپنے ہاتھ سے اس کو قتل کروں گا۔ معرکۂ حطین جو صلیبی لڑائیوں میں سب سے سخت تھا اور ربیع الثانی ۵۸۳ھ میں ہوا۔ اس میں ان کا سب سے بڑا بادشاہ جافرے رگوسے دی لوزینانا) مع اپنے بھائی پرنس مذکور کے گرفتار ہوا۔ جب یہ دونوں دربار میں لائے گئے اس وقت جافرے بہت پیاسا تھا۔ سلطان نے اس کے لئے برف کا شربت منگوایا۔ پینے کے بعد اس نے پرنس کو بھی پلایا۔ سلطان نے کہا کہ آپ پلا رہے ہیں میں نہیں۔ کیونکہ کھلانے یا پلانے کے بعد کسی کو قتل کرنا اس کے نزدیک سپاہیانہ روح کے منافی تھا۔ اس کے بعد تلوار لے کر اٹھا اور کہا کہ دیکھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کے لئے تیار ہوں۔ اور اگر اب بھی تو اسلام قبول کرے تو چھوڑ دوں لیکن یہ سعادت اس کی قسمت میں نہ تھی۔ جافرے اس کے قتل سے سہم گیا۔ سلطان نے اس کو اطمینان دلایا کہ میں تم کو قتل نہیں کروں گا۔ یہ تو غدار اور بے دین تھا اور انبیاء کی شان میں زبان درازی کرتا تھا۔

علم کا ایسا قدر دان تھا کہ سینکڑوں مدرسے بنوائے۔ علماء و صلحاء کے

وظائف مقرر کئے اور اپنے دونوں بیٹوں عزیز اور افضل کو ساتھ لے کر امام سلفی سے سماع حدیث کے لئے اسکندریہ کا سفر کیا۔

۵۷۳ھ میں عسقلان کی جنگ میں جب فقیہہ عیسٰی جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہتے تھے صلیبیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو گئے تو ان کو واپس لے کر چین لیا اگرچہ چھ لاکھ دینار فدیہ میں دینے پڑے۔

اس کی تمام فوج مطیع و فرماں بردار اور دل سے محبت اور عزت کرتی تھی اور رعب اس قدر تھا کہ باوجود کثرت کے کبھی ان میں سے کوئی منحرف نہ ہو سکا۔

دنیا سے بے نیازی کی کیفیت یہ تھی کہ گو بے حد مال و متاع زندگی میں اس کو ملا۔ مگر مرنے کے بعد خزانۂ خاص میں صرف ایک دینار چھوڑا تھا اور ۴۷ درہم۔

مصر اور شام میں اس کی بہت سی یادگاریں ہیں۔ قاہرہ کے متصل جبل مقطم کا قلعہ اسی نے اپنی سکونت کے لئے بنوایا تھا جو اب تک موجود ہے اور مصر کے کل قلعوں سے زیادہ سنگین۔ بڑا اور موقع کے لحاظ سے بہتر ہے۔

ملک عزیز

صلاح الدین نے امراء کے مشورہ سے اپنی زندگی ہی میں سلطنت کو اپنے تین بیٹوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ عماد الدین عثمان کو ملک عزیز کے لقب سے

سانتہ مصر کی ولایت دی۔ نورالدین کا خطاب ملک افضل رکھا اور اس کو دمشق کا بادشاہ بنایا۔ اور غیاث الدین ابوالفتح غازی کو ملک ظاہر کا لقب دے کر عراق عجم حوالہ کیا۔ بقیہ بیٹوں کو چھوٹے چھوٹے اقطاع دیدیئے۔

عزیز فیاض اور شجاع تھا لیکن امور سلطنت میں سہل انکار۔ اس کے عہد میں وہ محاصل جن کو سلطان صلاح الدین نے شرع کے خلاف ہونے کی وجہ سے موقوف کر دیا تھا۔ پھر لگا دیئے گئے۔ قحط بھی پڑا۔ ۲۰ محرم ۵۹۵ھ کو اس نے وفات پائی۔

ارباب خیر و صلاح کو بہت عزیز رکھتا تھا۔

ملک منصور

عزیز کے بعد اس کا بیٹا منصور جس کا سن صرف آٹھ سال تھا مصر کے تخت پر بیٹھا۔ ملک عادل سیف الدین ابوبکر بن ایوب کرک سے فوج لیئے ہوئے آیا اور اس دعوے سے کہ وہ منصور کا دادا ہوتا ہے سلطنت کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ پھر شوال ۵۹۶ھ میں علماء کے فتوے کے مطابق اس نابالغ کو اتار کر خود تخت نشین ہو گیا۔

ملک عادل

عادل کے تخت پر آتے ہی دور صلاح الدین تازہ ہو گیا۔ کیونکہ اس نے

افضل سے شام بھی لے لیا اور حلب کو بھی تابع کر لیا۔ اس طرح پر پوری سلطنت جو حصوں بخروں میں منقسم ہو گئی تھی پھر ایک علم کے نیچے آ گئی۔

اسی کے عہد میں ۵۹۷ھ میں مصر کا وہ مشہور قحط پڑا تھا جس میں آدمی آدمیوں کو کھانے لگے تھے اور جس کی چشم دید، پُر درد کیفیت عبداللطیف بغدادی نے اپنے سفرنامہ میں لکھی ہے۔

سلطان صلاح الدین کے انتقال کے بعد صلیبیوں نے جب دیکھا کہ اس کی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی تو یورپ سے مدد طلب کی اور خود بھی اپنی قوتیں بڑھانے لگے تاکہ اپنی کھوئی ہوئی شوکت پھر حاصل کریں۔ مگر یہ مدد اس وقت پہنچی جب ملک عادل سلطنت کو متحد کر چکا تھا۔ اس وجہ سے وہ کچھ نہ کر سکے۔

۶۱۳ھ میں جب چھٹا حملہ صلیبیوں کا ہوا اس وقت بوجہ کثرت کے انہوں نے شام کے اکثر شہروں کو لے لیا۔ ۶۱۵ھ میں مصر کی طرف بڑھے اور دمیاط کو فتح کر لیا۔ اسی درمیان میں ملک عادل نے وفات پائی۔

یہ سلطان صلاح الدین کا بھائی اور اسی کی طرح شجاع۔ عاقل۔ حلیم۔ اور اقبال مند تھا۔ صلیبی معرکوں میں اس کا رعب اس قدر غالب تھا کہ دشمن، صلاح الدین سے زیادہ اس سے ڈرتے تھے۔ رچرڈ شیر دل کوشش میں تھا کہ اپنی بہن جون کی جو سسلی کے بادشاہ کی بیوہ تھی اس کے ساتھ شادی کر دے صلیبیوں کی دونوں جماعتوں جمعیت ہیکلیں اور جمعیت ماری یوحنا کے مشورہ سے

بار باراس کے لیئے قاصد بھیجے۔ شرط یہ تھی کہ قدس اور وہ بلاد جو مسلمانوں کے پاس ہیں جون کو ملیں۔ عادل نے اس شرط کو مسلمانوں کے لیئے مفید سمجھ کر منظور کرلیا۔ اور سلطان صلاح الدین نے بھی اجازت دیدی۔ لیکن شیشوں اور راہبوں نے جاجاکر جون کو سمجھایا کہ اس سے تو مسیح کی نافرمانی ہو جائے گی اور آسمانی بادشاہت میں داخل نہ ہوسکے گی اس وجہ سے وہ رک گئے۔

ملک کامل

عادل کے بعد اس کا بیٹا کامل محاصرہ دمیاط ہی میں تخت نشین ہوا۔ اس نے ۹ رجب ۶۱۸ھ میں صلیبیوں کو وہاں سے نکالا۔ اس کے بعد قاہرہ میں آیا اور فتح کی خوشی میں جشن عام کیا۔

مصر میں اس کی بنائی ہوئی متعدد عمارتیں ہیں امام شافعی کی قبر پر اسی نے خوش اعتقادی سے قبہ تعمیر کرایا۔ حدیث کی تعلیم کے لیئے ایک عظیم الشان مدرسہ بنوایا۔ جس کے لیئے جائیداد وقف کی۔ زمانہ مابعد میں یہ مدرسہ کاملیہ کے نام سے مشہور ہوا۔

ایک بار شرف الدین بن عین الدولہ قاضی القضاۃ کے سامنے ایک مقدمہ میں شہادت دی۔ انہوں نے اس کو پایۂ اعتبار سے ساقط گردانا اس بنا پر کہ وہ روزانہ ایک مغنیہ عجیبہ نامی کو بلواکر گانا سنا کرتا تھا۔ اس پر اس نے قاضی

کی شان میں سخت کلمہ استعمال کیا۔ قاضی نے کہا کہ یہ مسند عدالت کی توہین ہے میں اس پر نہیں بیٹھ سکتا۔ اسی وقت اپنی برطرفی کا اعلان کر کے گھر چلے آئے کامل نے مجبوراً جاکر ان کو راضی کیا کیونکہ اس کو اپنی بدنامی کا خوف ہوا۔

کامل ۶۳۵ھ میں دمشق میں بیمار رہا۔ اور وہیں ۲۲ رجب کو انتقال کر گیا۔ ۲۰ سال ۲ مہینے حکومت کی۔ شان و شکوہ اور ہیبت و وقار میں ممتاز تھا۔

عادل ثانی

کامل کے بعد اس کا بیٹا سیف الدین ابو بکر عادل سلطان ہوا۔ لیکن ۲ سال سے زیادہ نہ رہ سکا۔ وجہ یہ ہوئی کہ اس کا بھائی ملک صالح نجم الدین جزیرہ کا فرمانروا تھا اور امیر یونس شام کا۔ صالح نے امیر مذکور سے امارت کا تبادلہ کر لیا اور شام میں آگیا۔ غرض یہ تھی کہ مصر پر تغلب حاصل کرے۔ چنانچہ فوج کشی کی۔ عادل مقابلہ کے لئے چلا۔ مگر مقام بلبیس میں پہنچ کر امراء اور فوج نے جو در پردہ صالح کے حامی تھے اس کو گرفتار کر لیا۔ صالح آکر مصر پر قابض ہو گیا۔

ملک صالح

ذی حجہ ۶۳۷ھ میں اس کی سلطنت کی بیعت ہوئی اس کے بعد امیر یونس

Marfat.com

کو جزیرہ سے معزول کر کے مصر میں طلب کیا۔ اس کو خطرہ ہوا اور اس نے صلیبیوں کے پاس پناہ لی۔ والیِ دمشق اسماعیل۔ امیر حمص ابراہیم۔ اور حاکم کرک بھی اس کے ساتھ مل گئے۔ اور سب نے متفق ہو کر لشکر کشی کی۔ لوئی نہم فرانسیسی بادشاہ بھی ان کے ساتھ آ کر شریک ہو گیا۔ ۲۲ صفر ۶۴۷ھ میں دمیاط کو لے لیا۔ پھر فارسکور کی طرف بڑھے۔ ملک صالح بیمار تھا مگر ۴ مہینے مقابلہ میں جما رہا۔ آخر اسی سال ۱۴ شعبان کو انتقال کر گیا۔ اس کی بیوی شجرۃ الدر نے اس کی موت کو مخفی رکھا۔ یہاں تک کہ اس کا بیٹا ملک معظم توران شاہ حصن کیفا سے آ کر تخت نشین ہوا اس نے صلیبیوں کو سخت شکست دے کر نکال دیا۔

قاضی عزالدین

ملک صالح کے زمانہ میں علامہ عزالدین بن عبدالسلام مصر میں آئے پہلے یہ دمشق میں قاضی تھے۔ وہاں کے امیر اسمٰعیل نے جب صلیبیوں کو صیدا اور قلعۂ شقیف دینے کا وعدہ کر کے اپنے ساتھ ملایا اس وقت انہوں نے اعلان کرایا کہ خطبوں میں سے اسماعیل کا نام نکال دیا جائے۔ وہ یہ سن کر نہایت غضبناک ہوا۔ اس لئے یہ دمشق چھوڑ کر مصر کی طرف چلے۔ چونکہ نہایت محترم تھے اس وجہ سے امراء اور اعیان شہر نے روکنے کی کوشش کی۔ اور کہا کہ ہم اسماعیل کو راضی کر لیں گے۔ آپ ہمارے ساتھ چل کر صرف اس کی دستبوسی

Marfat.com

کر لیجیے۔ فرمایا کہ میں تو اس پر بھی راضی نہیں ہوں کہ تمہارا امیر میری دست بوسی کرے۔ چہ جائیکہ میں خود اس کا ہاتھ چوموں۔ اللہ کا شکر ہے جس نے اس آفت سے مجھ کو پناہ میں رکھا ہے۔ جس میں تم لوگ مبتلا ہو۔ جاؤ تم دوسرے عالم میں ہو میں دوسرے عالم میں ہوں۔ جب مصر پہنچے تو ملک صالح نے تکریم کی اور قضاء کا عہدہ دیا۔

اس زمانہ میں سلطانی حاجب امیر فخرالدین نے جس کے ہاتھ میں سلطنت کی باگ تھی ایک مسجد کے دروازہ پر بالاخانہ بنایا تھا جس پر نوبت بجائی جاتی تھی۔ قاضی موصوف نے جب اس کو دیکھا تو فوراً توڑنے کا حکم دیا اور امیر فخرالدین کے ناقابل شہادت ہونے کا اعلان کر دیا۔ اور یہ خیال کر کے کہ اس کی مخالفت میں میں اپنے منصبی فرائض ادا نہ کر سکوں گا استعفا دے کر عدالت سے چلے آئے۔ ملک صالح نے خود جا کر اس بالاخانہ کو گروا دیا اور ان کو راضی کر کے دوبارہ مسند عدالت پر لایا۔

فخرالدین اور اس کے رفقاء سمجھتے تھے کہ ان کے اعلان کا ہمارے اوپر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ اسی درمیان میں سلطان نے بغداد کے خلیفہ مستعصم کے پاس کسی امر خاص کے متعلق سفارت بھیجی۔ سفیر نے وہاں پہنچ کر جب خلیفہ کو پیغام سنایا تو خلیفہ نے پوچھا کہ اس کو تم سے خود سلطان نے کہا تھا یا کسی اور نے۔؟ اس نے جواب دیا کہ امیر فخرالدین نے۔ خلیفہ نے کہا کہ

عزالدین نے اس کو ساقط الاعتبار کر دیا ہے۔ اس لئے اس کی روایت ہم قبول نہیں کر سکتے۔ مجبوراً سفیر نے واپس آ کر سلطان کی زبان سے پیغام لیا اور جا کر جواب لایا۔

قاضی موصوف کے نزدیک یہ امر بھی پایہ ثبوت کو پہنچ گیا کہ ممالیک بحریہ جو سلطان کے زرخرید ہیں آزاد نہیں کئے گئے ہیں اس لئے اعلان کرایا کہ ان کے جملہ تصرفات خود مختارانہ از قسم بیع و شرئی و نکاح و طلاق وغیرہ بوجہ عدم حریت ناجائز ہیں اور حکم بھیجا کہ وہ سب کے سب حاضر آئیں میں ان کو فروخت کروں گا کیونکہ وہ بیت المال کی ملکیت ہیں۔ قاضی صاحب کو ان کے احباب نے اس کے انجام سے ڈرایا۔ مگر وہ اجرار حکم شرعی پر اڑے رہے۔ ممالیک نے جب یہ سنا تو قیامت برپا ہو گئی۔ اس لئے کہ وزارت امارت سپہ سالاری وغیرہ سلطنت کے تمام بڑے بڑے مناصب پر وہی لوگ تھے نائب السلطنت نے غضبناک ہو کر کہا کہ ہم روئے زمین کے ملوک ہیں۔ قاضی کی کیا مجال ہے کہ وہ ہمارے سامنے دم مار سکے۔ قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے ہاتھ سے اس کی گردن ماروں گا۔ یہ کہہ کر اپنے اعوان کی ایک جماعت کو ساتھ لئے ہوئے چلا۔ سب کے سب غصہ میں بھرے ہوئے اور برہنہ تلواریں ہاتھ میں لئے ہوئے تھے۔ جب ان کے گھر کے پاس پہنچے تو شور سن کر ان کا لڑکا باہر نکل آیا۔ کیفیت دیکھ کر سہما ہوا اندر بھاگا اور باپ کو مطلع کیا۔ نہایت بے پرواہی سے

ہوئے کہ تیرے باپ کا یہ رتبہ کہاں کہ اس کا خون راہ حق میں بہایا جائے اور یہ کہتے ہوئے باہر نکل آئے۔

نائب السلطنت کی نگاہ جب اُن پر پڑی تو جلال حق سے کانپنے لگا تلوار ہاتھ سے گر گئی اور رو کر بولا کہ یا مولانا! آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ فرمایا کہ تم لوگوں کو فروخت کروں گا۔ بولا کہ قیمت کون لے گا۔ جواب دیا کہ میں۔ اور اس کو مسلمانوں کے مصالح میں صرف کروں گا۔ چنانچہ یہی کیا۔

قاضی عزالدین کا لقب سلطان العلماء تھا۔ مصر کے مشہور اور نامور امام شیخ تقی الدین ابن دقیق العید جن کو بعضوں نے ساتویں صدی کا مجدد لکھا ہے ان کے شاگرد تھے۔

ملک معظم

غیاث الدین توران شاہ پسر ملک صالح نجم الدین ملک معظم کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ اس نے جملہ امراء کو برطرف کر کے ان لوگوں کو مقرر کیا جو اس کے ساتھ حصن کیفا سے آئے تھے۔ اس وجہ سے ممالیک ناراض ہو گئے۔ دو مہینے بھی نہ گزرنے پائے کہ ۲ محرم ۶۴۸ھ میں اس کو قتل کر ڈالا۔

شجرۃ الدر

چونکہ معظم کے کوئی بیٹا نہ تھا اس وجہ سے امراء میں اختلاف پیدا ہوا

کہ کس کو تخت پر بٹھائیں۔ قریب تھا کہ جنگ تک نوبت پہنچ جائے۔ شجرۃ الدر نے جو ایک شامی کنیز تھی اور ملک صالح نے اس کے حسن و جمال اور عقل و فہم کو دیکھ کر اپنے نکاح میں لے لیا تھا ممالیک کا پلہ بھاری دیکھ کمان کے سرغنہ عز الدین ایبک کو اپنے ساتھ متفق کر لیا۔ خود ۱۰ صفر ۶۴۸ھ کو تخت سلطنت پر بیٹھ گئی۔ اور اس کو اپنا وزیر بنا لیا۔

خلیفہ بغداد مستعصم نے عورت کی سلطنت کو جائز نہیں رکھا۔ اس وجہ سے تین مہینہ کے بعد اس کو تخت چھوڑ دینا پڑا۔ عز الدین ایبک نے ملکۂ مذکورہ کے ساتھ شادی کر لی اور خود تخت نشین ہو گیا۔ اس وقت سے ایوبی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

شجرۃ الدر کی ایک یادگار اب تک قائم ہے۔ یعنی مصری محمل جو اسی کے عہد سے غلاف کعبہ لے کر مکہ کو بھیجا جاتا ہے۔

❊ ❊ ❊

دولت ممالیک بحریہ

(۶۴۸ھ سے ۷۸۴ھ تک)

ترکی ملوک خلیفہ معتصم اور اس کے بعد احمد بن طولون کے زمانہ سے مصر پہنچ گئے تھے۔ پھر عہد فاطمی میں ان کی اور کثرت ہوئی۔ مگر ان ممالیک بحریہ کا مولد ومنشا دوسرا تھا۔ یہ روسی ممالک دشت قبچاق۔ قزوین اور کوہ قاف کے علاقوں سے تاتاری حملوں کے زمانہ میں بھاگ کر اسلامی ملکوں میں آ گئے تھے۔ لوگوں نے جا بجا سے لے جا کر ان کو مصر میں فروخت کیا۔ ملک صالح نجم الدین ایوبی نے خرید کر ان میں سے اپنے درباری اور امراء دولت منتخب کئے۔ بڑے بڑے عہدوں پر مقرر کیا اور جزیرہ روضہ کے قریب رہنے کے لئے ان کو زمین عطا کی جہاں انہوں نے عظیم الشان محلات اور قلعے تعمیر کرائے۔

چونکہ اس مقام پر دریائے نیل کی دو شاخیں ملی ہیں جن کی وجہ سے وہ بحر کے نام سے مشہور ہو گیا ہے اس لئے یہ ممالیک بحری کہلائے۔ دولت ایوبی

کی کمزوری اور اپنے استیلار کی وجہ سے آخر میں تخت سلطنت پر قابض ہو گئے۔

معز جاشنگیر

عزالدین ایبک جمادی الاول ۶۴۸ھ میں تخت نشین ہوا۔ اور اپنا لقب معز جاشنگیر رکھا۔ اہل مصر مملوک ہونے کی وجہ سے اس کی حکومت سے خوش نہ تھے۔ مگر اس نے داد و دہش سے فوج کو ہمیشہ اپنے قابو میں رکھا۔

ناصر الدین یوسف ایوبی جو دمشق پر متغلب ہو گیا تھا ملک معظم کا انتقام لینے کے لئے صلیبیوں کے ساتھ مل کر مصر پر لشکر کشی کا ارادہ رکھتا تھا۔ معز نے بھی اطلاع پا کر صلیبیوں کو کچھ دے کر اپنے موافق کر لیا۔ ناصر الدین نے بیس ہزار فوج روانہ کی جس کو غزہ میں مصریوں نے شکست دیدی۔ اس کے بعد وہ خود ایک لشکر گراں لے کر دمشق سے آیا۔ اس کو بھی معز اور اس کے سپہ سالار فارس الدین اقطائی نے پسپا کر دیا۔

اب اسے مجبوراً مصر کو مالیک ہی کے ہاتھ میں چھوڑ دینا پڑا۔ لیکن ازراہ دانشمندی ان کے ساتھ یہ معاہدہ کر لیا کہ صلیبیوں کے مقابلہ میں دونوں فریق متحد رہیں گے۔

مصالحت کے بعد قاہرہ میں پہنچ کر معز نے والی موصل کی بیٹی سے شادی کا پیغام بھیجا۔ شجرۃ الدر نے اس رشک میں اپنی لونڈیوں کے ذریعہ سے

Marfat.com

ربیع الاول ۶۵۵ھ میں حمام میں اس کو قتل کرادیا۔ اس کے غلاموں نے جب سنا تو شجرۃ الدر کو بھی مار کر فصیل کے نیچے خندق میں پھینک دیا۔

معز نے مصر قدیم میں شاطی نیل پر ایک بڑا مدرسہ بنوایا تھا جس پر ملکیت وقف کی تھی۔

ملک منصور نورالدین

معز کے بعد امرار نے اس کے بیٹے نورالدین علی ایبک کو جس کا سن پندرہ سال تھا ملک منصور کا لقب دے کر تخت پر بٹھایا۔ اور سیف الدین محمود قطوزی بن سوددو کو جو خوارزم شاہ کا بھانجا تھا اور تاتاریوں کے خوف سے مصر میں آکر معز کا معتمد خاص بن گیا تھا اتابک مقرر کیا۔ منصور کی تخت نشینی کے دوسرے سال ۶۵۶ھ میں ہلاکو نے بغداد کو تباہ کیا جس سے مصر میں بھی خوف چھا گیا قطوزی نے امرار اور علمار کو جمع کر کے کہا کہ یہ موقع اسلامی سلطنتوں کے لئے سخت خطرہ کا ہے۔ تاتاریوں نے مرکز خلافت کو غارت کر ڈالا۔ اب شام کی طرف آئے ہیں اور بالیقین مصر پر بھی حملہ آور ہوں گے۔ اس لئے اس وقت کار آزمودہ اور مدبر سلطان کی ضرورت ہے۔ نہ کہ ایک نادان بچہ کی جو دن بھر غلاموں کے ساتھ مجز کبوتر اڑانے کے اور کچھ نہیں جانتا۔ لوگوں نے اس کی رائے سے اتفاق کیا اور ۲۴ ذیقعدہ ۶۵۷ھ میں منصور کو تخت سے اتار کر اسی کو بوجہ

شجاع و مدبر ہونے کے مسند نشین کر دیا۔ اور مظفر لقب رکھا۔

ملک مظفر سیف الدین

ہلاکو نے دمشق اور سواحل شام کو فتح کر کے مصر کا ارادہ کیا اور ملک مظفر کو لکھا کہ ملک بلا جنگ میرے حوالہ کر دو ورنہ تمہارا بھی وہی حشر ہو گا جو اہل بغداد کا ہوا۔

مظفر ہراساں ہوا۔ مگر مصری فوجوں نے جو صلیبیوں پر پیہم فتوحات حاصل کر چکی تھیں ہلاکو کی دھمکی کی پرواہ نہ کی اور لڑنے کے لیے تیار ہو گئیں وہ ان کو لے کر مقابلہ کے لیے چلا۔

اسی درمیان میں ہلاکو کو اپنے باپ کے انتقال کی خبر پہنچی اور وہ شام میں مصریوں کے مقابلہ کے لیے اپنے نائب امیر کتبغا کو چھوڑ کر خود واپس چلا گیا۔ شوال ۶۵۸ھ میں عین جالوت پر فریقین میں معرکہ ہوا جس میں تاتاریوں نے سخت ہزیمت اٹھائی۔ کتبغا مارا گیا۔ اس کا بیٹا قید ہوا۔ اور مصریوں کو بہت مال اور ہتھیار ساز و سامان غنیمت میں ملا۔

مظفر نے بیبرس بندقداری کو تاتاریوں کے تعاقب میں بھیجا اور وعدہ کیا کہ اگر تم ان کو شام کی سرحد سے نکال دو گے تو میں تم کو حلب کی ولایت دوں گا اس نے سارا شام تاتاریوں سے خالی کرا لیا۔ لیکن مظفر نے وعدہ نہیں پورا کیا۔ اور

Marfat.com

والی موصل کے بیٹے علاء الدین کو حلب کا والی کر دیا۔

بیبرس نے جب یہ دیکھا تو ملوکوں کی ایک جماعت کو ملا کر واپسی میں قاہرہ کے متصل موقع پا کر مظفر کو مار ڈالا۔ اس کے بعد فوراً یہ جماعت قصر سلطانی میں پہنچی وہاں فارس الدین اقطائی نے جو منصور کا اتالیق اور ممالیک کا سرغنہ تھا پوچھا کہ پہلا وار کس نے کیا تھا؟ بیبرس نے کہا میں نے۔ بولا کہ تمہیں تخت پر بیٹھ جاؤ۔ اسی وقت اس کی مسند نشینی کا اعلان ہوا۔

ملک ظاہر بیبرس

رکن الدین بیبرس بندقداری ۱۷ ذیقعدہ ۶۵۸ھ کو تخت سلطنت پر بیٹھا بہاء الدین کو وزیر اور بیلی ملک کو خزانچی مقرر کیا۔ ملک مظفر کے جتنے لوگ تھے ان کی دل جوئی کے لئے مناصب پر بحال رکھا۔

خلافت عباسی

بغداد کی تباہی اور خلیفہ مستعصم کے قتل کے بعد ۶۵۹ھ میں عباسی خاندان کا ایک شخص ابو القاسم احمد جو اپنے آپ کو ظاہر بامر اللہ خلیفہ بغداد کا بیٹا کہتا تھا مصر کی طرف پہنچا۔ بیبرس نے اس کا شاہانہ استقبال کیا اور بڑے تزک و احتشام کے ساتھ اس کو قاہرہ میں لے گیا۔

Marfat.com

چونکہ مستعصم کے بعد سے ساڑھے تین سال سے منصب خلافت خالی تھا۔ اس لئے چاہا کہ پھر اس کو قائم کرے علماء اور قضاۃ کو جمع کیا۔ احمد مذکور کا نسب ثابت کرنے کے بعد مستنصر کے لقب سے اس کو خلیفہ بنایا اور سب سے بیعت لی اس وقت سے عباسی خلافت قاہرہ میں آگئی

فتوحات

ملک کے اندرونی انتظامات کی طرف سے جب اس کو اطمینان ہو گیا۔ وقت لشکر تیار کر کے صلیبیوں کے مقابلہ کے لئے بڑھا۔ پورے دو سال سنہ ۶۶۳-۶۶۴ھ تک لڑتا رہا اور شام کے ایک ایک شہر سے ان کو نکالا۔ پھر آرمینیہ کو فتح کرتا ہوا اناطولیہ تک پہنچ گیا۔ وہاں ہلاکو کا بیٹا ریگا خاں مقابلہ کے لئے آیا۔ اس کو ہزیمت دی۔

سنہ ۶۶۵ھ میں مصر آکر پھر ملکی انتظام کے ساتھ ساتھ جنگی تیاری شروع کی اور سنہ ۶۶۶ھ میں فلسطین کے صلیبیوں پر حملہ کیا وہاں سے انطاکیہ بلکہ اس سے بھی آگے مقام مرقیہ تک فتح کرتا ہوا چلا گیا۔ ادھر سے پلٹ کر اسی سال بغداد واپس لیا۔

باطنیوں کو ہرچند ہلاکو نے غارت کر ڈالا تھا مگر ان کا خاتمہ نہیں ہوا تھا۔ سنہ ۶۷۰ھ میں پھر ان کی شورشیں بڑھیں۔ بیبرس خود فوج لے کر گیا۔ ان کے قلعے

Marfat.com

فتح کر لیئے اور سب کو تہ تیغ کر ڈالا۔ جس کے بعد یہ جماعت ہمیشہ کے لیئے ختم ہو گئی۔

تاتاریوں نے پھر شام پر یورش کی۔ ان کے مقابلہ کے لیئے امیر قلادون کو بھیجا۔ جس نے شکست پر شکست دے کر ان کو وہاں سے نکالا۔ بیبرس امیر مذکور کی بہادری سے نہایت خوش ہوا۔ اور اپنے بیٹے کو اس کی بیٹی کے ساتھ بیاہ دیا کہ اس کا حامی رہے۔

۶۷۴ھ میں امیر آق سنقر کو نوبیا کی طرف بھیجا۔ اس نے وہ سارا علاقہ فتح کر لیا۔

۶۷۵ھ میں تاتاریوں نے اباقا خان پسر ہلاکو کی قیادت میں عراق عجم پر چڑھائی کی۔ بیبرس مقابلہ کے لیئے پہنچا۔ نہایت خوں ریز جنگ ہوئی جس میں فریقین کے قریباً ایک لاکھ آدمی مارے گئے۔ آخر میں تاتاری ہزیمت اٹھا کر بھاگے۔ اس کے بعد بیبرس نے قیساریہ کا رخ کیا جو صلیبیوں کے قبضہ میں تھا اور جنہوں نے تاتاریوں کی آمد کی خبر پا کر مسلمانوں پر حملے شروع کر دیئے تھے۔ ان کو مغلوب کر کے شہر میں نہایت شان و شوکت سے داخل ہوا۔

فتح قیساریہ کے بعد دمشق میں آیا۔ وہیں بیمار ہو کر ۲۷ محرم ۶۷۶ھ میں وفات پائی۔

صفات بیبرس

سلطان بیبرس اپنے کارناموں۔ فتوحات۔ شجاعت۔ شان و شوکت اور وسعت سلطنت کے لحاظ سے سلطان صلاح الدین سے کم نہ تھا۔ ایک طرف اس نے صلیبیوں کو سخت سے سخت شکستیں دے کر بجز عکا اور طرابلس شام کے تمام مقبوضات چھین لیئے۔ دوسری طرف بغداد واپس لیا اور تاتاریوں کو ایسی ہزیمتیں دیں کہ ان کا رخ شام اور مصر کی طرف سے پھیر دیا۔ اور باطنیوں کو جو مار آستین تھے ہمیشہ کے لیئے فنا کر دیا۔

کشیدہ قامت۔ خوش رو۔ خوش وضع۔ جاہ و جلال میں بے نظیر۔ شہسواری میں فرد۔ سپہ گری کا ایسا شائق کہ امراء۔ شہزادوں اور سپاہیوں کو لیکر میدان میں تیر اندازی۔ شمشیر زنی۔ نیزہ بازی اور سواری کی روزانہ مشق کرتا۔ اور سب کو اس کی ترغیب دلاتا۔ ہمہ تن عمل تھا۔ جہاد کا عاشق اور شرع کا پابند تمام ناجائز محاصل موقوف کر دیئے۔ مسکرات یک قلم اٹھا دیں۔ فواحش کا انسداد کیا۔ اور شعائر دینی کا ہمیشہ احترام رکھا۔ اسی کے عہد سے مصر میں یہ دستور جاری ہے کہ جب محمل شریف کعبہ کے لیئے روانہ ہوتا ہے تو پہلے اس کو سارے شہر میں گشت کراتے ہیں اس کے آگے غلاموں کے اکھاڑے ہوتے ہیں جو جگہ جگہ ٹھہر کر نیزوں اور تلواروں کے کرتب دکھاتے ہیں۔

۶۶۷ھ میں وہ خود حج کے لیئے گیا تھا۔ خانہ کعبہ کو عرق گل سے اپنے ہاتھوں سے مل مل کر غسل دیا۔ اور دیبا کا غلاف چڑھایا۔ مدینہ میں دیکھا کہ تحجر

قبر شریف نبوی کے قریب جاکر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس کو ادب کے خلاف سمجھ کر وہ محجر لگوا دیا جو آج تک موجود ہے۔ مسجد نبویؐ اس سے پیشتر جل گئی تھی۔ خلیفہ مستعصم نے اس کی تعمیر بھی شروع کرائی تھی لیکن اسی درمیان میں وہ تاتاریوں کے ہاتھوں سے مارا گیا۔ بیبرس نے اس کو مکمل کرایا۔

سخاوت اور فیاضی میں بے مثل تھا۔ ہزاروں من غلہ فقراء۔ مساکین اور ارباب زوایا میں تقسیم کراتا۔ رمضان میں مطبخ سے بے شمار اہل حاجت کو کھانا دیتا اور حرم میں شرفاد مجاورین کے لئے وظائف بھیجتا بے کسوں کی تجہیز و تکفین کے لئے اپنی خاص ملکیت وقف کردی تھی

قضاۃ اربع

مصر میں علاوہ دیگر رفاہ عام کے کاموں کے اس نے ایک عظیم الشان جامع اور دار العدل تعمیر کرایا۔ ہفتہ میں ایک روز خود بھی آکر قضاۃ کے ساتھ فیصل مقدمات کے لئے بیٹھا کرتا۔

مصر اور شام میں ابتدار سے بالعموم شافعی مذہب رائج تھا۔ اسی وجہ سے وہاں قاضی بھی ہمیشہ اسی مذہب کے مقرر ہوتے رہے۔ کبھی کبھی ضرورت پر وہ خود اپنی طرف سے دوسرے مذاہب کے علمار کو اپنا نائب بنالیتے تھے۔

فاطمیہ کے عہد میں جب تشیعت اور اسماعیلیت پھیلی اس وقت افضل

امیر الجیوش کے بیٹے احمد نے اپنی وزارت ۵۲۵ھ میں چار مذاہب کے مستقل قاضی مقرر کئے۔ سلطان بن رشا شافعی۔ ابو محمد عبد المولیٰ مالکی۔ افضل بن ازرق اسماعیلی اور ابن ابی کامل اثنا عشری۔

فاطمیہ کے انقراض کے بعد نور الدین اور صلاح الدین وغیرہ چونکہ شافعی تھے اس وجہ سے ان ممالک میں پھر اسی مذہب کے قاضی ہونے لگے۔ بیبرس کے زمانہ میں قاہرہ میں جمعہ کی نماز مذہب شافعی کے مطابق صرف ایک ہی جگہ جامع حاکمی میں ہوتی تھی۔ بیبرس نے جامع ازہر میں چاہا کہ جمعہ ہوا کرے۔ قاضی تاج الدین نے اجازت دینے سے انکار کیا۔ اس وجہ سے اس نے ایک حنفی قاضی صدر الدین سلیمان کو مقرر کر کے ان سے فتویٰ لے لیا۔ پھر مالکی قاضی شرف الدین عمر اور حنبلی شمس الدین محمد بھی مقرر کئے گئے۔ اس وقت سے وہاں مذاہب اربعہ کے قضاۃ ہونے لگے۔

امام نووی

بیبرس نے جب وہ دمشق میں تھا چاہا کہ جہاد کے صرفہ کے لئے مسلمانوں سے کچھ رقم وصول کرے۔ شامی علمار نے جواز کا فتوے لکھ دیا۔ علامہ محی الدین نووی صحیح مسلم کے مشہور شارح بھی بلائے گئے اور ان سے بھی دستخط کرنے کی درخواست کی گئی۔ انہوں نے انکار کیا اور سلطان سے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ تو

Marfat.com

امیر بند قدار کا زر خرید غلام تھا اور ایک حبہ کا بھی مالک نہ تھا۔ اب اللہ نے تجھ کو سلطنت دیدی ہے اور تو نے ہزاروں غلام خریدے ہیں جن کے سارے ساز و سامان طلائی ہیں۔ نیز تیرے محل میں سو کنیزیں ہیں جو زر و جواہر سے لدی ہوئی ہیں جب تک مجھے یہ نہ معلوم ہو جائے کہ یہ سب قیمتی چیزیں اپنے غلاموں اور کنیزوں سے تو نے فوجی ضرورت کے لئے لے لی ہیں اس وقت تک میں غریب مسلمانوں کے مال لینے کا فتویٰ تیرے حق میں کیسے لکھ دوں۔

یہ سخت جواب سن کر وہ برہم ہوا اور ان کے شہر بدر کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ اپنے وطن نودی میں چلے گئے۔ اس کے بعد علماء نے جا کر سلطان سے عرض کیا کہ نودی ہماری جماعت کے پیشوا اور امام ہیں ان کو یہاں سے نکال دینا مناسب نہ تھا۔ اس پر اس نے اپنے حکم کو منسوخ کیا اور ان کو دمشق میں رہنے کی اجازت دیدی۔ مگر انہوں نے کہا کہ میں اس وقت تک وہاں نہیں آسکتا جب تک بیبرس موجود ہے۔ اس کے دوسرے ہی مہینہ بیبرس کا انتقال ہو گیا۔

مورخین بالعموم امام نودی کے طرفدار ہیں۔ اور ان کے قول کو حق بجانب سمجھتے ہیں۔ لیکن جن علماء نے دستخط کئے تھے وہ سب کے سب نادان یا دنیا پرست نہ تھے۔ بیش از بیں نیست کہ سلطان اگر اپنے گھر سے اس جہاد کے چندہ کو شروع نہ کرے تو قصور وار ہے۔ لیکن جواز میں کیا شبہ۔ کیونکہ یہ اس کا ذاتی کام

Marfat.com

نہیں ہے۔ بادشاہ اسلام کو مدافعت کفار کے لئے مال دے دینا اس سے کہیں زیادہ آسان ہے کہ وہ غلبہ کر کے جان و مال دونوں پر مسلط ہو جائیں یہی وجہ تھی کہ سلطان ان سے برہم ہوا۔ ورنہ علماء کی توقیر ہمیشہ اس کا شیوہ تھا۔ چنانچہ اس کے آغاز عہد میں مصر میں علامہ عزالدین بن عبدالسلام کا ایسا اثر تھا کہ جو کہتے وہی ہوتا۔ اس نے کبھی ان کے خلاف دم مارنے کی جرأت نہ کی۔ اور جب وہ انتقال کر گئے تو کہا کہ آج تک شیخ فرماں روا تھا۔ اب میری حکومت شروع ہوئی۔

ملک سعید برقہ خاں

بیبرس کے بعد اس کا بڑا بیٹا ناصر الدین برقہ خاں سریر سلطنت پر آیا اس نے اپنے باپ کے ایک زر خرید غلام بلبائی کو وزیر مقرر کیا۔ جس کے حسن انتظام سے اہل مصر خوش تھے مگر وہ بہت جلد مر گیا۔ ملک سعید نے یہ خیال کیا کہ امراء نے قصداً اس کو ہلاک کر ڈالا ہے۔ اس وجہ سے ان کی طرف سے بدگمان ہو گیا بہت کچھ غور و تامل کے بعد آخر میں آق سنقر فاتح نوبیا کو وزارت پر بلایا۔ مگر اس سے خوش نہ ہوا۔ اس وجہ سے اسکندریہ کے برج میں گلا گھونٹ کر مار ڈالا ارکین سلطنت اس کے خلاف ہو گئے اور سازشیں کرنے لگے۔ اسی درمیان میں مشہور ہوا کہ شرف الدین سنجر امیر دمشق نے خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ ملک سعید خود بھی

لے کر پہنچا۔ وہاں معلوم ہوا کہ یہ امراء مصر کا ایک فریب تھا۔ جس کی کچھ حقیقت نہ تھی۔ واپس آکر ان کو سزا دینی چاہی۔ مگر انہوں نے جتھا باندھ کر اسی کو محصور کر لیا۔ چاہتے تھے کہ قتل کر ڈالیں لیکن خلیفہ حاکم بامر اللہ نے روکا۔ آخر میں انہوں نے اس کو تخت سے اتار کر قلعہ میں مقید کر دیا۔ اور اس کے بھائی سلامش کو ملک عادل کے لقب سے سلطان بنایا۔

ملک عادل سلامش

ربیع الاول ۶۷۸ھ میں تخت پر بیٹھا۔ اس کا سن صرف سات سال تھا۔ امیر سیف الدین قلاؤون اتابک مقرر کیا گیا۔ اس نے چھ مہینہ کے بعد اس کو تخت سے اتار کر قلعہ کرک میں بھیجدیا اور خود تخت نشین ہو گیا۔ لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور ملک منصور لقب دیا۔

ملک منصور قلاؤون الفی

سیف الدین قلاؤون کو آق سنقر نے ایک ہزار دینار پر خرید کیا تھا۔ اس وجہ سے الفی کہا جاتا تھا۔ ملک صالح نے اس کی قابلیت دیکھ کر ۶۴۷ھ میں آزاد کر دیا۔ اس وقت سے اس نے عروج حاصل کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ رجب ۶۷۸ھ میں تخت سلطنت پر پہنچ گیا۔

حکومت پر آتے ہی اپنے اعوان و انصار کو بڑے بڑے عہدوں پر مقرر کیا اور اپنے کاتب خاص فخر الدین کو وزارت کا قلمدان بخشا۔

شرف الدین سنجر والئ دمشق نے اب واقعی خود مختاری کا اعلان کر دیا اور اپنا لقب ملک عادل رکھا۔ شامیوں نے بالعموم اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

ملک منصور نے امیر طرنطائی سپہ سالار افواج مصر کو اس فتنے کے رفع کرنے کے لئے بھیجا۔ مقابلہ بہت سخت تھا۔ مگر آخر میں ملک عادل گرفتار ہو گیا۔ اس کو قاہرہ میں لائے اور سلطان کے حکم سے تاریک زندان میں قید کر دیا۔ دمشق کی امارت حسام الدین لاچین کو دی گئی۔

۸۶ھ میں ہلاکو کے دو بیٹوں نے شام پر فوج کشی کی اور دو لشکر لے کر آئے ایک اباقا خان کی قیادت میں تھا اور دوسرا جس میں اسی ہزار سوار تھے اس کے بھائی منجو تیمور کی۔ ملک منصور اپنی ساری فوجیں مرتب کر کے لے گیا۔ حمص کے متصل ۱۴ رجب کو صف آرائی ہوئی۔ نہایت سخت جدال و قتال کے بعد آخر میں منجو تیمور مارا گیا۔ اباقا خاں ہزیمت خوردہ فوج کو لئے ہوئے بھاگ کر ہمدان پہنچا۔ وہاں اس کے بھائی تیکودار اوغلان نے اس کو زہر دے کر مار ڈالا اور خود حکمراں ہو گیا۔ اس کے بعد اسلام قبول کر کے اپنا نام احمد خاں رکھا اس وجہ سے تعلقات مصریوں کے ساتھ برادرانہ ہو گئے۔ اور فریقین میں باہمی موالات کا

Marfat.com

عہدنامہ لکھا گیا۔

تاتاریوں میں اسلام

تاتاری اگرچہ جاہل، وحشی، سفاک اور خون آشام تھے۔ مگر ان میں کچھ صفات بھی تھیں جن میں نمایاں تر آئین و نظام کی پابندی، صداقت، باہمی محبت اور رواداری تھی۔ ہمیشہ دوسروں کے عقائد کا احترام کرتے اور مکر و فریب سے نفرت رکھتے تھے غالباً انہیں خوبیوں کے باعث اللہ تعالے نے ہدایت کے لئے ان کے دلوں کو کھول دیا۔ ورنہ یہ قیمتی دولت سب کو نہیں ملتی۔

چنگیز خاں کے ساتھی تاتاری جب اسلامی ممالک میں داخل ہوئے اور مسلمانوں سے میل جول کا ان کو موقع ملا اسی وقت سے ان میں سے لوگ مسلمان ہونے شروع ہو گئے۔ مگر جو اس دین کو اختیار کرتے وہ اپنے امراء کے خوف سے اسلامی ریاستوں خاص کر مصر میں چلے جاتے۔

۶۸۰ھ میں جب ان کے بادشاہ احمد خاں مذکور نے اسلام قبول کر لیا تو بالعموم تاتاری مسلمان ہو گئے۔ یہاں تک کہ قوبیلای قاآن کے پوتے انندہ سلطان نے بھی جو ختا کا حکمران تھا مع اپنی ڈیڑھ لاکھ فوج کے اس دین کو اختیار کر لیا۔ اور دن رات عبادت اور تلاوت میں بسر کرنے لگا۔ خاقان اعظم نے اس کو بلا کر سمجھانے اور باز رکھنے کی کوشش کی مگر اس نے ایسے جوابات دیئے

Marfat.com

جن سے خود اس کی اور دین اسلام کی وقعت اس کے دل میں بڑھ گئی اور
اس نے کچھ نہ کہا۔ چنانچہ ختا کے اکثر باشندے بھی مسلمان ہو گئے۔

۶۸۸ھ میں طرابلس شام کے صلیبیوں نے سر اٹھایا۔ ملک منصور نے
جاکر اس کو فتح کر لیا اور پورے ۱۸۵ سال کے بعد ان کے تغلب سے اس اسلامی
خطہ کو آزادی دلائی۔ وہاں سے واپس آکر ۱۶ ذیقعدہ ۶۸۹ھ کو قاہرہ میں انتقال
کر گیا۔

ملک منصور عاقل۔ شجاع۔ مطبوع اور کم سخن تھا۔ حسن انتظام سے اس کے
عہد میں رعایا کو کامل امن اور آرام نصیب رہا۔ اس کی یادگار جامع منصوری اور
عظیم الشان مارستان ہے۔ اس نے اپنے بیٹے علی کو جو شاہانہ اوصاف رکھتا
تھا ولیعہد بنا کر سلطنت اور جہانبانی کے طریقے سکھلائے تھے۔ مگر وہ ۶۸۷ھ
میں مر گیا۔ اس غم نے موت تک اس کا ساتھ نہ چھوڑا۔

ملک اشرف خلیل

ملک منصور کے بعد اس کا بیٹا خلیل تخت پر بیٹھا۔ صلیبیوں کی حکومت
صرف عکا میں رہ گئی تھی۔ ۶۹۰ھ میں اس نے جاکر ان کو وہاں سے بھی نکال دیا۔
اب کل ارض مقدس اسلامی قبضہ میں آگئی۔

۶۹۱ھ میں آرمینیہ کی طرف فوج کشی کی اور ارض روم کو فتح کیا۔ وہاں

اسی پر ۶۹۳ھ میں غلاموں نے اس کو قتل کر ڈالا۔ وجہ یہ ہوئی کہ ملک اشرف اور نیز اس کا باپ دونوں چرکسی غلاموں کے بہت قدردان تھے۔ ہزاروں خرید ڈالے اور وہی ان کے معتمد علیہ ہو گئے۔ ممالیک سابقہ کو رشک پیدا ہوا۔ اس وجہ سے انھوں نے اتفاق کر کے اس کو قتل کیا۔ اس سازش میں رئیس الممالیک بیدرا۔ لاچین نائب شام، قراسنقر والی حلب اور بہادر شیدیوں کا سردار شریک تھے۔

قتل کے بعد بیدرا کے سر پر تاج رکھا گیا۔ لیکن چرکسوں نے اسی دن اس کا سر کاٹ لیا۔ اور نیزہ پر رکھ کر شہر میں تشہیر کی۔ لاچین وغیرہ خوف سے روپوش ہو گئے۔

ملک ناصر محمد بن قلاوون (بار اول)

چرکسوں نے ملک اشرف کے دوسرے بھائی محمد کو تخت پر بٹھایا۔ اس کی عمر صرف نو سال تھی۔ اس وجہ سے ملک منصور کے غلاموں میں سے زین الدین کتبغا نے نیابتاً سلطنت کی باگ اپنے ہاتھ میں لی اور علم الدین سنقر وزیر ہوا۔ ان دونوں میں سے ہر ایک تخت سلطنت کا خواہاں تھا۔ اس باہمی کشمکش کا نتیجہ یہ ہوا کہ سنقر مارا گیا۔ اب کتبغا کے لئے راستہ صاف تھا اس نے ۹ محرم ۶۹۴ھ میں ناصر کو تخت سے اتار کر قلعہ کرک میں جو سلاطین کی

Marfat.com

نظر بندی کے لیے مخصوص تھا بھیجدیا۔ اور خود اس پر بیٹھ گیا۔

ملک عادل کتبغا

کتبغا کا لقب ملک عادل رکھا گیا جو بیبرس کے بیٹے سلامش کا تھا۔ اور امیر حسام الدین لاجین جو غنی تھا بلا کر وزیر بنایا گیا۔ اس کے زمانہ میں مصر میں طاعون اور قحط دونوں ایک ساتھ پھیلے اور کثرت سے مخلوق تباہ ہوئی۔

۶۹۵ھ میں تاتاریوں کی ایک جماعت اپنے سردار طرغائی کے ساتھ جو ہلاکو کے بیٹے منجو تیمور کا داماد تھا مصر میں آئی۔ یہ لوگ اویرا تیہ قبیلہ کے کفار تھے جو سلطان غازان محمود بن ارغون کے خوف سے بھاگ کر آئے تھے۔ ملک عادل نے بوجہ ہم قوم ہونے کے ان کو اپنی حمایت میں لیا۔ سواحل پر رہنے کے لئے زمین دی اور ان کے تین سو سرداروں کو بلا کر اپنے پاس رکھا اور بڑے بڑے عہدے عطا کئے۔ امراء دولت نے اس کو گوارا نہ کیا کتبغا کو تخت سے اتار دیا اور امیر لاجین کو ملک منصور کا خطاب دے کر جو اس کے آقا کا تھا سلطان بنا لیا۔

ملک منصور لاجین

محرم ۶۹۶ھ میں لاجین کے ہاتھ پر امارت کی بیعت ہوئی۔ اس زمانہ میں آرمینیہ کی طرف سے برابر اضطراب کی خبریں موصول ہو رہی تھیں۔ اس نے

کر پورا صوبہ قابو میں کیا۔ جب واپس آیا تو چرا کسہ نے بوجہ عداوت کے ۶۹۸ھ
میں قتل کر ڈالا اور اپنے آقا زادہ ملک ناصر کو جس کی عمر پندرہ سال ہو گئی تھی کرک
کے قلعہ سے لاکر تخت پر بٹھایا۔

ملک ناصر (بار دوم)

لاچین کے حامیوں نے کوشش کی کہ اس کو قتل کر ڈالیں مگر ناکام رہے
۷۰۰ھ میں سلطان غازان محمود مغول نے ایک فوج گراں لے کر شام پر
چڑھائی کی۔ ناصر نے جاکر اس کو شکست دی اور نکالا۔ تاتاریوں کے حملہ کی
وجہ سے آرمینیہ والوں نے بغاوت کر دی تھی اس کو فرو کرنے کے لئے ایبک
خزندار اور بدر الدین بکتاش کو فوجیں دے کر روانہ کیا۔ کتبغا کو بھی جو سلطنت
سے مخلوع ہونے کے بعد حلب کی امارت پر تھا ساتھ جانے کا حکم دیا۔ ان لوگوں
نے جاکر وہاں امن قائم کیا۔

جزیرہ ارواد میں فرنگیوں کی ایک جماعت قلعہ گیر تھی جن کا پیشہ بحری
غارتگری تھا۔ ناصر نے ۷۰۲ھ میں بحری فوج بھیجی جس نے پہونچ کر وہاں
قبضہ کر لیا۔

۷۰۴ھ میں سلطان مغرب ابو یعقوب یوسف نے پانچ سو گھوڑے اور
خچر مع طلائی ساز اور بیش قیمت ہدایا کے بھیجے جس سے دونوں ملکوں میں دوستانہ

Marfat.com

تعلقات قائم ہو گئے۔ حبش کا بادشاہ ابابی بھی قسم قسم کے جانور اور تحفے لے کر حاضر ہوا اور اپنے دشمنوں کے مقابلہ کے لئے امداد طلب کی۔ ناصر الدین نے ایک فوج اس کے ساتھ کر دی۔

باوجود اس عظمت کے وہ اپنے باپ کے غلاموں جاشنگیر اور سلار کے استبداد سے تنگ تھا۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ تخت پر رہنا اس کے لئے ناگوار ہو گیا۔ اس وجہ سے ۷۰۸ھ میں حج کے بہانہ سے قلعہ کرک میں بھاگ گیا اور وہاں سے مہر حکومت اور سلطنت سے دست برداری لکھ کر بھیجدی۔ ممالیک نے رکن الدین بیبرس جاشنگیر کو ملک مظفر کے لقب سے تخت نشین کر دیا۔

ملک مظفر بیبرس

بیبرس ثانی ۲۳ شوال ۷۰۸ھ کو تخت پر بیٹھا۔ پہلے ازراہ مہربانی ناصر کو کرک کی امارت کا فرمان بھیجدیا۔ جس سے وہ خوش ہوا۔ یہاں تک کہ اس کے نام کا خطبہ کرک میں پڑھا۔ مگر اس کے بعد مظفر نے اس کے غلاموں، سواری کے گھوڑوں اور اس رقم کا بھی مطالبہ کیا جو اس کو وہاں کی اپنی ملکیت سے حاصل ہوئی تھی۔ اس سے تنگ ہو کر ناصر نے امراء شام کے پاس فریاد کی۔ انہوں نے لکھا کہ ہم حمایت کے واسطے تیار ہیں۔ ناصر نے کرک میں اپنے غلام ارغون کو چھوڑا۔ اور خود شام کی طرف گیا۔ والی شام امیر برلک جو ممالیک کا سرغنہ

ور مظفر کا دشمن تھا منتخب جماعت کو لے کر اس کے ساتھ مصر کی طرف چلا۔ جب یہ لوگ غزہ میں پہنچے اکثر امرار مصر نے آکر اطاعت کا اظہار کیا۔ مظفر کے لئے مقابلہ کی کوئی صورت نہ تھی اس لئے امان مانگی۔ ناصر نے اس کو قید کر دیا۔ اور ۷۰۹ھ میں عید کے دن تخت پر بیٹھا۔

ملک ناصر (بار سوم)

ملک میں اب کوئی حریف نہ تھا۔ اس وجہ سے اطمینان اور سکون کے ساتھ انتظامات کی طرف توجہ کی۔ ناجائز محاصل موقوف کئے۔ دار العدل قائم کیا۔ جا بجا پل بنوائے۔ باغات لگوائے۔ قصور و محلات تعمیر کرائے۔ رصد گاہ قائم کی۔ اور وسیع مارستان بنوایا۔ جس کے اخراجات کے لئے املاک وقف کیں۔

اس کے عہد میں شام اور مصر میں ہر زمانہ سے زیادہ عمارات، مساجد اور جوامع تعمیر ہوئیں اور اب کی بار ۳۲ سال حکومت کر کے ۱۹ ذی حجہ ۷۴۱ھ میں وفات پائی۔

ملک ناصر جلیل القدر اور بارعب تھا۔ امن و امان اور دولت کی فراوانی کی وجہ سے اس کی سلطنت کی شان و شوکت بہت بڑھ گئی تھی۔ علم کا بھی شائق تھا۔ اور قاضی القضاۃ علامہ بدر الدین کے درس حدیث میں جا کر شریک ہوتا

Marfat.com

تھا۔ سیاسی سازشوں اور خطروں سے محفوظ رہنے کے لئے اس نے اپنے عہد میں خلیفہ عباسی کا نام خطبوں سے نکال دیا۔

اولادِ ناصر

ملک ناصر نے اپنے سب سے لائق بیٹے انوک کو سلطنت کے لئے تیار کیا تھا اور اسی کو ولی عہد بنایا تھا۔ لیکن وہ اس کی زندگی ہی میں سنہ ۷۴۰ھ میں وفات پا گیا۔ ناصر اس کے غم میں گھل گیا۔ یہاں تک کہ اس کے دوسرے سال انتقال کر گیا۔

اس نے آٹھ بیٹے چھوڑے تھے جو یکے بعد دیگرے تختِ سلطنت پر آئے لیکن کچھ ایسے انقلابات رہے کہ ان میں سے کوئی زیادہ عرصہ تک نہیں رہنے پایا۔

سب سے پہلے ناصر کا بڑا بیٹا سیف الدین ابوبکر سلطان بنایا گیا۔ اور ملک منصور رابع اس کا لقب رکھا گیا۔ لیکن چالیس دن کے بعد معزول کر کے مقام قوص میں جو بالائی مصر میں ہے بھیج دیا گیا۔ وہیں ۷۴۲ھ میں مر گیا۔

اس کی جگہ علاء الدین کوجک ملک اشرف کے لقب سے تخت پر بٹھایا گیا اس کی عمر صرف چھ سال تھی۔ پانچ مہینہ کے بعد یہ بھی مخلوع ہوا اور شہاب الدین احمد جو کرک میں نظر بند تھا لایا گیا۔ اس کا لقب ملک ناصر ثانی ہوا۔ ۱۲ محرم ۷۴۳ھ کو ممالیک نے اس کو معزول کر کے پھر کرک میں بھیج دیا۔ اور عماد الدین اسمٰعیل

Marfat.com

کو ملک صالح کے لقب سے تخت نشین کیا۔ اس نے تین سال ڈھائی مہینے سلطنت کی اور ربیع الثانی ۷۴۶ھ کو فوت ہو گیا۔ پھر زین الدین شعبان سلطان ہوا اس کا لقب ملک کامل رکھا گیا۔ لیکن کامل بدتدبیری اور بدخلقی میں تھا۔ اس وجہ سے امرار نے اس کو اتار دیا اور زین الدین حاجی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور مظفر لقب رکھا۔ یہ اُس سے بھی زیادہ نااہل نکلا اس وجہ سے ایک سال تین ماہ کے بعد ۷۴۸ھ میں قتل کر دیا گیا۔ اس کی جگہ حسن تخت نشین ہوا۔ اور ملک ناصر ثالث اپنا لقب رکھا۔ ۷۵۲ھ میں اتار دیا گیا۔ پھر صلاح الدین ملک صالح ثانی آیا تین سال اور ساڑھے تین مہینے کے بعد ۲۲ شوال ۷۵۵ھ میں یہ بھی نکال دیا گیا۔ اور حسن ملک ناصر ثالث دوبارہ لایا گیا۔ یہ چھ سال ۷ ماہ تخت پر رہا۔ آخر میں اپنے مملوک یلبغا خاصگی کے ہاتھ سے مارا گیا۔

ملک منصور خامس

حسن کے بعد اس کا بھتیجا محمد بن حاجی ملک منصور خامس تخت پر آیا۔ وسط شعبان ۷۶۴ھ میں ممالیک نے اس کو اتار دیا۔ اور اس کے چچازاد بھائی شعبان بن حسن بن محمد بن قلاوون کو لائے۔

ملک اشرف ثالث

شعبان مذکور کا لقب ملک اشرف ثالث ہوا۔ اس کے عہد میں فرنگیوں نے

سکندریہ کو لوٹ لیا۔ عورتوں اور بچوں کو پکڑ لے گئے۔ ملک اشرف مدافعت کے لئے پہنچا۔ لیکن وہ بھاگ چکے تھے۔

اس کے باپ کے مملوک یلبیغا نے جو نائب سلطنت تھا ممالیک پر سختی کی جس کی وجہ سے انہوں نے اس کو مار ڈالا۔ پھر قصر سلطانی کی طرف بڑھے۔ لیکن فوج نے ان کو روکا اور شکست دے کر تعاقب کیا۔ بہت سے مارے گئے اور بہت سے بھاگتے ہوئے دریا میں ڈوبے۔ بقیہ شہر بدر کر دیئے گئے۔

۷۷۸ھ میں ملک اشرف حج کے ارادہ سے نکلا۔ راستہ میں ممالیک کے سرغنہ طشتمر دوادار اور اس کی جماعت نے چاہا کہ قتل کر دیں۔ اس لئے بھاگ کر قاہرہ واپس آیا۔ یہاں دیکھا کہ امراء نے اس کے بیٹے علی کو ملک منصور سادس کے لقب سے سلطان بنا رکھا ہے۔ اس وجہ سے قبہ نصر میں پناہ گیر ہوا۔ ممالیک نے وہیں پہنچ کر ۵ ذی حجہ ۷۷۸ھ کو اس کا گلا گھونٹ دیا۔

ملک منصور سادس

علی کا سن سات سال کا تھا۔ امیر لاچین اتابک مقرر ہوا۔ پھر اس کی جگہ امیر قرطائی آیا۔ آخر میں برقوق نائب سلطنت ہوا۔ یہی دولت چراکسہ کا بانی ہے۔ سلطنت کا خیال اپنی امارت کے روز اول ہی سے اس کے دل میں تھا۔ لیکن آقا کی وفاداری کی وجہ سے کچھ دنوں صبر سے کام لینا مناسب سمجھا۔

Marfat.com

ملک منصور ۷۸۳ھ میں گزر گیا۔

ملک صالح حاجی

منصور کی وفات کے دن حاجی بن شعبان سلطان ہوا۔ ڈیڑھ سال کے بعد ۱۹ رمضان ۷۸۴ھ کو برقوق اس کو تخت سے اتار کر خود اس پر بیٹھ گیا۔

ملک صالح دولت ممالیک بحری کا آخری سلطان تھا۔

Marfat.com

دولت ممالیک چرکسیہ

(برجیہ)

(۷۸۴ھ سے ۹۲۳ھ تک)

ان ممالیک کا اصل مولد و منشا چرکس یا کرغز ہے جو نواحی سیبریا اور بحیرۂ بیکال کی طرف واقع ہے۔ چھٹی صدی عیسوی میں ان کے آبا و اجداد بالائی ایشیا کی طرف آئے اور بحر قزوین کے سواحل پر سکونت گزیں ہو گئے۔ انہیں کی اولاد کو ممالیک بحریہ میں منصور اور اشرف نے کثرت کے ساتھ خریدا۔ چونکہ دماغی اور جسمانی دونوں لحاظ سے یہ لوگ بہ نسبت سابقہ ممالیک کے بہتر تھے۔ اس لئے قلعوں کی حفاظت اور فوجی امارت وغیرہ ان کے سپرد ہوئی اور محل سلطانی کے امور بھی ان کے ہاتھ میں آ گئے۔

جب ان کی قوت اور تعداد بڑھ گئی اور ملک کی سیاست میں ان کا عنصر غالب ہو گیا اس وقت ان کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ کرسیٔ سلطنت پر جلوس

Marfat.com

فرمائیں۔ چنانچہ برقوق نے صالح کو اتار کر خود تخت پر قبضہ کر لیا۔

برقوق کا باپ انس قبیلہ کسا کا تھا۔ سرکیشیا سے ایک تاجر اس کو قرم میں لے گیا۔ وہاں ایک مسلمان عثمان نامی نے خرید لیا۔ اور ۷۶۲ھ میں مصر میں لاکر امیر یلبغا کے ہاتھ بیچ دیا اس نے اپنے غلاموں میں شامل کر لیا۔ اس کے بیٹے برقوق میں حسن و جمال، ذہن و ذکا، عقل و فہم اور رعب و ہیبت کے آثار تھے۔ اس وجہ سے یلبغا نے اس کو مصاحب خاص بنایا۔

برقوق نے علم و ادب بھی حاصل کیا اور علوم اسلامیہ میں اچھی مہارت پیدا کر لی۔ جس کے باعث اس کا وقار بہت بڑھ گیا۔ یلبغا نے اس کو شیخ کہنا شروع کیا اور امارت کا عہدہ دیا۔

جب یلبغا مخالفین کے ہاتھوں سے مارا گیا اس وقت برقوق اور ایک دوسرا مملوک امیر برکہ دونوں قید خانہ میں تھے۔ وہاں سے آزادی پاکر امیر منجک والیٔ دمشق کے پاس پہونچے اور اس کی فوج میں داخل ہو گئے۔ ملک اشرف شعبان نے برقوق کو مصر میں بلا لیا اور ایک ہزار سپاہیوں کا امیر بنا دیا۔ اس وقت سے سلطنت کی آرزو اس کے دل میں پیدا ہو گئی۔ چنانچہ سخت کوشش کر کے ..... ملک منصور کے عہد میں اتابکی کے عہدہ پر آگیا۔ آخر میں ملک صالح کے تخت نشین ہونے پر اپنی جماعت کی مدد سے سلطنت پر تغلب کر لیا۔

Marfat.com

ملک ظاہر برقوق

برقوق نے خلیفۂ وقت سے اپنی امارت کا فرمان لکھوایا۔ قضاۃ علماء اور امراء سے بیعت لی اور مصر کے سب سے بڑے آخری سلطان رکن الدین بیبرس بندقداری کا لقب ملک ظاہر اپنے لئے منتخب کیا۔

اس نے ملک کی انتظامی حالت درست کی۔ ممالیک بحریہ کے عہد میں جو ناجائز رسوم اور محاصل تھے ان کو موقوف کیا اور رعایا کی اقتصادی اور اخلاقی اصلاح کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ کی۔

اس زمانہ میں تیموری حملوں سے مشرقی ممالک میں ایک ہیجان برپا تھا۔ ۷۸۹ھ میں تیمور شام کی طرف پہنچا جس کی وجہ سے مصر میں بھی اضطراب پیدا ہو گیا۔ برقوق نے فوجیں جمع کیں اور جا کر حدود شام سے اس کو روکا۔ لیکن ادھر مصر میں خلیفۂ متوکل نے اس کے عزل کا فتویٰ دے دیا۔ جب وہ واپس آیا تو دیکھا کہ حالت دگرگوں ہے۔ امراء اور قضاۃ سے مل کر بڑی کوشش کے بعد آخر میں خلیفہ کو قید کیا اور اس کی جگہ عمر بن ابراہیم کو واثق باللہ کے لقب سے خلافت کی گدی پر بٹھایا۔ لیکن وہ شوال ۷۸۸ھ میں گزر گیا اس لئے زکریا بن ابراہیم کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی۔ اس نے مخالفت شروع کی برقوق نے اس کو بھی معزول کر کے ۷۹۱ھ میں دوبارہ متوکل کو خلیفہ بنایا اس نے پھر اس کی معزولی کی کوشش شروع کی۔ چونکہ امیر الامراء منطاش اور دوسرے امراء بھی خلیفہ کے ساتھ سازش میں

شریک تھے اس وجہ سے برقوق کا کچھ بس نہ چلا وہ قلعہ کرک میں بھیدیا گیا اور حاجی بن شعبان ملک صالح دوبارہ تخت پر لایا گیا۔ مگر ایک سال بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ وہ معزول ہوا۔ اور ۱۴ صفر ۷۹۲ھ میں برقوق پھر بلایا گیا۔ اب کے اس نے ملک صالح اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کردیا۔

۷۹۴ھ میں قرا یوسف والی فارس نے تبریز کو بطور نذر پیش کش کیا۔ برقوق نے اس کے لئے خلعت بھیجا اور فرمان لکھا کہ سلطنت مصر کی طرف سے تبریز اور اس تمام علاقہ کی امارت تم کو دی جاتی ہے جو فتح کرسکو۔ اسی درمیان میں ادھر تیمور کا گزر ہوا۔ قرا یوسف معہ اپنے ایک حلیف احمد بن یوسف کے بھاگا اور قیصر قسطنطنیہ منویل کے پاس پناہ لینی چاہی۔ اس نے انکار کیا۔ کیونکہ وہ ایک جدید طاقت یعنی دولت عثمانیہ سے جس کی صبح سعادت طلوع ہو رہی تھی لرزاں تھا اس لئے وہ دونوں مصر آئے۔ برقوق نے ان کو عزت کے ساتھ رکھا۔

۷۹۷ھ میں سلطان عثمانی بایزید پسر مراد نے مصر میں معاہدہ کے لئے سفیر بھیجا اور یہ بھی خواہش کی کہ خلیفہ عباسی اناطولیہ اور اس کے مفتوحہ علاقوں کی امارت کا فرمان اس کے نام لکھ دے۔ چنانچہ عہد نامہ اور فرمان دونوں لکھے گئے۔

اس کے بعد امیر تیمور کے قاصد پہنچے اور قرا یوسف کی حوالگی کا مطالبہ کیا برقوق نے نرمی کے ساتھ اس سے انکار کیا۔ قاصدوں نے سخت کلامی کی جس

Marfat.com

ان کو قتل کرا دیا۔ تیمور نے برافروختہ ہو کر شام پر حملہ کر دیا اور رہا سے حلب تک خون کے دریا بہا دیئے مگر وہیں تک آکر رک گیا۔

برقوق نے مصر میں افواج اور اسلحہ کی ترتیب شروع کی اور ساز و سامان درست کر کے مدافعت کے لئے تیار ہو گیا۔ لیکن ۸۰۱ھ میں ۱۵ شوال کو مرگی کے دورہ میں اچانک انتقال کر گیا۔

جامع برقوق اور مدرسہ ظاہریہ اس کی یادگاریں باقی ہیں۔ نہایت فیاض اور علم دوست تھا۔

ملک ناصر زین الدین

برقوق کا بڑا بیٹا زین الدین فرج باپ کی جگہ پر سریر سلطنت پر بیٹھا۔ اتابک ایطمش نے تیم فرسانی نائب دمشق اور یلبغا والی حلب کو متفق کر کے بغاوت کر دی۔ ناصر نے فوج کشی کی۔ فلسطین میں فریقین کا مقابلہ ہوا۔ جس میں باغیوں نے شکست کھائی اور اپنی سزا کو پہنچے۔

۸۰۳ھ میں تیمور ہندوستان اور ایران سے ہوتا ہوا بغداد اور ملاطیہ پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد شام کی طرف پہونچا۔

اس زمانہ میں ایشیا دو عظیم الشان فاتحوں کی جولانگاہ بنا ہوا تھا۔ ایک تیمور گورگانی۔ دوسرا بایزید عثمانی۔ بدقسمتی سے یہ دونوں قوتیں آپس ہی میں

Marfat.com

ٹکرا گئیں اور ۸۰۴ھ میں تیمور نے انگورہ کو فتح کر کے بایزید کو قید کر لیا۔

مصری تیمور کی طرف سے مطمئن تھے۔ مگر اب بایزید کی شکست کے بعد ان کو پھر اضطراب لاحق ہوا۔ کیونکہ ۸۰۴ھ میں تیمور نے سلطان مصر کے پاس تحف و ہدایا کے ساتھ جن میں ایک ہندوستانی ہاتھی بھی تھا یہ حکم بھیجا کہ ہماری سلطنت تسلیم کر لو ناصر کو مجبوراً اس کی سیادت ماننی پڑی۔ مگر اسی سال تیمور نے انتقال کیا۔ اس کے بعد اس کی اولاد میں تخت سلطنت کے لئے نزاع پڑ گئی۔ جس کی وجہ سے مصری ان کے تسلط سے آزاد ہو گئے۔

۸۰۸ھ میں متوکل کے بعد اس کا بیٹا ابوالفضل مستعین باللہ خلیفہ بنایا گیا وہ دل میں ناصر سے عداوت رکھتا تھا۔ اُس نے امرار دولت کو جن میں سب سے مقدم شیخ محمودی تھا اپنے ساتھ ملا لیا اور ناصر کے خلع کا اعلان کر دیا۔ ناصر نے دیکھا کہ اس کے طرفدار کم ہیں اس وجہ سے بھاگنا چاہا مگر گرفتار ہو گیا خلیفہ مذکور نے تخت پر بیٹھ کر اس کو قتل کرا دیا۔

ملک عادل مستعین باللہ

ملک عادل کے لقب سے مستعین کے ہاتھ پر ۲۵ محرم ۸۱۵ھ میں سلطنت کی بھی بیعت ہوئی۔ اور عباسی خلیفہ کے سر پر مستعصم کے بعد ایک بار اور دینی دستار کے ساتھ دنیاوی سلطنت کا تاج بھی رکھا گیا۔ اس نے شیخ محمودی کو

وزارت سیف وقلم دونوں کے عہدے دیئے۔ لیکن اس نے دیکھا کہ خلیفہ ضعیف العقل ہے۔ اس وجہ سے درخواست کی کہ مجھ کو شریک سلطنت بنایا جائے اس نے اس کو بھی منظور کیا اور ملک مؤید کے لقب سے اس کو اپنا سہیم قرار دیا۔ مگر یہ شرکت نہ چل سکی اور ۲ ربیع الاول ۸۱۵ھ میں شیخ نے اس کو اتار کر اپنی سلطنت کا اعلان کر دیا۔

شیخ محمودی

شیخ محمودی برقوق کے غلاموں میں شجاعت اور دانائی میں ممتاز اور شہسواری میں فرد تھا۔ صاحب علم بھی تھا اور شرع کا پابند۔ اس وجہ سے لوگوں میں مقبول تھا۔

مستعین نے معزولی کے بعد اس کے خلاف سازش شروع کی اور اپنے ایک مخلص دوست نوروز کو جس کو شام کی ولایت دی تھی مخفی طور پر اپنا حال لکھ بھیجا اور مدد چاہی۔ اس نے جواب دیا کہ میں لشکر لیکر آتا ہوں۔ لیکن اس سے پہلے تم اپنے دینی اثر سے کام لو اور اس کی معزولی کا فتویٰ شائع کر دو۔

یہ سب کچھ ہوا مگر محمودی معزول نہ ہو سکا بلکہ اس نے خود مستعین کو خلافت کی گدی سے اتار کر اس کے بھائی داؤد کو معتضد کے لقب سے خلیفہ بنا دیا۔

محمودی منصف مزاج اور منتظم تھا۔ اس کے زمانہ میں مصریوں نے آرام

یا۔ ۸ سال حکومت کرنے کے بعد ۹ محرم ۸۲۴ھ کو مر گیا۔ جامع مؤید اور مدرسہ
ودی اسی نے بنائے تھے جس میں شیخ شمس بن مدیری اس زمانہ کے ممتاز
دث درس دیتے تھے۔ محمودی مع اپنے بیٹے ابراہیم کے ان کے درس میں
اضر ہوتا اور ان کا فرش بچھاتا اور مسند لگاتا۔

مد بن محمودی سیف الدین تتر۔ محمد بن تتر

محمود کے بعد ممالیک نے اس کے شیر خوار بچہ احمد کو تخت نشین کیا اور
سیف الدین تتر کو اتالیق۔ اس نے شوال ۸۲۴ھ میں احمد کے سر سے تاج لیکر
پنے سر پر رکھ لیا۔ لیکن تین ہی مہینہ کے بعد گزر گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد سلطان
ہوا جس کا اتابک سیف الدین برس بائے تھا۔ سنت جاریہ کے مطابق اس نے
بھی محمد کو تخت سے اتار دیا۔ ممالیک میں اختلاف پیدا ہوا اور لڑائیاں ہونے
لگیں۔ برس بائے خاموش بیٹھا رہا۔ جب باہمی جنگوں میں ان کا زور ٹوٹ گیا
س وقت بلا کسی مزاحمت کے تخت پر آ گیا۔

ملک اشرف برس بائے۔

برس بائے سیف الدین تتر کا زر خرید غلام تھا۔ ربیع الاول ۸۲۵ھ میں
اس کے ہاتھ پر سلطنت کی بیعت ہوئی۔

اس کے عہد میں بجز ایک خفیف شورش کے جو ۸۲۷ھ میں شام کے والی نجاشی کی بغاوت کی بدولت ہو گئی تھی اور فوراً رفع کر دی گئی اور کوئی فتنہ برپا نہیں ہوا نہ قحط پڑا نہ طاعون آیا۔ اس وجہ سے تمام ملک خوش حال ہو گیا۔

حسن سیاست۔ تدبیر، رعب اور وقار میں اس کا رتبہ شیخ محمودی سے فائق تر تھا۔ نہایت شجاع اور عاقل۔ مورخین لکھتے ہیں کہ آخر میں حاکم بامر اللہ کی طرح اس نے بھی عجیب و غریب احکام دینے شروع کئے تھے۔ قاہرہ سے تمام کتے نکلوا دیئے۔ عورتوں کا سڑکوں پر بلا اجازت نکلنا ممنوع کر دیا۔ یہاں تک کہ اگر کوئی غسالہ کو بلواتا تو وہ محتسب کا اجازت نامہ سر پر رکھے بغیر شاہراہ سے نہیں گزر سکتی تھی۔

۱۶ سال ۸ ماہ حکومت کر کے ۶۰ سال کی عمر میں ۱۳ ذی الحجہ ۸۴۱ھ کو انتقال کیا۔ سلاطین چراکسیہ میں گل سرسبد یہی سمجھا جاتا ہے۔

ملک عزیز یوسف

برس بائی کے بعد اس کے بیٹے جمال الدین یوسف کے ہاتھ پر بیعت ہوئی سیف الدین جقمق نائب مقرر ہوا۔ حسب دستور تین مہینہ کے بعد اس نے یوسف کو نکال کر سلطنت پر قبضہ کر لیا اور ۱۹ ربیع الاول ۸۴۲ھ میں اس کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔

ملک ظاہر جقمق

بیعت کے وقت اس کا سن ۶۹ سال کا تھا۔ اس کے زمانہ میں معتضد
باللہ خلیفہ نے انتقال کیا جو بڑا متقی اور دین دار تھا۔ اس کی جگہ اس کا بھائی
مستکفی باللہ خلیفہ ہوا۔ وہ ۸۵۵ھ میں گزر گیا۔ پھر قائم بامر اللہ خلیفہ ہوا۔ اس نے
جقمق کے خلاف سازش شروع کی۔

جقمق کا سن اس وقت ۸۰ سال سے متجاوز ہو چکا تھا۔ دیکھا کہ خلیفہ کے
دسائس کا میں مقابلہ نہ کرسکوں گا اس وجہ سے اپنے بیٹے عثمان کو تخت پر بٹھا دیا اس
کے چند روز کے بعد ۸۵۷ھ میں جس میں کہ سلطان محمد ثانی فاتح نے قسطنطنیہ کو فتح
کیا انتقال کر گیا۔

جقمق منکسر المزاج۔ درویش دوست اور غریب پرور تھا۔ اس کے زمانہ
میں کثرت سے مساجد اور عمارات وغیرہ تعمیر ہوئیں۔ اس کے عہد میں مصر میں سخت
طاعون پھیلا تھا جس سے بہت مخلوق تباہ ہوئی۔

ملک منصور عثمان

فخر الدین عثمان ابھی تخت پر متمکن ہونے بھی نہ پایا تھا کہ خلیفہ قائم نے امرا
کی ایک جماعت کے ساتھ مل کر اس کے عزل کا فرمان شائع کیا۔ چنانچہ

Marfat.com

یکم ربیع الاول ۸۵۹ھ میں اس کو تخت چھوڑ دینا پڑا۔

خلیفہ مذکور چاہتا تھا کہ مستعین کی طرح اپنی سلطنت قائم کرے لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ کیونکہ ممالیک نے اپنی ۸۰ برس سے ایک پیر کہن سال ابو نصر نیال کو تخت پر بٹھا دیا۔

ملک اشرف نیال

نیال کی تخت نشینی سے بھی خلیفہ کی امیدیں ختم نہیں ہوئیں۔ وہ سمجھتا تھا کہ یہ بڈھا عنقریب مر جائے گا۔ اس کے بعد میں تخت لے لوں گا۔ مگر ۷ سال اس انتظار میں گزر گئے۔ آخر میں اس نے سازش شروع کی۔ سلطان کو پتہ مل گیا معزول کر کے اسکندریہ میں بھیجدیا۔ اور اس کے بھائی یوسف کو مستنجد کے لقب سے خلافت کا منصب عطا کیا۔

نیال آٹھ سال ڈھائی مہینے سلطنت کرنے کے بعد ۵ ا رجمادی الاول ۸۶۵ھ میں گزر گیا۔

ملک مؤید احمد

نیال کی وفات کے بعد اس کا بیٹا شہاب الدین احمد سلطان ہوا۔ یہ باپ کے وقت سے مہمات سلطنت میں دخیل تھا۔ چونکہ امرا اس سے ناراض

تھے اس وجہ سے چار مہینے کے بعد معزول کر دیا گیا۔

ملک ظاہر خوش قدم

خوش قدم نسباً یونانی تھا اور ملک ظاہر کا زرخرید غلام۔ اس وجہ سے ناصری اور یونانی دونوں نسبتوں سے مشہور ہے۔ اس کے عہد میں ملک کا انتظام اچھا رہا ۱۰ ربیع الاول ۸۷۲ھ کو انتقال کر گیا۔

ملک ظاہر بلبائے۔ ملک ظاہر تمربوغا

ابو سعید بلبائے خوش قدم کے بعد سلطان ہوا۔ لیکن ظالم اور غضبناک تھا اس لئے دو مہینے کے بعد نکال دیا گیا اور اسی لقب کے ساتھ تمربوغا تخت پر بٹھلایا گیا یہ بھی دو مہینے کے بعد ۷ رجب کو مخلوع ہوا۔

ملک اشرف قایت بائے

قایت بائے جقمق کا آزاد کردہ غلام تھا۔ ۸۷۲ھ میں تمربوغا کے بعد عنان سلطنت اس کے ہاتھ میں آئی اس نے دانشمندی سے مختلف جماعتوں کو قابو میں کیا اور ملک کا انتظام بہت اچھا رکھا۔

اس زمانہ میں سلاطین عثمانیہ اپنی سلطنت کا دائرہ وسیع کر رہے تھے

ایرانیوں نے ان کے خوف سے مصریوں کے ساتھ اتحاد کا معاہدہ کر رکھا تھا جب عثمانیوں نے اوزون حسن والیٔ فارس کو شکست دے دی اس وقت قایت بائے کو خوف ہوا کہ وہ شام پر حملہ آور ہوں گے۔ اس لئے ایک فوج گراں اس کے حدود پر بھیجدی۔ جس نے ترکی سلطنت کے دو شہر اذنہ اور ترسوس فتح کر لئے۔

عثمانی اس وقت یوروپین اقوام کے ساتھ جنگ میں مشغول ہو گئے۔ اس وجہ سے ادھر کا خیال نہ کر سکے۔ ۸۸۶ھ میں وہاں ان کو فتوحات حاصل ہوئیں مگر اسی اثنا میں سلطان محمد فاتح کا انتقال ہو گیا۔ اور اس کے بیٹوں میں تخت سلطنت کے لئے نزاع واقع ہو گئی۔ آخری لڑائی یکی شہر میں ہوئی جس میں بایزید غالب آگیا اور اس کے بھائی جم نے بھاگ کر مصر میں پناہ لی۔

قایت بائے نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر اس کو احترام کے ساتھ رکھا۔ اور حمایت کی امید دلا کر عثمانیوں پر حملے بھی شروع کر دیئے۔ بایزید نے اب شام پر چڑھائی کا ارادہ کیا۔ لیکن اتمام حجت کے لئے سفیر بھیجا کہ اذنہ اور ترسوس سے دست بردار ہو جاؤ۔ اور جو خسارہ ہوا ہے اس کا تاوان دو۔ قایت بائے نے سفیروں کو واپس کر دیا۔ اس وجہ سے ترکی فوجوں نے بڑھ کر اپنے مقامات واپس لے لئے۔

قایت بائے نے امیر ازبکی کو بھیجا اس نے پھر ان شہروں پر قبضہ کر لیا اور ہندوستان سے ایک سیاسی وفد بایزید کے پاس جا رہا تھا اس کو بھی پکڑا

Marfat.com

بایزید یہ سن کر غصہ میں بھر گیا۔ ۲۰ ربیع الاول ۸۹۳ھ کو خود آستانہ سے فوج لے کر چلا اور تہدید آمیز لہجہ میں قایت بائے کو لکھا کہ اس کش مکش سے باز آؤ ورنہ میں تمام آل عثمان کو جمع کر کے چڑھائی کروں گا اور مصر بھی فتح کر لوں گا۔ قایت بائے نے سلامتی اسی میں دیکھی کہ ان دونوں شہروں سے دست بردار ہو کر عثمانیوں سے صلح کر لے اس کے پانچ سال کے بعد ۲۹ سال ۴ ماہ ۲۰ روز حکومت کر کے سنہ ۹۰۱ھ میں ۲۲ ذیقعدہ کو وفات پائی۔

ملک ناصر محمد بن قایت بائے (بار اول)

قایت بائے کے بعد اس کا بیٹا محمد تخت پر بیٹھا مگر چھ مہینے کے بعد اٹھارہ جمادی الاول سنہ ۹۰۲ھ کو اتار دیا گیا۔

ملک اشرف قانصوہ خمسمایہ

قانصوہ پانچ سو دینار پر خریدا گیا تھا۔ اسی وجہ سے خمسمایہ کے لقب سے مشہور ہوا۔ محمد کے بعد امراء نے اس کو تخت پر بٹھایا۔ لیکن اس نے دیکھا کہ میں سلطنت کا کام نہیں کر سکتا۔ اس لئے دست بردار ہو گیا۔

ملک ناصر (بار دوم)

ممالیک دوبارہ محمد بن قایت بائے کو تخت پر لائے۔ لیکن وہ سخت وحشی

اور جاہل نکلا۔ ایک بار ایک نوعمر کنیز کی زندہ کھال کھینچ ڈالی۔ اس قسم کی سختیوں سے ڈیڑھ سال کے بعد ۱۶ ربیع الاول سنہ ۹۰۴ھ کو ذبح کر دیا گیا۔

ملک ظاہر قانصوہ اشرفی

ناصر کے قتل کے دوسرے دن تخت نشین ہوا۔ ایک سال ۸ ماہ کے بعد معزول کر دیا گیا۔

ملک اشرف قانصوہ جان بلد

قانصوہ ثالث ذیقعدہ سنہ ۹۰۵ھ میں سلطان بنایا گیا۔ ۷ مہینے کے بعد ۱۸ جمادی الاول کو مخلوع ہوا۔

ملک عادل طوماں بائے اوّل

جان بلد کے بعد قایت بائے کے غلاموں میں سے طوماں بائے کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔ ساڑھے چار مہینے کے بعد ذیقعدہ سنہ ۹۰۶ھ میں قتل کر دیا گیا۔

ملک اشرف قانصوہ غوری

یہ بھی قایت بائے کے غلاموں میں سے تھا۔ نہایت متقی اور پرہیزگار

اور ان تمام سیاسی جھگڑوں سے الگ جو ممالیک میں جاری تھے طومان بائے کے بعد امرار نے اسی کو منتخب کیا۔ اس نے معافی چاہی اور کہا کہ میں اس منصب کا اہل نہیں ہوں۔ لیکن انھوں نے اصرار کیا اور کہا کہ اہل ملک کو جو اعتماد تمہارے اوپر ہے وہ تمہاری اہلیت کے لئے کافی ہے اس لئے مجبور ہو کر بادلِ ناخواستہ قبول کیا۔ مگر یہ کہا کہ میرے لئے وہ دن بڑی خوشی کا ہوگا جس دن تم لوگ اس گرفتاری سے مجھ کو آزادی کی خوشخبری دوگے اور میں تخت چھوڑ کے اپنے اس بوریا پر آبیٹھوں گا۔

غوری نے زمام سلطنت ہاتھ میں لے کر عدل و حسنِ انتظام کے ساتھ حکومت شروع کی جس سے ملک میں اس سرے سے اس سرے تک امن و امان ہو گیا۔

پرتگالیوں نے اس زمانہ میں اپنے ہندوستانی مقبوضات سے بحری قزاقی شروع کر دی تھی جس سے مصر اور ہندوستان کی تجارت بند ہو گئی تھی ایک بحری بیڑہ ان کے استیصال کے لئے روانہ کیا۔ مگر اس کو بحرِ احمر میں فرنگیوں نے تباہ کر ڈالا۔

۹۱۶ھ میں سلطان سلیم اول عثمانی کا بھائی کرکود جو اس کے ساتھ تخت و تاج کے لئے برسرِ پیکار تھا ہزیمت اٹھانے کے بعد بھاگ کر مصر میں آیا۔ غوری نے حمایت کے لئے جنگی کشتیاں اس کے ساتھ کر دیں کہ جا کر قسطنطنیہ فتح کرے

Marfat.com

سلطان سلیم نے مشتعل ہو کر شام پر لشکر کشی کر دی۔ مصریوں نے شاہ ایران اسمٰعیل صفوی کے ساتھ جو ترکوں کا دشمن تھا مل کر مقابلہ کیا۔ مگر ترکوں نے دونوں کو ایک ساتھ شکست دیدی۔ غوری نے مصالحت کے لئے ایلچی بھیجا۔ سلطان نے جواب دیا کہ اب میں تمہارے فریب میں نہیں آسکتا۔

مصری فوجیں مقابلہ کے لئے بڑھیں حلب کے متصل مرج دابق میں معرکہ آرائی ہوئی۔ غوری اور اس کے سپاہیوں نے بے مثل بہادری کا اظہار کیا۔ لیکن ترکوں کی توپوں کے سامنے ان کی ساری جرأت اور دلاوری بیکار ہو گئی۔ کیونکہ وہ ابھی نیزوں اور تلواروں ہی سے لڑتے تھے اور توپیں ان کے پاس نہ تھیں۔

۲۵ رجب ۹۲۲ھ کو مصری افواج کے میمنہ اور میسرہ کے سرانِ سپاہ عثمانیوں کے ساتھ مل گئے غوری جو قلب میں تھا گھوڑے پر بھاگا راستہ میں گرا اور ٹاپوں کے نیچے پڑ کر ہلاک ہو گیا۔

ملک اشرف طومان بائے ثانی

غوری قاہرہ میں اپنے بھتیجے طومان بائے کو نائب بنا کر چھوڑ گیا تھا لوگوں نے اسی کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ سلطان سلیم فوجیں لئے ہوئے مصر کی طرف آیا۔ طومان بائے نے شکست کھائی اور بھاگ کر اسکندریہ کی طرف چلا۔ راستہ میں

ایک دیہاتی نے پکڑ لیا اور لا کر ترکوں کے حوالہ کر دیا۔

سلطان سلیم نے دس دن تک اس کو اپنے پاس رکھا اور امور ملک میں مشورے لیتا رہا۔ جب ضرورت باقی نہ رہی تو ۱۹ ربیع الاول ۹۲۳ھ میں سولی پر چڑھا دیا۔ اس روز دولت چرکسی ختم ہو گئی۔ اور مصر سلطنت عثمانیہ کا ایک صوبہ ہو گیا۔

سلطان سلیم نے اسکندریہ میں ایک فوج متعین کی اور خیر بک کو جو غوری کی فوج کا ایک امیر تھا مصر کا والی مقرر کر دیا۔ پھر متوکل سے جو اس وقت خلیفہ تھا، خلافت کا منصب بھی لے لیا۔ اور اس کو اپنے ساتھ آستانہ لیتا گیا۔ یہی سب سے آخری عباسی خلیفہ تھا جس سے عثمانیوں کو خلافت مل گئی۔

٭

گو میں عمود تاریخ اسلام یعنی خلافت کے ساتھ ساتھ چل رہا ہوں۔ لیکن اس موقع پر میرا جی یہ چاہتا تھا کہ عثمانی اور خدیوی خاندانوں کے حالات بھی لکھ کر شامل کر دیتا کہ مصر کی تاریخ آغاز عہد سے آج تک کی مکمل ہو جاتی۔ مگر میں نے دیکھا کہ یہ تتمہ بجائے خود ایک مستقل حصہ کی ضخامت چاہتا ہے اس لئے سر دست اس ارادہ کو چھوڑ دیا۔

Marfat.com

خلفاءِ عباسیہ مصر

(۱) مستنصر باللہ ۶۵۹ھ

سقوطِ بغداد کے بعد عباسی خاندان کے دو شخص وہاں سے نکل بھاگے تھے ایک ابوالقاسم احمد بن ظاہر بامراللہ۔ دوسرا ابوالعباس احمد بن حسن بن علی بن ابوبکر مسترشد باللہ ابوالقاسم احمد جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں رجب ۶۵۹ھ میں مصر میں پہنچا۔ ملک ظاہر بیبرس بندقداری نے اس کے استقبال کے لئے قاہرہ کی آرائش کرائی۔ پھر عظیم الشان دربار کر کے امراء قضاۃ اور علماء کو جمع کیا۔ قاضی تاج الدین نے ثبوت لینے کے جب علی رؤس الاشہاد اس کے صحیح النسب ہونے کا فیصلہ کر دیا اس وقت اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی اور اس کا لقب مستنصر باللہ رکھا گیا۔

اب خلیفہ کا پہلا کام یہ تھا کہ تاتاریوں کے قبضہ سے بغداد کو نکالے۔ بیبرس نے

Marfat.com

ایک فوج گراں اس کو دی اور خود اس کے ساتھ دمشق تک آیا۔

ابو العباس احمد حلب میں خلیفہ بنا لیا گیا تھا۔ دمشق میں اس نے بھی آکر مستنصر کی اطاعت قبول کرلی اور اس کے ساتھ شامل ہوگیا۔ دیگر امراء شام و حلب بھی اس جہاد میں شریک ہوئے۔ بیبرس نے دس لاکھ دینار کے صرفہ سے سارا ساز و سامان درست کر کے ان کو روانہ کیا۔ ۳ محرم ۶۶۰ھ میں مقام ہیت سے آگے بڑھ کر تاتاریوں سے مقابلہ ہوا۔ انہوں نے شکست دیدی۔ بہت سے مسلمان مقتول ہوئے اور غالباً مستنصر بھی مارا گیا۔ کیونکہ اس دن سے اس کا کچھ پتہ نہ ملا۔ اس کی خلافت چھ مہینے سے بھی کم رہی۔

(۲) حاکم بامر اللہ اوّل

(۶۶۰ھ سے ۷۰۱ھ تک)

مستنصر کے بعد حلبی خلیفہ ابو العاص احمد مصر میں بلایا گیا۔ اور ۸ محرم ۶۶۰ھ کو اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی۔ سلطان بیبرس نے اپنے قصر کبیر میں ایک محل اس کی سکونت کے لئے نامزد فرمایا۔ اور اس کی کل ضروریات کا انتظام کر دیا۔

حاکم ۴۱ سال تک اس منصب پر قائم رہا اور ۷۰۱ھ میں یوم جمعہ ۱۲ جمادی الاوّل کو سلطان بن محمد قلاؤون کے عہد میں انتقال کر گیا۔ سیدہ نفیسہ کے مزار کے متصل دفن ہوا۔ تمام امراء اور اعیان دولت جنازہ میں از راہ ادب ننگے پاؤں

Marfat.com

شریک تھے۔

(۳) مستکفی باللہ اول

(۷۰۱ھ سے ۷۴۰ھ تک)

ابو الربیع سلیمان بن حاکم اپنے باپ کا نامزد کردہ ولیعہد تھا۔ اس کے عہد میں ۷۰۹ھ میں تاتاری بادشاہ خوبندہ نے رفض اختیار کیا اور اپنے تمام قلمرو میں حکم بھیجدیا کہ خطبوں میں سے خلفائے ثلاثہ کے نام نکال دیئے جائیں۔ اس کی وجہ سے سخت شورش برپا ہوئی۔ اسی اثنا میں وہ مرگیا۔ اور اس کی جگہ سلطان ابوسعید آخری تاتاری بادشاہ تخت نشین ہوا۔ جو سنی تھا۔ اس نے اس حکم کو منسوخ کردیا۔

مصر کے ذمیوں نے وزیر کے پاس یہ درخواست دی کہ اہل ذمہ کے اوپر جو قیود ہیں وہ اٹھادی جائیں ہم اس کے عوض میں سالانہ سات لاکھ دینار دیتے رہیں گے وزیر اور سلطان کا میلان طبع یہ تھا کہ منظور کرلیں۔ مگر امام تقی الدین احمد ابن تیمیہ نے مخالفت کی اور کہا کہ شریعت کے احکام کسی قیمت پر فروخت نہیں ہو سکتے۔ خلیفہ نے بھی ان کی تائید کی اس لئے باز رہے۔

سلطان مصر محمد بن قلاؤن اور خلیفہ میں بہت یگانگت تھی دونوں ایک ساتھ سیر و شکار اور چوگاں بازی کے لئے نکلا کرتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا

Marfat.com

کہ بھائی بھائی ہیں مگر ۷۳۶ھ میں بعض دشمنوں کی دَر اندازی سے ان میں باہم رنجش پیدا ہو گئی اس وجہ سے سلطان نے خلیفہ کو برج قصر میں نظر بند کر کے لوگوں کو اس سے ملنے سے روک دیا۔ پھر ذی الحجہ ۷۳۷ھ میں اس کو قاہرہ سے معہ اہل و عیال اور متعلقین کے جو تقریباً سو نفوس تھے مقام قوص میں بھیجدیا اور حکم دیا کہ خطبوں میں سے اس کا نام نکال دیا جائے۔ لیکن گزارہ بڑھا دیا۔

شعبان ۷۴۰ھ میں مستکفی نے قوص ہی میں انتقال کیا۔ عمر ۵۰ سال سے زیادہ تھی۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ مستکفی فاضل، کریم الطبع، شجاع اور سپہ گری میں کامل تھا۔ ہمیشہ علماء و فضلاء کے ساتھ مجالست رکھتا۔ اور سلوک کرتا۔ خط نہایت پاکیزہ لکھتا تھا۔ اسی نے بادشاہ ہند محمد تغلق کو خلعت اور امارت کا فرمان بھیجا تھا۔

(۴) واثق باللہ

(۷۴۰ھ سے ۷۴۱ھ تک)

حاکم بامر اللہ نے اپنے بیٹے ابو عبد اللہ محمد کو اپنا ولی عہد بنایا تھا۔ لیکن وہ اس کی زندگی ہی میں مر گیا اس وجہ سے اس کے بیٹے ابراہیم بن محمد کے نام ولایت عہد لکھدی۔ مگر جب دیکھا کہ اراذل کی صحبت میں بیٹھنے سے اس کی صحبتیں خراب

Marfat.com

ہو گئی ہیں تو اپنے دوسرے بیٹے مستکفی کو ولیعہد کیا چنانچہ اس کے خلیفہ ہو جانے پر اسی ابراہیم نے ملک ناصر محمد بن قلاؤون کو اس کا دشمن بنا دیا تھا۔

مستکفی مرتے وقت اپنے بیٹے احمد کے لئے خلافت کی وصیت کر گیا تھا مگر سلطان نے اس کی وصیت کی طرف التفات نہیں کیا اور ابراہیم کو واثق باللہ کا لقب دے کر خلیفہ بنا دیا۔ علماء اور قضاۃ نے بوجہ اس کے ناشائستہ افعال کے سخت مخالفت کی۔ سلطان نے اس کو معزول تو نہیں کیا لیکن خطبوں سے اس کا نام نکلوا دیا۔ اور انتقال کے وقت وصیت کر گیا کہ مستکفی کے بیٹے احمد کو خلیفہ بنا لینا۔

(۵) حاکم بامر اللہ ثانی

(سنہ ۷۴۱ھ سے سنہ ۷۵۳ھ تک)

محمد بن قلاوؤں کی وصیت کے مطابق اس کے بیٹے سیف الدین ابوبکر نے تخت نشین ہونے کے بعد ذی حجہ سنہ ۷۴۱ھ میں قاضی القضاۃ کو بلا کر دربار عام میں واثق کو معزول کیا اور ابو العباس احمد بن مستکفی کو ولیعہدی کا ثبوت لینے کے بعد خلیفہ بنایا۔ چونکہ یہ دوسرے خلیفہ حاکم بامر اللہ کا ہم نام اور ہم کنیت تھا۔ اس لئے وہی لقب بھی اس کو دیا گیا۔ سنہ ۷۵۳ھ کے وسط میں طاعون سے ہلاک ہوا۔

(٦) معتضد باللہ اوّل

(سنہ ٧٥٣ھ سے سنہ ٧٦٣ھ تک)

ابوالفتح معتضد حاکم بامراللہ کا بھائی تھا۔ اس کے انتقال کے بعد اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی۔ جمادی الاول سنہ ٧٦٣ھ میں گزر گیا۔ متواضع اور علم دوست تھا۔ اس کی طرف سے فیروز شاہ کے نام ہندوستان کی امارت کا فرمان سنہ ٧٥٧ھ میں آیا تھا۔

(٧) متوکل علی اللہ اوّل

(سنہ ٧٦٣ھ سے سنہ ٨٠٨ھ تک)

ابو عبداللہ محمد بن معتضد اپنے باپ کی وصیت کے مطابق سنہ ٧٦٣ھ میں خلیفہ ہوا۔ اس نے زمانہ بہت پایا۔

سنہ ٧٧٩ھ میں اشرف کے قتل کے معاملہ میں اتابک لاجین اس سے کسی بات پر ناراض ہو گیا۔ اس وجہ سے قوص میں بھیجدیا۔ اور ذکریا بن واثق کو معتصم کا لقب دے کر خلافت کا خلعت عطا کیا۔ لیکن نہ بیعت ہوئی نہ اجماع۔ آخر کار پندرہ روز کے بعد پھر متوکل خلافت پر بلایا گیا۔

سنہ ٧٨٥ھ میں متوکل نے برقوق کے خلع کا اعلان کیا مگر اس نے خود

متوکل کو خلافت سے برطرف کر کے عمر بن ابراہیم کو خلیفہ بنا لیا۔ ۷۸۸ھ میں جب عمر گزر گیا اس وقت امرا نے اس کو متوکل کی بیعت کا مشورہ دیا۔ مگر وہ راضی نہ ہوا۔ اور زکریا بن واثق کو جو اتابک لاشن کے عہد میں خلافت پر آیا تھا۔ خلیفہ بنایا۔ اس نے مخالفت شروع کی اس وجہ سے مجبوراً اس کو نکال کر پھر متوکل کو بلایا۔ اس نے خلیفہ ہوتے ہی برقوق کی معزولی کی کوشش شروع کی۔ اور کامیاب ہو گیا۔

رجب ۸۰۸ھ میں وفات پائی۔ کنیزوں کا عاشق تھا۔ نر و مادہ سو اولادیں چھوڑیں جن میں سے پانچ خلیفہ ہوئے۔

(۸) مستعین باللہ

(۸۰۸ھ سے ۸۱۵ھ تک)

ابو الفضل عباس بن متوکل، بائی خاتون نامی ترکی کنیز کے شکم سے تھا۔ رجب ۸۰۸ھ میں ملک ناصر پسر برقوق کے عہد میں اپنے باپ کی جگہ خلیفہ ہوا۔ جب شیخ محمودی نے ناصر کو گرفتار کیا تو مستعین نے اس کو قتل کرا کے تخت سلطنت بھی حاصل کر لیا۔

چونکہ مدت کے بعد عباسی خلیفہ کو دنیاوی اقتدار ملا تھا اس وجہ سے مسلمانوں نے اس پر شادیانے بجائے۔ لیکن یہ خوشی زیادہ عرصہ تک قائم

نہ رہ سکی۔ کیونکہ شیخ محمودی نے بہت جلد اس کو خلافت اور سلطنت دونوں سے معزول کر کے قلعہ میں نظر بند کر دیا۔ اور خود سلطان ہو گیا اور خلافت کی بیعت داؤد بن متوکل کے ہاتھ پر کر لی۔ اس کے بعد مستعین کو اسکندریہ بھیجدیا۔ وہاں اس نے بڑی ثروت پیدا کر لی۔ اور ۸۳۳ھ میں انتقال کیا

(۹) معتضد باللہ ثانی

(۸۱۶ھ سے ۸۴۵ھ تک)

داؤد کا لقب معتضد باللہ رکھا گیا۔ اس کی ماں کزل نامی ترکی کنیز تھی۔ اس کی بیعت ۸۱۶ھ میں ہوئی۔ ۶۳ سال کی عمر میں ۴ ربیع الاول ۸۴۵ھ میں مر گیا۔ باوقار عالم اور فیاض تھا۔

(۱۰) مستکفی باللہ ثانی

(۸۴۵ھ سے ۸۵۴ھ تک)

ابو الربیع سلیمان بن متوکل، معتضد کے بعد اس کی وصیت کے مطابق خلیفہ بنایا گیا۔ نہایت متقی اور عبادت گزار تھا۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے اسی کے گھر میں پرورش پائی تھی کیونکہ ان کے والد اس کے اتالیق تھے۔ سلک ظاہر جقمق اس کے ساتھ عقیدت اور اس کے حق حرمت کا بہت خیال رکھتا تھا۔

Marfat.com

۶۴ سال کی عمر میں جمعہ کے دن ۲۹ ذی حجہ ۸۵۷ھ میں انتقال کر گیا۔ امراء و سامانات جنازہ پر ٹوٹے پڑتے تھے۔ خود جقمق نے بھی کاندھا دیا۔

(۱۱) قائم بامر اللہ

(۸۵۷ھ سے ۸۵۹ھ تک)

ابو البقا حمزہ بن متوکل، بلا ولیعہدی کے خلافت کے منصب کا متولی بنایا گیا۔ اسی کی سازشوں کے ڈر سے جقمق نے سلطنت اپنے بیٹے عثمان کے حوالہ کردی تھی، قائم نے اس کے خلع کا اعلان کیا اور چاہا کہ مستعین کی طرح خود سلطنت پر قابض ہو جائے مگر کامیاب نہ ہو سکا اور ملک اشرف نیال تخت پر آگیا۔ اس کے خلاف بھی سازش شروع کی۔ اس وجہ سے ۸۵۹ھ میں اسکندریہ بھیج دیا گیا۔ وہیں ۸۶۳ھ میں وفات پائی اور اپنے بھائی مستعین کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

(۱۲) مستنجد باللہ

۸۵۹ھ سے ۸۸۴ھ تک

ابو المحاسن یوسف بن متوکل ۸۵۹ھ میں منصب خلافت پر آیا۔ اس کے زمانہ میں بڑی بادشاہ گردی رہی۔ آخر میں ملک اشرف قایت بائے

آکر سلطنت نے قرار لیا۔
ظاہر خوش قدم نے سازش کے خطرہ سے اس کو قلعہ میں نظر بند رکھا تھا۔
وہیں ۲۴ محرم ۸۸۴ھ میں گزر گیا۔

(۱۳) متوکل علی اللہ ثانی

(۸۸۴ھ سے ۹۰۳ھ تک)

عبد العزیز بن یعقوب بن متوکل ۱۲ محرم ۸۸۴ھ کو خلیفہ ہوا۔ دیندار اور خوش اخلاق تھا۔ ۲۰ صفر ۹۰۳ھ کو وفات پائی۔

(۱۴) مستمسک باللہ

(۹۰۳ھ سے ۹۲۰ھ تک)

یعقوب بن عبد العزیز باپ کے مرنے کے بعد اس کے ہاتھ پر بیعت ہوئی ۹۲۰ھ میں انتقال کر گیا۔

(۱۵) متوکل علی اللہ ثالث

(۹۲۰ھ سے ۹۲۳ھ تک)

اس کا نام محمد تھا مستمسک کے بعد اس کی خلافت کی بیعت ہوئی۔ اس کے

زمانہ میں ۹۲۳ھ میں سلطان سلیم اول عثمانی نے مصر کو فتح کیا۔

چونکہ اصولاً منصب خلافت منصب سلطنت سے بالاتر ہے اور خلیفہ کے احکام سلطان کے لئے واجب التعمیل ہوتے ہیں۔ اس لئے سلیم نے سلطنت کے ساتھ ہی خلافت بھی لے لی۔ اور یہ اختیار دوسروں کے ہاتھ میں رکھنا پسند نہ کیا۔

اس وقت سے یہ نام کی خلافت بھی بنی عباس کے ہاتھ سے نکل گئی۔
سلیم متوکل کو اپنے ساتھ آستانہ لیتا گیا۔ وہاں وظیفہ مقرر کر دیا۔ ۹۴۵ھ میں متوکل نے وہیں وفات پائی۔

٭ ٭ ٭

Marfat.com

خلافت عبّاسیہ

عباسی خلافت اگرچہ کل عالم اسلامی کی نمایندہ نہ تھی کیونکہ اس کا ایک حصہ اندلس روزِ اول سے اس کے قلمرو سے خارج رہا اور پھر امتدادِ زمانہ کے ساتھ رفتہ رفتہ اکثر اسلامی ممالک اس کے قبضہ سے نکلتے گئے۔ یہانتک کہ دیلم اور سلجوق نے خود اس کے مرکز پر قبضہ کر لیا۔ اور ان کے زمانوں میں اس کا دنیاوی تسلط برائے نام رہ گیا۔ لیکن پھر بھی بوجہ خلافت راشدہ اور بنی امیہ کے وارث ہونے کے بالعموم امت میں مرکزی حیثیت اس کو حاصل رہی۔ بشرق سے مغرب تک اکثر سلاطین اور ملوک اسلام خلفائے عباسیہ ہی کو جانشین رسول اور دنیائے اسلام کا مرکزی فرماں روا مانتے۔ انھیں سے اپنی امارتوں کا فرمان لکھواتے اور اپنے آپ کو ان کا نائب قرار دے کر ان کے ناموں کے خطبے پڑھتے اور اس کو اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ اندلس اور مراقش کی خلافتوں نیز خلافت فاطمیہ کو بجز ان کے ماتحتوں اور ہم عقیدہ لوگوں کے اور کسی نے کبھی صحیح تسلیم نہیں کیا۔ اور عام طور پر اُمت کے نزدیک یہ خلافتیں نامعقول بلکہ

ناجائز رہیں۔ اس وجہ سے بغداد سے خلافت عباسیہ کے زوال کو باوجود اس کے کہ اس کے پاس تین صوبوں سے زائد نہ تھے خوارزم شاہی طویل و عریض سلطنت اور دیگر اسلامی ریاستوں کے زوال کی بہ نسبت اُمت نے زیادہ محسوس کیا کیونکہ اس سے دنیائے اسلام کی مرکزیت مٹ گئی تھی اور ایک عظیم الشان منصب جو مدتہا کے لحاظ سے دینی حیثیت اختیار کر چکا تھا امت کے ہاتھ سے نکل گیا تھا اس لئے اس کا دوبارہ قائم کرنا ضروری سمجھا گیا۔

یہ احساس عوام الناس کی بہ نسبت علماء کو زیادہ تھا اور خلافت کی تاریخ کی بنا پر ان کے دلوں میں یہ بات بھی ہوئی تھی کہ اس منصب کی تولیت کے مستحق عباسی ہی خاندان کے افراد ہو سکتے ہیں۔ اسی بنیاد پر ابو العباس احمد کو جو بغداد سے بھاگ کر حلب گیا تھا حاکم بامر اللہ کے لقب سے امام ابن تیمیہ کے والد بزرگوار عبد الحلیم بن تیمیہ نے خلیفہ بنایا اور سب لوگوں سے بیعت لے کر خلافت کا منصب قائم کیا۔ اور مصر میں جب ابو القاسم احمد پہنچا تو وہاں علامہ عز الدین اور قاضی تاج الدین کی کوششوں سے اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی اور جو مرکزیت بغداد میں شکست ہوئی تھی قاہرہ میں نصب کی گئی۔

سلطان بیبرس بندقداری نے بھی عقیدتمندی اور نیز اس خیال سے کہ اس مرکزیت کی بدولت اس کی سلطنت کو قبولیت عامہ نصیب ہو گی اور اس کا اقتدار بڑھ جائے گا۔ بیعت کر لی۔ چنانچہ بیعت کے بعد جمعہ کے دن خلیفہ نے

Marfat.com

خطبہ پڑھا اور سلطان مذکور کو قسیم امیر المومنین کا لقب اور مصر و شام وغیرہ کی امارت کا فرمان عطا فرمایا۔ اس نے خلیفہ کے لئے ایک محل مخصوص کر دیا۔ اور کاتب، حاجب، خزانچی وغیرہ متعین کر دیئے۔ غلام۔ کنیزیں، خدم و حشم اور سواری کے لئے سو گھوڑے دیئے۔ نیز جملہ لوازمات اور ان کے اخراجات کا بندوبست فرمایا۔ خطبوں میں بھی اس کا نام داخل کیا اور سکوں میں بھی اور خلافت کا پورا اعزاز مرعی رکھا۔

اس میں شک نہیں کہ علماء نے نیک نیتی اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے خیال سے اس خلافت کا احیاء کیا تھا اور ان کا مقصد یہ تھا کہ امت کی وحدت اور مرکزیت قائم رہ جائے۔ لیکن اقوام مسلمہ کا تشتت و افتراق اس حد سے گزر چکا تھا کہ اس بوسیدہ رشتہ سے جو روحانی خلافت کی شکل میں قائم کیا گیا ہے ان کی شیرازہ بندی ہو سکتی۔ چنانچہ سیاسی حیثیت سے یہ مفید ہونے کے بجائے خود مصر کے لئے مضر ثابت ہوا۔ کیونکہ دو مستقل اختیارات ہر وقت متصادم ہو سکتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سلاطین نے تھوڑے ہی دنوں کے بعد خلیفہ کو قلعہ میں اپنی نظر کے سامنے رکھنا شروع کیا اور ارکان دولت کا ملنا اس سے بند کر دیا۔ اس کے بعد سکوں اور خطبوں سے بھی اس کا نام نکال ڈالا۔ اور اس کو محض ایک تبرک کی حیثیت سے رہنے دیا جو مذہبی مجالس میں شرکت کے لئے بلایا جاتا تھا اس کا لقب بھی بجائے خلیفہ کے امام

Marfat.com

کر دیا۔ اور سیاسیات میں کسی قسم کا دخل دینے سے روک دیا۔ ان میں سے جو کسی قسم کی مخالفت کا اظہار کرتا وہ یا تو معزول ہوتا یا قید۔ مستعین باللہ نے جرأت کرکے ذرا قدم آگے بڑھایا تھا اور تخت سلطنت پر پہنچ گیا تھا جس پر علماء نے حد سے زیادہ خوشی کا اظہار کیا۔ یہاں تک کہ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے جوش مسرت میں ایک قصیدہ بھی لکھ ڈالا۔ لیکن چونکہ کوئی عصبیت اس کے پاس نہ تھی اور امراء اپنی اپنی غرض کے بندے تھے اس لئے وہ چالیس دن بھی تخت پر نہ رہ سکا اور قید کر دیا گیا۔

جب خود مصر میں ان کا یہ حال تھا تو دیگر سلاطین و ملوک اسلام اس تاریخی رشتہ کا کہانتک احترام کرتے۔ بایزید عثمانی نے اگر سنت قدیم کے مطابق ان سے اپنی امارت کا فرمان لکھوایا تو آخر میں اسی خاندان کے سلطان سلیم نے ان سے خلافت بھی چھین لی جس سے نہ صرف بنی عباس اور قریش بلکہ عرب کے ہاتھوں سے یہ منصب نکل کر عجم کے ہاتھوں میں چلا گیا۔

بے شک ایک دوسری حیثیت سے اس خلافت کی بدولت مصر کو فائدہ پہنچا۔ یعنی اگرچہ فتح اسلامی کے بعد ہی سے علوم اسلامیہ وہاں رائج ہو گئے تھے اور ہر قرن میں اچھے اچھے علماء اور مصنفین کی کثرت رہی۔ مگر اس خلافت کے قیام سے وہاں علم اور دین کو زیادہ ترقی ہو گئی۔ اور بجائے بغداد کے قاہرہ حضارۃ اسلامی کا مرکز ہو گیا۔

Marfat.com

سلاطین عثمانیہ خلافت اسلامیہ کو تو روم میں لے گئے مگر علوم اسلامیہ کو مصر ہی میں چھوڑ گئے۔ چنانچہ آج تک یہ اس کی مرکزیت باقی ہے اور اس کے علمی احسانات کا فیض دنیائے اسلام میں جاری ہے۔

❖ ❖ ❖

جوئے نور

سلسلۂ معارف القرآن کی دوسری کڑی

جو حضرات انبیائے کرام ؑ کے تذکار جلیلہ پر مشتمل ہے
جس میں حضرت نوح علیہ السلام سے لیکر حضرت شعیب
علیہ السلام تک تمام انبیاء کرام کا تذکرہ آگیا ہے۔

یہ کتاب محترم مصنف کی نظر ثانی کے بعد

دوسری مرتبہ شائع کی گئی ہے

۳۰۴ صفحات قیمت مجلد مع گرد پوش۔

چھ روپے (علاوہ محصولڈاک)

ناظم ادارہ طلوع اسلام کراچی

Marfat.com

سلیم کے نام

خطوط۔

از پرویز

نوجوانوں کے دل میں اسلام کے متعلق جو شکوک پیدا ہوتے ہیں ان کا شگفتہ مدلل اور اچھوتا جواب۔

بڑے سائز کے ۴۰۰ صفحات

قیمت چھ روپے

ادارۂ طلوع اسلام

کراچی

Marfat.com